وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (سورۃ التکویر)

ترجمہ: اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے

”دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا“

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الحکم

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”سُلطان القلم“ (الہام)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ
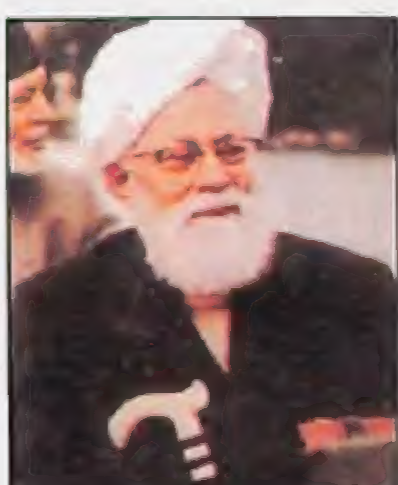
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حاجی حکیم مولوی نور الدین صاحب
خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جماعت احمدیہ کی سوسالہ صحافت کا تابناک دور

نوٹ: جماعت احمدیہ کی سوسالہ صحافت کے ابتدائی مدیران میں سے جن کی تصاویر دستیاب ہوسکی ہیں ذیل میں شائع کی جارہی ہیں

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ
ایڈیٹر اخبار الحکم و احمدی خاتون قادیان

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
ایڈیٹر اخبار البدر قادیان

حضرت مولوی محمد علی صاحبؓ ایم اے
ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی)قادیان

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ
ایڈیٹر رسالہ تعلیم الاسلام و ریویو آف ریلیجنز قادیان

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ
ایڈیٹر رسالہ مسلم ٹائمز لندن

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانیؓ
پرنٹر و پبلشر اخبار بدر قادیان

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم
ایڈیٹر رسالہ فرقان (قادیان)، الفرقان (ربوہ) والبشریٰ (فلسطین)

حضرت شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل
ایڈیٹر رسالہ التبلیغ ربوہ

حضرت شیخ محمد یوسف صاحبؓ
ایڈیٹر رسالہ نور قادیان

مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مرحوم
ایڈیٹر اخبار گائیڈنس (گھانا – مغربی افریقہ)

محترم ملک صلاح الدین صاحب درویش
ایڈیٹر رسالہ اصحاب احمد قادیان

حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی (المصلح الموعود)
ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان و اخبار الفضل قادیان

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
نگران رسالہ درویش قادیان

محترم رشید احمد صاحب چودھری
سابق ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن
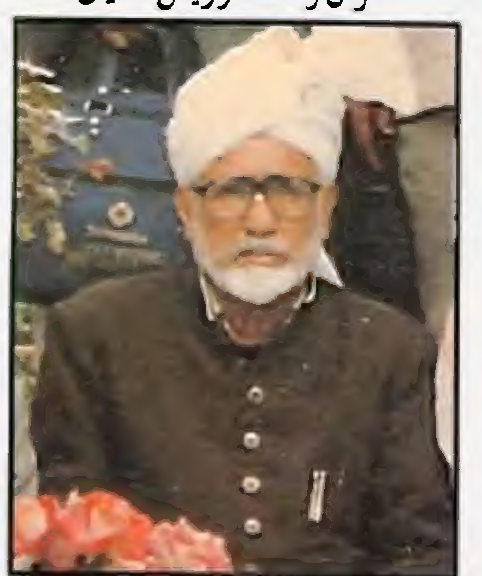
محترم مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم
ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ (موجودہ ایڈیٹر عبدالسمیع خان صاحب)

محترم ثاقب زیروی صاحب مرحوم
ایڈیٹر ہفت روزہ لاہور

محترم جناب کمال یوسف صاحب
ایڈیٹر رسالہ ایکٹو اسلام و اخبار احمدیہ سویڈن

محترم مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب مرحوم
ایڈیٹر رسالہ "The African Creasent" سیرالیون

محترم نصیر احمد صاحب قمر
ایڈیٹر ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

محترم عبدالمومن صاحب طاہر
انچارج عربی ڈیسک و سابق ایڈیٹر رسالہ التقویٰ

تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے

اڈیٹروں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ سچائی کو دنیا میں پھیلاویں نہ جھوٹ کو

ارشاد باری تعالی

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o (سورة العلق آیت 2 تا 6)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ o مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ o وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ o وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o (سورة القلم آیت 2 تا 5)

ترجمہ: ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں تو اپنے رب کی نعمت کے طفیل مجنون نہیں ہے۔ اور یقیناً تیرے لئے ایک لامتناہی اجر ہے اور یقیناً تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔

بَلْ یُرِیْدُ کُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّؤْتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَةً o (المدثر :52)

ترجمہ: بلکہ ان میں سے ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ وہ بکثرت پھیلائے جانے والے صحیفے (اپنے موقف کی اشاعت کے لئے) دیا جاتا۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:11)

ترجمہ: اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (لقمان :27)

ترجمہ: اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب قلمیں بن جائیں اور سمندر (روشنائی ہو جائے اور) اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (صحیح بخاری پارہ 13 کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عدل و حکم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر یعنی سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّهْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 411)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو اس وقت زندہ ہوا وہ عیسی بن مریم کو پائے گا جو امام مہدی ہوں گے اور حکم عدل ہوں گے (یعنی امت کے فرقوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے والے ہوں گے) اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے (اور ان کے زمانہ میں) لڑائی اپنے اوزار رکھ دے گی یعنی مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ "وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ" قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ حَتّٰی سَأَلَ ثَلٰثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر باب الجمعه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعہ کی آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بھم نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسی بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا اپنی دوری کے اعتبار سے تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا:۔

شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ:۔

"لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا کُنُوْزٌ لَیْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ وَّلٰکِنْ بِهَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَهُمْ اَنْصَارُ الْمَهْدِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ"
(کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب صفحہ 92-491 از الامام محمد بن یوسف شافعیؒ المطبعۃ الحیدریہ نجف 1390ھ)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے ہاں سونے چاندی کے علاوہ اور بھی خزانے ہیں اور وہ مرد مومن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عرفان حاصل ہوگا اور وہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے انصار ہوں گے"

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے ...... اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے"
(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۹)

"میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقتِ عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے"۔
(نشان آسمانی صفحہ ۴۸۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۸)

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"
(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰)

"میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے"
(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

وَاَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ وَوَعَدَنِیْ اَنَّهٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا تَتَمَوَّجُ بُحُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِهَا۔ (لُجَّۃُ النُّور صفحہ 72 طبع اول فروری 1910ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان)

یعنی میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آجائیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈال دیں گے۔

"اڈیٹروں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ سچائی کو دنیا میں پھیلاویں نہ جھوٹ کو۔ اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک چیز ہے اس کو دنیا میں رائج کرتے ہیں"
(نزول المسیح صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 392)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اخبار بدر کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے

اس اخبار کے چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جس سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کرسکیں

تقسیم ملک کے بعد اخبار بدر کی اشاعت پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا تاریخی پیغام

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .... نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھـــو الـــنـــاصـــر

برادران جماعت احمدیہ ہندوستان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور اس کے خاص تصرف کے ماتحت ہندوستان کی جماعتیں اب پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ سیاسی طور پر تقسیم ہو چکی ہیں بلکہ بین المملکتی اختلافات کی وجہ سے آپس میں میل جول بھی بہت ہی محدود رہ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہندوستان کی جماعتیں پاکستان میں شائع شدہ لٹریچر سے خواہ وہ مؤقت الشیوع ہو یا مستقل ہو بہت حد تک محروم رہ گئی ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری تھا کہ قادیان سے ایسے لٹریچر شائع کرنے کی تدبیر کی جاتی جو کہ آسانی کے ساتھ ہندوستانی جماعتوں تک پہنچ سکتا۔ چنانچہ اس بات کے مدنظر میں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بار بار ہدایت کی کہ وہ کم سے کم ایک ہفتہ واری اخبار قادیان سے جاری کرنا شروع کریں تا کہ قادیان اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں میں اتصال و اتحاد پیدا ہو۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بدر کے نام سے ایسے اخبار کے جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ یہ مضمون میں اسی اخبار کے لئے بھجوا رہا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے اور اس اخبار کو چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کرسکیں۔ اور جماعت احمدیہ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس اخبار کو خرید کر اخبار کی اشاعت کو وسیع سے وسیع کرتے چلے جائیں اور ملک کے ہر گوشہ میں اسے پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ یہ اخبار روزانہ ہو جائے اور وسیع الاشاعت ہو جائے۔ اس اخبار کا نام بدر رکھا گیا ہے اور یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رؤیا اور کشوف شائع کرنے میں ایک زمانہ میں اس اخبار کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی تھی کیونکہ مفتی محمد صادق صاحب ہی اس کے ایڈیٹر تھے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرائیویٹ سیکرٹری کا کام کرتے تھے۔ اس لئے انہیں الہامات کے جلد سے جلد حاصل کرنے کا موقع دوسروں سے زیادہ مل جاتا تھا میں امید کرتا ہوں کہ اب ان الہامات کی تشریح اور تفسیر اور ان کا مقصد اور مدعا بتانے اور شائع کرنے میں یہ اخبار پیش پیش رہے گا۔

برادران۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وقت ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کے لئے بڑا نازک ہے اور جماعت کے لئے خصوصاً نازک ہے مگر ہم ایک ایسے خدا کے بندے ہیں اور اس پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں جس کے ایک اشارہ سے دنیائیں پیدا ہوتی اور مٹتی ہیں اور قومیں ابھرتی اور گرتی ہیں اور حکومتیں قائم ہوتی اور تباہ ہوتی ہیں۔ پس ہمارے حوصلے دوسرے لوگوں کے حوصلوں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں جن کا کام خدا نے کرنا ہے انہیں ایسے حالات کی طرف نگاہ کرنا جائز ہی نہیں ہوسکتا۔ آپ لوگ خدا کا ہتھیار ہیں آپ لوگ خدا کی تدبیر ہیں آپ لوگ وہ نیا بیج ہیں جو خدا تعالیٰ نے دنیا میں بکھیرا ہے نہ خدا کا ہتھیار کند ہوسکتا ہے نہ خدا کی تدبیر ضائع ہوسکتی ہے نہ خدا کے پھینکے ہوئے بیجوں کو کیڑا کھا سکتا ہے۔ پس اپنی نظریں آسمان کی طرف رکھو اور زمین کی طرف مت دیکھو۔ یہ نہ دیکھو کہ تمہارے دائیں بائیں کون ہے بلکہ یہ دیکھو کہ تمہارے سر پر کس کا سایہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور فرشتوں کی فوجیں تمہارے پیچھے ہیں۔ سچائی اور حق اور انصاف کو تم نے قائم کرنا ہے۔ نیکی اور تقویٰ کو تم نے دنیا میں پھیلانا ہے۔ آئندہ دنیا کی زندگی اور اس کی ترقی تمہارے ساتھ وابستہ ہے۔ اور کائنات کی حرکت تمہارے اشاروں پر تیز یا سست ہونے والی ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تبلیغ کو وسیع کرو زیادہ سے زیادہ یکجہتی یک رنگی اور اتحاد پیدا کرو اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنے کی فرصت حاصل ہو اور تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔

دنیا تم پر ہنس رہی ہے اس لئے کہ تم پارہ پارہ ہو چکے ہو لیکن خدا کے فرشتے آسمان پر تمہارے لئے ہنس رہے ہیں اس لئے کہ تم فاتح کامیاب اور کامران ہو۔ اندھا جو کچھ بیان کرتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں بینا جو کچھ دیکھتا ہے وہ صحیح ہے۔ پس خدا کی باتوں پر یقین رکھو اور لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو ہو گا وہی جو خدا چاہتا ہے خواہ اس امر کے راستہ میں مشکلات ایک پہاڑ ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تم کو ایسے طریق پر کام کرنے کی توفیق دے کہ خدا کے فضلوں کی بارش تم پر ہو اور ہمیشہ ہوتی رہے۔ آمین۔

(اخبار بدر 7 مارچ 1952)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے احباب پیارے آقا کی صحت و تندرستی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

Postal Reg. No. PB\0258\2002

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 51-52

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

13/20 شوال 1422 ہجری 18/25 فتح 1381 ہش 18/25 دسمبر 2002ء

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ظلمت میں چمکتی ہوئی روشنی

جماعت احمدیہ کی سوسالہ صحافت

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے امسال ادارہ بدر کو سوسالہ صحافت کے لمبے اور عالمگیر سفر کی ایک جھلک اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ جماعت احمدیہ کی صحافت کی سوسالہ سنہری تاریخ ہے جس کو سمیٹنے کیلئے کئی ضخیم کتب بھی ناکافی ہوں گی ہم نے تو بس یہ کوشش کی ہے کہ اس کی ایک جھلک اس رنگ میں پیش کریں کہ اہل علم حضرات کو اس کی ایک پیاس سی لگ جائے اور وہ جستجو کر کے ان بیش بہا موتیوں کی تلاش کر سکیں۔

اس سال اس نمبر کے شائع کرنے کا باعث یہ بھی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں جاری ہونے والے انگریزی رسالہ "**ریویو آف ریلیجنز**" کو پورے سوسال مکمل ہو چکے ہیں یہ مبارک ماہنامہ جنوری 1902 میں انگریزی میں پھر مارچ 1902 میں اردو میں بھی شروع ہو گیا تھا اور نہایت کامیابی سے اور آب وتاب کے ساتھ ہر ماہ تشنگانِ روحانیت کو عالمگیر طور پر سیراب کر رہا ہے۔ الحمد للہ۔

اسی طرح اخبار "**البدر**" جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں 1902 میں شروع ہوا تھا اس کی اشاعت پر بھی سوسال مکمل ہو چکے ہیں۔ پھر ایک وقفہ سے تقسیم ملک کے 5 سال بعد بدر پھر 1952 میں مرکز احمدیت قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا اس طرح تقسیم ملک کے بعد اخبار بدر نے اپنے پچاس سال مکمل کر لئے ہیں اس دوران بدر نے بھی بالخصوص ہندوستان کے اندر قارئین میں ایک نمایاں مقام بنایا ہے۔ اس اعتبار سے کہ بدر 50 سال سے ہر ہفتہ خلیفۂ وقت کے بصیرت افروز خطبات جمعہ اور خطابات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہا ہے۔ اسی طرح خلفاء وقت کی روحانیت سے بھر پور مجالس عرفان، علماء کرام کے پُر مغز مضامین، مرکزی اعلانات، رپورٹیں اور حالت حاضرہ پر تبصرے اس کے صفحہ قرطاس پر آپ پڑھتے ہیں۔

ایک وقت جبکہ روزنامہ الفضل ربوہ پر پابندی تھی اور الفضل انٹرنیشنل بھی ابھی شائع ہونا شروع نہیں ہوا تھا بدر کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی کہ حضور انور کے خطبات جمعہ احباب جماعت کے سامنے پیش کرے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ پوری دنیا میں جماعتی رسائل باوجود طرح طرح کی مشکلات اور رُکاوٹوں کے گزشتہ سوسال سے دینی وملی خدمات سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں اس تعلق میں خاص طور پر پاکستان سے چھپنے والے اخبارات کا کردار لائق تحسین وآفرین رہا ہے کہ پاکستان میں باوجود حکومت کے ظالمانہ آرڈیننس اور ناجائز سختیوں کے پھر بھی ان اخبارات نے نہ صرف صبر کے دامن کو نہ چھوڑا بلکہ ہر مشکل وقت میں احباب جماعت کا حوصلہ بڑھانے اور ان کے درمیان باہم رابطے کا ایک مثالی کردار ادا کیا ہے۔ ایسے ادوار میں روزنامہ الفضل ربوہ نے تو اپنا کردار ادا کیا ہی ہے، ماہنامہ انصار اللہ، خالد، تشحیذ الاذہان، مصباح، وغیرہ بھی پیچھے نہیں رہے بلکہ لاہور سے چھپنے والا مرحوم ثاقب زیروی کا ہفت روزہ لاہور بھی اس سلسلہ میں قابل رشک خدمات بجالاتا رہا ہے۔

ان تمام اخبارات ورسائل پر حکومت پاکستان کی طرف سے طرح طرح کی پابندیاں لگائی گئیں ان کی آزادیٔ قلم کے گلے کو گھونٹا گیا ان کی تحریروں پر پہرے بٹھائے گئے مذہبی جذبات سے کھیلا گیا مقدمے کئے گئے طرح طرح سے تنگ کیا گیا لیکن یہ سب تکالیف انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے امام وقت کی ہدایات کے سائے تلے برداشت کیں۔ ان سب کے علاوہ احمدی اخبارات ورسائل کی عرصہ سوسال میں باقی اخبارات سے ہٹ کر اپنی اعلیٰ امتیازی خصوصیات بھی رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان اخبارات نے کبھی اخلاق کے دامن کو نہیں چھوڑا کبھی تمنائے زر میں اخلاق سے گری ہوئی گھٹیا صحافت نہیں کی اور نہ کبھی انصاف کے دامن کو چھوڑا۔ بہت سے اخبارات اٹھے انہوں نے اخلاقیات کو قائم کرنے اور انصاف کو برقرار رکھنے کے بڑے بڑے دعوے کئے لیکن یا تو وہ راستے میں دم توڑ گئے اور یا پھر وقت کے عفریت کے روبرو اپنی گردن جھکا دینے میں ہی انہوں نے اپنی عافیت سمجھی۔

ھندوپاک کے علاوہ براعظم یورپ اور افریقہ میں بھی مجموعی طور پر احمدی اخبارات ورسائل نے عیسائی دنیا کو اسلام کے روح پرور پیغام اور عافیت بخش سائے کی طرف لانے کیلئے ایک ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ صحافت کی جان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ ملفوظات ومکتوبات اور کتب روحانیہ کی تحریرات ہیں جو قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ نے لکھیں اور جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ ان کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ خدا کی تائید ونصرت سے لکھا گیا ہے اس تعلق میں آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ میرے ماننے والے جو اس علم سے استفادہ کرتے ہیں قیامت تک حجت وبرہان کی رو سے دوسرے کے منہ بند کردیں گے پس احمدیہ صحافت کی جان اور اس کے غلبہ کی اصل نشانی دراصل خدا سے تائید یافتہ وہی علم کلام ہے جو ابتداء میں ایک نہایت بیش قیمت روحانی بیج کی شکل میں احمدیہ صحافت میں پھیلایا گیا اور آج سوسال کے بعد اب یہ بیج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ لہلہاتے کھیتوں کی شکل میں پوری دنیا میں اپنی دشان دکھا رہا ہے۔ دوسرے اسلامی فرقے بے شک اسلامی تعلیمات پیش کرنے کے مدعی تو ہیں لیکن آج کے اس دور میں قرآن مجید کی ایسی تفسیر جو موجودہ دور کے تقاضوں کے عین مطابق ہو اور جو مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی ہر میدان میں تسلی دے سکے وہ صرف اور صرف اُس علم کلام کا ہی کام ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس دور میں دنیا کے سامنے رکھا۔

حال ہی کے دنوں میں جہاد کے تعلق میں باقی مسلمان فرقے تو اسلامی ترجمانی سے نہ صرف محروم رہے بلکہ اپنے سابقہ عقائد کے پیش نظر بغلیں جھانکنے لگے اس موقع پر تمام دنیا کے پریس میں نہایت شان کے ساتھ جہاد کی حقیقی تفسیر کے لئے اور مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کے لئے وہی علم کلام نہایت شان کے ساتھ سامنے آیا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سوسال قبل اپنے روحانی خزائن میں پیش فرمایا تھا۔

اور یہ سب انشاء اللہ آپ پڑھیں گے اس صحافت نمبر میں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نمبر اس تعلق میں مزید جماعتی خدمات کو آگے لانے کے لئے ایک پیش خیمہ بن جائے۔ ❀ منیر احمد خادم

سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(منقول از آئینۂ کمالات اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893)

دعا دل کے گداز سے ہو تب ہی فائدہ ہوتا ہے ۔ مگر اس کا علاج بھی دعا ہے ۔

سخت معاندین بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آتے تو آپ انتہائی تلطّف سے خبر گیری کرتے اور ضروریات پوری فرماتے ۔

(روایات صحابہؓ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند دلکش پہلو)

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۲ء فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۲۸ رجولائی ۲۰۰۲ء مطابق ۲۸ روفا ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد ۔ ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطاب کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ چند سالوں سے میں جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کی تقریر میں رجسٹر روایات صحابہؓ سے بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات آپ کے سامنے بیان کرتا رہا ہوں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اپنے رنگ میں بڑی سادہ زبان میں بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے آپ کی پاکیزہ سیرت کو نمایاں کیا ہے ۔ انہی میں سے چند نمونے آج کے اس خطاب کے لئے بھی چنے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش ہیں ۔

میں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مسیح موعود نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے جب حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر کیا کہ علماء اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کریں گے تو فرمایا کہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے خواہ علماء مانیں یا نہ مانیں ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۳ صفحہ ۳۸)

لوگوں کی توبہ ہی غنیمت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت سید محمود عالم صاحب آف بہار آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ بعض روایات بیان فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ حضور لوگوں سے بہت مختصر الفاظ میں بیعت لیتے ہیں ۔ مجھ سے تو بیعت کے وقت بہت کچھ اقرار لیا تھا ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں تو ان کا اپنے ہاتھ پر توبہ کرنا بھی غنیمت سمجھتا ہوں ۔ زیادہ اقرار کیا لوں ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۳ صفحہ ۲۷)

راجہ صاحب خود خط لکھیں

حضرت سید محمود عالم صاحب بہار مزید ایک روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے آگے نابھہ کے وزیر کی طرف سے ایک خط پیش کیا کہ راجہ کی خواہش ہے کہ حضور گورمکھی زبان میں کوئی کتاب تصنیف فرمائیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دریافت کیا کہ خط خود راجہ صاحب نے لکھا ہے یا اس کے وزیر نے ۔ حضرت مولوی صاحب نے جواب دیا کہ خط وزیر کی طرف سے آیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود نے سن فرمایا کہ خدا کے ماموریں میں کبریائی بھی ہوتی ہے اسے لکھ دیں کہ اگر راجہ کو ضرورت ہو تو بذات خود خط لکھے پھر ممکن ہے توجہ کی جائے ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۳ صفحہ ۳۱)

صبر و تحمل کا بے مثل مظاہرہ

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی ۔ آپ ہندوؤں کی بدزبانی پر حضرت مسیح موعودؑ کے صبر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد اقصیٰ کے اندر و باہر بھر جانے کی وجہ سے کچھ مدت اس مکان کی چھت پر کھڑے ہو گئے جو ایک ہندو کا تھا جو اب مسجد میں ملا لیا گیا ہے ۔ اس بوڑھے ہندو نے غلیظ گالیاں دینا شروع کیں کہ تمام یہاں شوربا کھانے کے لئے آجاتے ہو ۔ نماز جمعہ کے بعد حضور علیہ السلام نے خدام کو حکم دیا کہ اس کے کوٹھے پر سے اتر کر مسجد میں ہی نمازیوں میں گھس آئیں اور عصر کی نماز ادا کریں ۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے تقریر فرمائی جس میں فرمایا کہ قادیان کے لوگوں نے اس قدر نشان دیکھے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا عذاب الٰہی سے بچ جاوے لیکن یہ لوگ نہیں بچ سکتے ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۲۸)

شدید معاندین سے مثالی حسن سلوک

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا یہ حال تھا کہ قادیان کے جو لوگ ہر وقت آپ کے خلاف دشمنی کرنے میں مشغول رہتے تھے اور کوئی دقیقہ فروگزاشت کا نہ چھوڑتے تھے وہ بھی جب آپ کے آستانہ پر آئے اور دستک دی تو میں نے دیکھا کہ آپ ننگے سر ہی تشریف لے آئے اور دیکھتے ہی نہایت تلطف اور مہربانی سے اس کے سلام کا جواب دے کر پوچھتے: آپ اچھے تو ہیں؟ ۔ اور اس کے سارے گھر کا حال پوچھ کر آپ فرماتے آپ کیسے آئے؟ پھر وہ اپنی ضرورت کو پیش کرتا تو آپ پوچھتے کتنی ضرورت ہے ۔ آپ اس کی ضرورت سے زیادہ لا کر دیتے اور فرماتے اگر ضرورت ہو تو اور لے جاویں ۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۲ صفحہ ۷۲)

دعا میں دل نہ لگنے کا علاج

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضور بعض اوقات دعا کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا اور جب تک دل سے دعا نہ کی جاوے کیا حاصل؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا "یہ سچ ہے کہ دعا دل کے گداز سے ہو تب ہی فائدہ ہوتا ہے مگر اس کا علاج بھی دعا ہے ۔ دعا کرتے رہو آخر دل بھی متاثر ہو جائے گا ۔ جیسا کہ جب شرابی نہیں ہوتا تو شراب ہی پیتا ہے ۔ آخر پیتے پیتے نشہ آ ہی جاتا ہے ۔ یہی حالت دعا کی ہے ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۷۲)

دعا کی تحریک

اب اس مختصر خطاب کے آخر پر تمام جماعت عالمگیر کے لئے 'اسیران راہ مولیٰ کے لئے اور شہداء احمدیت کے ورثاء کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے ساتھ اس تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

"خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں ۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے ۔ (آمین) اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے ۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر ۔ آمین ثم آمین

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۳)

اجتماعی دعا اور روح پرور نظارے

آیئے ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں اور اللہ کرے کہ جلسہ کی روحانی برکات کا فیض ہمیشہ آپ کو پہنچتا رہے ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔

(اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی ۔ حضور ایدہ اللہ کی علالت اور صحت کی کمزوری کی وجہ سے سارے جلسہ کے ماحول میں ایک غم کی کیفیت طاری تھی اور آنکھیں اشکبار تھیں ۔ مختصر سی دعا کرانے کے بعد حضور نے فرمایا:)

" اب آپ لوگ اپنے نعروں کا شوق بے شک پورا کر لیں" (حاضرین جلسہ نے خوب کھل کر نعرے لگائے اور سارا جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا) ۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ "اس جلسے میں مجموعی حاضری ۱۹،۴۰۰ ہے ۔ ۷۴ ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے ۔ بیرونی ممالک میں سب سے زیادہ حاضری جرمنی، دوسرے نمبر پر پاکستان اور تیسرے نمبر پر امریکہ کی ہے اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں" ۔

(اس کے بعد حضور ایدہ اللہ کچھ وقت کے لئے مستورات کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے ۔ اور جلسہ گاہ کا ماحول بہت دیر تک نعرہ ہائے تکبیر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے پاکیزہ ورد سے گونجتا رہا) ۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلمی جہاد

(مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد۔امام مسجد فضل لندن)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورة الصف آیت ۱۰)

غلبۂ اسلام کی آسمانی تقدیر

عالمگیر غلبہ اسلام اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کا ایک حصہ ہے۔اس آیت کریمہ میں یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں،خدا تعالیٰ کی تقدیر برحق لازمی طور پر پورا ہو کر رہے گی۔یہ غلبہ ہمارے آقا،ہادی و مولیٰ،حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ کے دورِ آخرین میں مقدر تھا۔اور آپؐ نے بشارت دی تھی کہ جب آپ کا ایک غلام،امام مہدی اور مسیح موعود کے طور پر آئے گا تو اس کے ہاتھوں اس کا ظہور ہوگا۔

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے اس خدمت پر مامور کیا تو آپ نے اس آسمانی مہم کا آغاز کیا۔ظاہر ہے کہ روحانی غلبہ روحانی ہتھیاروں ہی سے ہوسکتا ہے۔پس آپ نے دلیل و برہان، دعا اور قلمی جہاد کے ذریعہ اس کام کا آغاز کیا۔آج مجھے اسی قلمی جہاد کے بارہ میں کچھ تفصیل عرض کرنی ہے۔

اسلامی جہاد کا حقیقی مفہوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک کارنامہ مسئلہ جہاد کی حقیقی وضاحت ہے۔غیر مسلموں نے اسلام کو بدنام کرنے اور لوگوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ تصوّر پیش کیا کہ اسلام جبر واکراہ کا مذہب ہے جو دین کی اشاعت کے لئے ہر قسم کے ظلم وستم کو جائز قرار دیتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلط تصوّر کی نہ صرف پرزور تردید فرمائی بلکہ جہاد کے بارہ میں صحیح نظریہ بار بار بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

آپ نے فرمایا:

''یہ خیال کہ آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے صحابہ نے کبھی دین پھیلانے کے لئے لڑائی کی تھی یا کسی کو جبراً اسلام میں داخل کیا تھا سخت غلطی اور ظلم ہے.......یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابل شرم الزام ہے.....کیا اُس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔کیا ہم اُس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گزر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اس وقت غیرت الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہی قتل کئے جائیں ورنہ قرآن شریف نے ہر گز جبر کی تعلیم نہیں دی''۔

(مسیح ہندوستان میں،دیباچہ،روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۱ تا ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا ومطاع،امن وسلامتی کے شہنشاہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل متابعت میں یہ اعلان فرمایا کہ اسلام امن وسلامتی کا علمبردار ہے،عالمگیر امن کے قیام کے لئے ایسی شاندار تعلیمات پر مشتمل ہے جس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔آپ نے فرمایا کہ ان استثنائی حالات کے علاوہ جبکہ تلوار اٹھانے والوں کے خلاف دفاعی طور پر قتال کی اجازت دی گئی ہے،اسلام نے جس جاری وساری جہاد کی تعلیم دی ہے اس میں سب سے اعلیٰ اور افضل جہاد،جہاد بالنفس ہے جو ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہر آن فرض ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عظیم الشان جہاد۔جسے قرآن مجید نے جہاد کبیر قرار دیا ہے وہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات کو ساری دنیا میں پھیلاتے چلے جانے کا جہاد ہے۔تبلیغ اسلام کا یہ مقدس جہاد جو جماعت احمدیہ کا طرّہ امتیاز ہے۔ساری دنیا کو روحانی آب حیات پہنچانے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ اس جہاد میں کسی جبر واکراہ،کسی لڑائی یا خونریزی کا ذرّہ برابر بھی دخل نہیں۔یہ تو دلوں کو جیتنے کا جہاد ہے۔اسی پُرامن جہاد کا علَم،حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی شان سے بلند فرمایا اور بار بار اس امر کی وضاحت فرمائی۔آپ نے فرمایا:

''میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو درحقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ.......خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں......مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں''۔

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳)

قلمی جہاد کا آسمانی حربہ

آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ آپ کو عطا ہونے والا غلبہ اسلام کا یہ روحانی ہتھیار اور یہ آسمانی حربہ دراصل قلمی جہاد ہے جس سے ادیان باطلہ کو شکست دے کر اسلام کے روحانی غلبہ کو قائم کیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا:-

''میری تعلیم یہی ہے کہ یہ وقت تلوار چلانے کا وقت نہیں ہے بلکہ اس زمانہ میں پرزور تقریروں اور دلائل ساطعہ اور حجج باہرہ اور دعاؤں کے ساتھ جہاد کرنا چاہئے''۔

(حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۰)

نیز فرمایا:

''سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا،توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا''۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۳۱۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۷۹)

آپ نے یہ بھی فرمایا:

''پادریوں کے مقابلے میں.....ہماری جنگ ان کے ہم رنگ ہے۔جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا''

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲۔۱۷ جون ۱۹۰۱ء۔بحوالہ تذکرہ صفحہ ۷۳)

قلمی جہاد کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے.......اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۹)

ایک طرف آپ نے قلمی جہاد کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر فرمایا اور اس کے ساتھ ہی غلبہ اسلام کی اس آسمانی مہم کو مکمل کرنے کے لئے کمر ہمت کس لی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

''میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے''۔

(نشان آسمانی صفحہ ۴۸۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۸)

برگزیدہ مسیح محمدی قلمی جہاد کے میدان میں

یہ عزم صمیم لے کر،اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے سایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قلمی جہاد کے اس فیصلہ کن معرکہ میں داخل ہوئے اور زمانہ گواہ ہے کہ آپ نے اس میدان مقابلہ میں اپنی ساری قوتیں صرف کر ڈالیں،نہ صرف اسلام کا شاندار دفاع کیا بلکہ اسلام کی عظمت اور برتری کو اس شان سے قائم فرمایا کہ ادیان باطلہ پسپائی پر مجبور ہوگئے۔آپ نے اس معرکۂ حق وباطل میں قلمی جہاد کا حق ادا کر دیا اور لاریب ایک فتح نصیب جرنیل کے طور پر کامیاب وکامران ہوئے۔آپ نے برحق فرمایا:-

؎ صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آسمانی نقیب کے طور پر قائم فرمایا۔آپ کی بعثت کا مقصد وحید تحی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔یعنی احیائے دین اسلام اور قیام شریعت محمدیہ۔سچے اور خالص اسلام کو دنیا کے سامنے ازسر نو پیش کرنا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو سب ادیان پر غالب کرنا آپ کی بعثت کا مقصد تھا۔آپ نے فرمایا:-

''یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے''۔

(حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲۔۱۳۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۵۲۔۵۳)

نیز فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملے سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۱)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی مقدس زندگی کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ اسلام کے اس بطل جلیل نے اپنی بعثت کے مقصد کی خاطر جان کی بازی لگا دی اور خداداد طاقت وقوت کا ایک ایک ذرّہ اس راہ میں ہمیشہ وقف کئے رکھا۔آپ نے اس فرض کو ایک عبادت سمجھ کر ادا کیا۔آپ کی ساری زندگی اسی مقدس جہاد میں صرف ہوئی۔آپ نے اپنی کتب، اشتہارات،تقاریر،مناظرات مباحثات اور گفتگو کے ذریعہ اسلام کی سچی اور حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔اسلام کے حسین چہرے پر،مرورِ زمانہ کے سبب، جو بدنما داغ لگ گئے تھے آپ نے ایک ایک کر کے انہیں دور فرمایا۔غلط فہمیوں اور تعصبات کے پردوں کو ایک ایک کر کے چاک کیا،غلط عقائد اور غلط تشریحات کی اصلاح کی اور یہ سب کام اس شوکت،عظمت اور تحدی کے ساتھ کئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اہل دنیا کے خیالات تبدیل ہونے لگے۔

کچھ سعادت مند اللہ کے بندے تو وہ تھے جو اس مقدس انسان کا صرف چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔کچھ وہ تھے جو دلائل پڑھ کر یا سُن کر فوراً آپ کے قدموں میں آبیٹھے۔ابتداء میں تھوڑے تھے پھر ان کی تعداد بڑھنے لگی۔ایک قطرہ اُس کے فضل سے دریا بن گیا۔

اکثریت ان لوگوں کی تھی جنہوں نے اس فرستادہ کو تسلیم نہ کیا اور اہل دنیا کی پرانی ریت کے مطابق انکار کی راہ اختیار کی لیکن عجیب بات یہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس قلمی جہاد کی عظمت شان دیکھئے کہ مخالفت اور انکار کے باوجود انہی مکفرین کے دانشور طبقہ کو اور ان کے عمائدین کو تسلیم کرنا پڑا کہ جو عقائد اور نظریات قرآن مجید کو بنیاد بناتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائے ہیں وہی درست اور سچے اسلامی عقائد ہیں۔ معاندین احمدیت کے یہ اعترافات جو سو سالہ تاریخ احمدیت پر پھیلے پڑے ہیں دراصل اقرار ہیں اس بات کا کہ جس فرستادہ کا معلم خود خدا تھا اور جو دبستانِ محمدؐ کا ایک ادنیٰ شاگرد اور غلام تھا وہی حق و صداقت کا علمبردار اور اپنی ہر بات میں سچا تھا۔

خیالات کی تبدیلی کی چند مثالیں

جہاں تک مثالوں کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قلمی جہاد اور خداداد علم کلام میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ بطور نمونہ چند مثالیں اشارۃً ذکر کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت جمہور مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ مسیح پاک علیہ السلام نے قرآن مجید کی تیس آیات اور متعدد احادیث کی روشنی میں اس عقیدہ کا ابطال ثابت کیا۔ آپ کے مسلسل قلمی جہاد کے نتیجہ میں اب یہ حالت ہے کہ غیر احمدیوں سے اس موضوع پر بات ہو تو ایک کثیر تعداد یہ جواب دیتی ہے کہ ہمارے آباء کا یہ عقیدہ ہو تو ہو لیکن ہم تو اس عقیدہ کے قائل نہیں۔ وفات مسیح کے قائل علماء کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ساری بیان نہیں کی جاسکتی۔ علامہ رشید رضا۔ علامہ محمود شلتوت مفتی ازہر، سرسید احمد خان، مولانا ابو الکلام آزاد، علامہ اقبال، علامہ عنایت اللہ مشرقی، غلام احمد پرویز اور بے شمار دیگر علماء اس فہرست میں شامل ہیں۔

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا لفظی الہام تسلیم کرنے کے باوجود مسلمان یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات منسوخ ہو چکی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بار ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان فرمایا کہ قرآن کا ایک لفظ ایک حرف بلکہ ایک شعشہ تک بھی منسوخ نہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ نہ صرف مسلمانوں کا تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اس عقیدہ سے بیزار ہو چکا ہے بلکہ عقیدہ نسخ فی القرآن کے رد میں ان کے اپنے علماء کتابیں لکھ رہے ہیں۔

جہاد کے بارہ میں مسلمان بھی بدقسمتی سے یہ عقیدہ اپنا چکے تھے کہ گویا اسلام کے نزدیک تلوار کے ذریعہ دین اسلام کی اشاعت جائز ہے۔ ان کے علماء یہی عقیدہ اپنی کتابوں میں لکھ رہے تھے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس میدان میں بھی قلمی جہاد اس عظمت اور شوکت سے کیا کہ خیالات کا رخ پلٹ کر رکھ دیا۔ تشدد پسند نام نہاد علماء کو چھوڑ کر عصر حاضر کے تعلیم یافتہ مسلمان اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ مذہب اسلام کو پھیلانے کی خاطر طاقت کے استعمال یا خونریزی کا کوئی بھی مذہبی یا عقلی جواز نہیں ہے۔ علامہ اقبال جیسے مفکر نے تسلیم کیا ہے۔

”جوع الارض کی تسکین کے لئے جنگ کرنا دین اسلام میں حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دین کی اشاعت کے لئے تلوار اٹھانا بھی حرام ہے“ (اقبال نامہ صفحہ ۲۰۳-۲۰۲)

یاجوج و ماجوج کی حقیقت، عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا، قرآن مجید اور سائنس میں تضاد کا نہ ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیبی موت سے نجات پا کر کشمیر آنا اور سرینگر میں قبر مسیح کا وجود، الغرض بے شمار مذہبی امور ایسے ہیں جن پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریحات کا لوہا بالآخر مخالفین کو بھی ماننا پڑا ہے۔ اور یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ خیالات میں یہ انقلابی تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صرف اسی پر موقوف نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے پاکیزہ اشعار کو اپنی کتب اور رسائل میں من و عن نقل کرنا اور آپ کی تحریرات اور اشعار کو اپنے نام سے شائع کرنا بھی غیر احمدیوں میں اس حد تک رواج پا گیا ہے کہ اس کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ کیا یہ سب آپ کے قلمی جہاد کا اعجاز نہیں؟

قلمی جہاد کا انداز اور ایمان افروز کیفیت

ہمارے حبیب آقا، سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل میں اشاعت اسلام اور غلبہ دین ہدیٰ کی جو تڑپ تھی اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے کہ: فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ کہ تو اس غم میں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے پر تلا ہوا ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کیوں نہیں کرتے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت آپؐ کے خادم اور ہمارے مخدوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔ آپ نے فرمایا:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدمتِ اسلام کی اس سچی تڑپ اور درد کے ساتھ ساری زندگی قلمی جہاد کا سلسلہ جس فداکارانہ انداز میں جاری رکھا اس کی کیفیت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دنیا نے اس ہمہ وقت جہاد کا جو ایمان افروز نقشہ دیکھا اس کی کیفیت کچھ یوں ہے کہ ایک طرف دل سے اٹھنے والی یہ بے تاب دعائیں اور دوسری طرف خدمت اسلام کی تڑپ آپ کو اس قدر بے قرار کر دیتی کہ راتوں کو سونا بھی مشکل ہو جاتا۔ اس کیفیت میں امام الزماں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو کلیۃً خدمت اسلام کی خاطر وقف کر دیا۔ حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ اور طاقت کا ایک ایک ذرہ اِس راہ میں قربان کر دیا۔ قلمی جہاد کے سلسلہ میں اتنی محنت فرماتے کہ بعض اوقات آپ پر انتہائی ضعف کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جس مختصر علالت میں آپ کا وصال ہوا اس بیماری کے دوران بھی آپ دن رات اپنی آخری کتاب ”پیغام صلح“ کی تصنیف میں مصروف رہے۔ اور بالآخر اسی قلمی جہاد کی حالت میں آپ نے وصال یار کا شیریں جام پیا۔

آپ کا زندگی بھر جاری رہنے والا جہاد کوئی معمولی جہاد نہ تھا۔ آپ نے ۲۸ سال کے عرصہ میں ۹۰ سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اشتہارات کی تین جلدیں ہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے بیان ہونے والے شیریں کلمات کو عشاق نے بڑی عقیدت سے قلمبند کیا اور یوں وہ بھی اس قلمی جہاد میں شامل ہو گئے۔ ان ملفوظات کی دس جلدیں ہیں۔ آپ نے جو مکاتیب اپنے دستِ مبارک سے لکھے اور بعد ازاں کتابی شکل میں شائع ہوئے ان کی سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ عظیم الشان علم کلام علم و معرفت کا ایک قلزم بے کراں ہے۔ اُس عظیم قلمی جہاد کا ایک شیریں ثمر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ علام الغیوب خدا نے عرشِ بریں سے آپ کو سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا۔ جس سے بڑھ کر کوئی سند تصور نہیں کی جاسکتی۔ ضخامت کے لحاظ سے بھی تجزیہ بہت دلچسپ ہے۔ یہ قلمی جہاد اٹھارہ ہزار پانچ سو اکہتر صفحات اور کم و بیش اُٹھتر لاکھ الفاظ پر پھیلا ہوا ہے۔ الفاظ بھی کسی دنیاوی مصنف کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ایک مامور من اللہ کی تحریر جس کے متعلق آپ نے خود فرمایا۔

”میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

یہ ہے وہ زندگی بخش قلمی جہاد جس کا اعزاز حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو عطا ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس قدر کثرت سے پر معارف زندگی بخش اور انقلاب آفریں تحریرات لکھنے والا کوئی اور شخص اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا!

اس قلمی جہاد کے سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ سارا علمی جہاد اس جری اللہ فی حلل الانبیاء سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مجاہدانہ حالت میں کیا کہ اکثر و بیشتر آپ بالکل یکّا و تنہا ہوتے۔ خود ہی اپنے دست مبارک سے لکھتے، کبھی بیٹھے ہوئے، کبھی لیٹے لیٹے اور بسا اوقات اس حالت میں کہ چلتے چلتے قلم پکڑے کاغذ پر لکھتے جاتے۔ ایک دوات ایک دیوار کے طاقچہ میں رکھی ہوتی۔ اس میں قلم ڈبو کر لکھتے جاتے اور دوسری طرف جا کر دوسری دوات میں قلم ڈبو لیتے۔ بہت سی کتابیں اس حالت میں لکھیں کہ آپ بیمار تھے۔ ناسازی طبع کے باوجود قلمی جہاد کا سلسلہ جاری رکھتے۔ اس تیزی سے لکھتے کہ بعض ضخیم کتب صرف چند ہفتوں میں تالیف کیں۔ مضمون لکھ کر کاتب کو بھجواتے یا خود لے جاتے۔ خود ہی پروف پڑھتے۔ پریس میں چھپوانے کے لئے جاتے اور پھر اشاعت کے انتظامات میں بھی اپنے احباب کے ساتھ شامل ہوتے۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ اس مجاہدِ اعظم کے شب و روز کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ اس ساری کیفیت کا تصور کر کے دل جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہونے لگتا ہے کہ خدا کا بزرگ مسیح، کس طرح مردانہ وار دن رات اس عظیم قلمی جہاد پر کمربستہ رہا۔ اور دن رات کی اس پیہم سعی مشکور کرنے کے بعد بھی اس کی زبان پر جو کلمات جاری تھے وہ یہ تھے کہ:

”میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔“

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۸، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۰)

جاری و ساری چشمۂ فیض

اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو یوں نوازا کہ مسیح محمدی علیہ السلام کو جانثار اور فداکار حواری کثرت سے عطا فرمائے جو آپ کے اس قلمی جہاد میں آپ کے مدد و معاون ثابت ہوئے اور ہر خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے ہمیشہ آپ کے قدموں میں پڑے رہتے تھے۔ دوسری طرف خدائے ذُوالمِنَنْ نے اس قلمی جہاد کو غیر معمولی تاثیرات سے نوازا۔ ایک ایسے ثمر آور سرسبز درخت کی طرح جو شیریں ثمرات سے لد جاتا ہے۔ آپ کے قلمی جہاد کے ثمر سدا بہار ہیں۔ یہ آپ کی زندگی تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کے فیضان کا دامن ابدالآباد تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی ہے اور قیامت تک عوام الناس اور بادشاہ سب اس سے برکت حاصل کرتے رہیں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کو اپنی قوت تاثیر اور جذب و کشش کے اعتبار سے بھی ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ آپ قلم کے بادشاہ تھے اور آپ کی تحریرات پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا خدائے رحمٰن نے مناسب اور موزوں الفاظ کو آپ کے تابع فرمان بنا دیا ہے۔ برمحل الفاظ، برجستہ تبصرہ اور مناسب حال تراکیب و امثال آپ کے کلام میں اس کثرت سے نظر آتی ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ خدایا یہ کسی انسان کی تحریر ہے یا کوئی نوشتۂ آسمانی ہے!۔

قلمی جہاد کا عظیم شاہکار۔ براہین احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا لٹریچر ہی آپ کے قلمی جہاد کا شاہکار ہے۔ بطور نمونہ میں صرف دو کتب کا ذکر کروں گا۔ **”براھین احمدیہ“** اور **”اسلامی اصول کی فلاسفی“**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کا باقاعدہ آغاز 1880 میں ہوا جب آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب آپ کے قلمی جہاد کا آغاز بھی ہے اور نقطہ معراج بھی۔ یہ کتاب کیا ہے، ایک عظیم الشان معجزہ، ایک ایسا علمی اور اعجازی کارنامہ جس نے ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ وہ زمانہ اسلام کے لئے بے حد کس مپرسی کا زمانہ تھا۔ دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے۔ اسلام ہر طرف سے نرغہ میں آیا ہوا تھا اور اس دور کے مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے عقائد اور اعمال کی خرابی کی بناء پر ایک جسدِ بے جان کی طرح تھے۔ اوّل تو کسی کو اسلام کے دفاع کا خیال تک

نہ تھا اور جو اس صورت حال سے پریشان تھے ان میں دفاع کی طاقت اور سکت باقی نہ تھی۔ ایک عجیب تاریک رات تھی جو عالم اسلام پر چھائی ہوئی تھی۔ مایوسی کے عالم میں، جان بلب مریض کی طرح موت کی گھڑیوں کو گنا جا رہا تھا۔ اس حالت میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور صادق الوعد خدا نے احیائے اسلام کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی اور مسیح موعود کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ نے دل شکستہ مسلمانوں کو یہ نوید سنائی:-

''یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا ہے اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبے نے اس کی بنیاد ڈالی۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی...... سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری زندگی کا دن آ گیا''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۰۴)

آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور اس میں زندہ خدا، زندہ رسول اور زندہ کتاب کو اس شوکت اور جلال سے پیش فرمایا کہ مسلمانوں کے دل کھل اٹھے اور دشمنانِ اسلام کی صفوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ آپ نے پر زور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو اس تحدی کے ساتھ پیش کیا کہ مخالفین اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور انہیں اس بات کے لالے پڑ گئے کہ وہ اپنے مذاہب کا دفاع کس طرح کریں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں۔ افلاطون بن جاویں۔ بیکن کا اوتار دھاریں، ارسطو کی نظر اور فکر لاویں، اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں۔ پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے الٰہ باطلہ'' (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۶،۵۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان کتاب میں قرآن مجید کے کلام الٰہی اور ایک مکمل کتاب ہونے اور اس کے بے نظیر ہونے اور آنحضرت ﷺ کے اپنے دعویٰ نبوت و رسالت میں صادق ہونے کو ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا۔ اس ضمن میں **آپ** نے 300 دلائل پیش فرمائے اور سب **مخالفین** کو بڑے جلالی انداز میں یہ چیلنج کیا کہ:-

''اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے در بارہ حقیت فرقانِ مجید اور صدقِ رسالتِ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کیں ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلاوے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف اِن سے یا ثلث اِن سے یا ربع اِن سے یا خمس اِن سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو اِن سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولۂ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاءِ شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آ گیا میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا''۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۵ تا ۲۸)

ایک اندازہ کے مطابق اس وقت حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی جائیداد کی کل مالیت دس ہزار روپیہ تھی۔ آپ کا یقین اور وثوق دیکھئے اور اسلام، قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کے لئے آپ کی غیرت دیکھئے کہ آپ نے اپنی کل جائیداد اس مقابلہ میں انعام کے طور پر پیش کر دی مگر کون تھا جو اس چیلنج کو قبول کرتا اور اسلام کے بطلِ عظیم کے مقابل پر میدانِ مقابلہ میں اترنے کی جرات کر سکتا؟

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس چیلنج کے بارے میں پہلے سے لکھ چھوڑا تھا کہ :-

''یہ اشتہار مخالفین پر ایک ایسا بڑا بوجھ ہے کہ جس سے سبکدوشی حاصل کرنا قیامت تک ان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔'' (براہین احمدیہ جلد اوّل۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۰)

براہین احمدیہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کا وہ بے نظیر شاہکار ہے جس کو الہام الٰہی میں ذوالفقار علی قرار دیا کہ یہ حضرت علی کی تلوار کی طرح باطل شکن کتاب ہے۔ اس کا نام ایک کشف میں قطبی رکھا گیا کہ گویا یہ کتاب آسمانِ ہدایت پر قطب ستارہ کی طرح چمکے گی اور گمراہی کی ظلمت میں دین حق کی راہ دکھانے والی ثابت ہوگی۔

براہین احمدیہ کی اشاعت پر مسلمانوں میں جو عید کا سا سماں پیدا ہوا اور جس طرح مسلم عمائدین نے اسکو سر آنکھوں پر لیا اور اس کی دل کھول کر تعریف کی، اس کے ذکر کے بغیر یہ بات نامکمل رہے گی۔ آج کے نادان اور بے بصیرت، نام نہاد علماء، حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عظیم علم کلام پر حرف گیری کرتے ہوئے زبان درازی کرتے ہیں۔ ذرا دیکھئے کہ جب مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی جو آپ کی ۹۰ سے زائد کتب میں سے پہلی کتاب ہے تو اس وقت کے جید علماء اور عمائدین نے کیا کہا تھا۔

مشہور عالم دین مولانا نذیر حسین صاحب نے کہا:

''براہین احمدیہ جیسی اسلام میں کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی'' (بحوالہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۰)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے اخبار میں اس کتاب پر طویل تبصرہ کیا جس میں لکھا:-

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی............''۔

پھر مزید لکھا کہ:-

''مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے''۔ اور آخر میں کہا کہ:-

''ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہمیں کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام.......... سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو''۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹ جلد ۶ صفحہ ۳۴۸)

الغرض یہ معرکۃ الآراء کتاب آپ کے قلمی جہاد میں ایک سنہری سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس نے ایک طرف دل شکستہ مسلمانوں کو امید کا پیغام دیا اور اسلام کی عظمتِ شان کو بدلائل اجاگر کیا اور دوسری طرف مخالفینِ اسلام کو میدانِ مقابلہ میں بری طرح پچھاڑ کر غلبہ اسلام کی راہ کو ہموار کر دیا۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اس دورِ آخرین میں مقدر کر رکھا تھا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام بھی تھا اور آپ کے دل کی آرزو اور تمنا بھی۔ آپ انہی مواقع کی تلاش میں رہتے، ان سے بھرپور استفادہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ آپ کا پلا بھاری رہتا اور اسلام کو فوقیت نصیب ہوتی۔ ان فتوحات کا دائرہ آپ کی ساری حیات طیبہ پر محیط ہے۔

ایک عظیم الشان یادگاری اور سنہری موقع وہ تھا جب آپ کو ایک ہی مجلس میں دیگر سب مذاہب کے مقابل پر اسلام کی برتری اور فوقیت اس انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی کہ آپ کا مضمون سننے کے بعد ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ ''مضمون بالا رہا''۔ میری مراد حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی معرکۃ الآراء کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' سے ہے جو ایک لیکچر کی صورت میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پیش کی گئی۔ اس اجلاس میں سب مذاہب کے نمائندگان نے پانچ سوالوں کے جوابات اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق دئے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو اسلام کی نمائندگی میں تقریر کی دعوت ملی تو آپ فوراً تیار ہوگئے۔ ناسازیٔ طبع کے باوجود آپ نے مضمون مکمل فرمایا اور اسی دوران اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی کہ **''مضمون بالا رہا''** آپ نے کامل یقین اور اعتماد کے ساتھ یہ خبر فوراً شائع فرما دی اور بالآخر وہی ہوا جو قادر و قدیر خدا نے پہلے سے بتا دیا تھا۔

یہ عظیم الشان واقعہ ۱۸۹۶ء کا ہے۔ یہ کوئی معمولی اجلاس نہ تھا۔ سارے ملک میں اس کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ سب مذاہب کے نمائندگان اس میں شامل تھے۔ وسیع ہال اپنی تمام تر وسعت کے باوجود ناکافی ثابت ہوا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ بعض نے تو کھڑے ہو کر لیکچر سنا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا مضمون ابھی بہت سا باقی تھا کہ مقررہ وقت ختم ہو گیا۔ لوگوں کے اصرار پر وقت بڑھایا گیا۔ پھر بھی مکمل نہ ہوا تو جلسہ کے پروگرام میں ایک دن کا اضافہ کیا گیا۔ مضمون مکمل ہونے پر جو تاثرات بیان ہوئے اور بعد ازاں اخبارات میں جو تبصرے شائع ہوئے ان میں سے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

☆ کلکتہ کے اخبار ''جنرل و گوہر آصفی'' نے لکھا:-

''صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا.......... خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین، مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب سے بالا ہے، بالا ہے''۔

(۲۴ جنوری ۱۸۹۷)

☆ اخبار ''چودھویں صدی'' راولپنڈی نے لکھا:-

''عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا...... مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس قدر آ کر گری جیسے شہد پر مکھیاں'' (یکم فروری ۱۸۹۷)

☆ ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' نے لکھا:-

''سب مضمونوں سے زیادہ توجہ اور زیادہ دلچسپی سے مرزا غلام احمد قادیانی کا مضمون سنا گیا...... لوگوں نے اس مضمون کو ایک وجد اور محویت کے عالم میں سنا''۔

☆ تھیوسافیکل بک نوٹس کے مطابق :-

''یہ کتاب محمد (ﷺ) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے''۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عظیم علم کلام اور قلمی جہاد کا یہ شاہکار لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا اور اب تک دنیا کی **52** زبانوں میں اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ ایک ایسی زندہ اور زندگی بخش کتاب ہے جو لاکھوں بلکہ کروڑوں متلاشیان حق اور عشاقِ اسلام کے دل و دماغ کو منور کر چکی ہے۔ اور یہ سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔ اس کتاب کی تاثیرات کا ایک نمونہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انگریز احمدی، واقف زندگی، مبلغ اسلام، الحاج بشیر احمد صاحب آرچرڈ مرحوم نے اس عاجز سے ذکر کیا کہ وہ قرآن مجید کے علاوہ ہمیشہ اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور پچاس سے زائد بار اس کتاب کو پڑھا ہے اور ہر بار ایک نیا لطف اور حظ اٹھایا!۔

آفاقی اور عالمگیر قلمی جہاد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ سرور کونین حضرت **محمد** مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کی برکت سے آپ کے جہاد کا دائرہ عالمگیر تھا۔ باوجود مالی وسائل نہ ہونے کے، باوجود اس بات کے کہ آپ ایک ایسی بستی میں رہتے تھے جو گمنامی کے لحاظ سے مثل غار تھی جہاں طباعت، اشاعت اور ترسیل کی سہولتیں ابتداء میں موجود نہ تھیں اور ابتداء میں آپ کے مساعدین کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر اور بعد میں بھی بہت ہی محدود تھی ان سب موانع کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور اشتہارات کو اکناف عالم میں پھیلایا۔ بلاد عربیہ کے علاوہ امریکہ، برطانیہ، افریقہ اور دنیا کے دور دراز ملکوں میں حق و صداقت کی آواز کو ہر ممکن طریق سے پہنچایا۔ اصل کتب بھی ارسال کیں اور تراجم بھی۔ دستی بھی اور بذریعہ ڈاک بھی۔ عوام الناس کے لئے بھی اور خواص کے نام بھی۔ الغرض آپ نے اس میدان میں بھی سعیٔ بلیغ فرمائی اور پیغامِ حق پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد کوئی عارضی اور وقتی جہاد نہیں بلکہ زندہ و تابندہ اور جاری و ساری

جہاد ہے جس کا سلسلہ آپ کے وصال سے منقطع نہیں ہوا۔ آپ کی تحریرات زندہ تحریرات ہیں اور زندگی بخش بھی۔ ہدایت اور روشنی سے بھری ہوئی تحریرات کا فیضان زمان و مکان کی حدود سے بالا ہے اور آج سو سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آپ کے قلمی جہاد کے شاہکار آسمان ہدایت پر ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں۔ آج اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدی مبلغین انہی کتابوں سے نور حاصل کرتے اور اسی نور سے دنیا کو منور کر رہے ہیں۔ یہ قلمی جہاد عالمگیر ہے اور ہر آن پھیلنے اور بڑھنے والا جہاد ہے جس کا دائرہ ہر آن وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جو کتب تحریر فرمائیں وہ اکناف عالم میں بار بار چھپ رہی ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں جو شائع ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کتابوں کا فیضان اس رنگ میں بھی جاری ہے کہ جو دلائل ان کتابوں میں بیان ہوئے ہیں وہی آج مبلغین اور داعیان الی اللہ کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار کے طور پر ہیں جن کو استعمال کر کے وہ فتوحات پر فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ قلمی جہاد ایک سدا بہار درخت کی طرح ہے جو شرق و غرب میں ہر موسم میں فتوحات کے تازہ پھل عطا کر رہا ہے۔

قلمی جہاد کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے اردو کے علاوہ اُمُّ الْاَلْسِنَۃ یعنی عربی میں بھی بیس سے زائد کتابیں لکھیں اور فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے ایسی بلند پایہ کتب کہ عرب کے علماء اور فضلاء بھی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپ نے غیر عرب ہوتے ہوئے عرب علماء کو مقابل پر بلایا بالخصوص قرآن مجید کے معارف اور تفسیر کے بیان میں آپ نے ساری دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دیا۔ کوئی آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپ کو اعجازی رنگ میں عربی کا علم اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمایا۔ ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادوں کے علم سے نوازا۔ اور پھر خطبہ الہامیہ کا اعجازی نشان دکھایا۔ ان عربی کتب کے ذریعہ آپ نے بلاد عربیہ میں براہ راست تبلیغ کا اعزاز حاصل کیا جو آپ کے قلمی جہاد کا ایک منفرد اور امتیازی کمال ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغِ اسلام

اپنے آقا و مولیٰ، نبیٔ مقتدیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقوش پا کی پیروی کرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح کی غذا تھا۔ اس کی ایک ایمان افروز مثال یہ ہے کہ ہادیٔ برحق، رسول پاک ﷺ نے باوجود اُمّی ہونے کے اپنے وقت کے عظیم ترین حکمرانوں کو تبلیغی خطوط کے ذریعہ دعوت اسلام دی اور اس طرح قلمی جہاد کی مبارک سنت قائم فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مبارک اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے، انگریزی زبان نہ جاننے کے باوجود، اپنے وقت کی ایک عظیم ترین حکمران ملکہ وکٹوریہ، قیصرۂ ہند وانگلستان کو دعوتِ اسلام دی اور بڑی شان کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء میں جب ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی بڑی دھوم دھام سے منائی جا رہی تھی آپ نے اس موقع پر تبلیغ اسلام کا ایک خوبصورت اور مؤثر طریق یہ نکالا کہ آپ نے ملکہ معظمہ کے نام ایک تفصیلی مکتوب لکھا جو بعد ازاں ''تحفۂ قیصریہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ دنیا کے لوگ تو ان مواقع پر رسماً مبارکباد کے پیغامات پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے بیانات میں مبالغہ یا مداہنت سے کام لیتے ہیں لیکن ماموریِ زمانہ، حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے نہ صرف ملکہ کو پرخلوص مبارکباد دی بلکہ دلی دعاؤں کے ساتھ ''اَسْلِمْ تَسْلَمْ'' کے اسوۂ مبارکہ کی متابعت میں بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ، اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ادب کے تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے آپ نے اسلام کا پیغام اور دیگر ادیان پر اسکی فضیلت کو واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا۔ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر محاکمہ کرتے ہوئے ان کی کمزوری اور غلطی کو خوب واضح کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آج کل جو کچھ عیسائیت کے بارہ میں سکھایا جا رہا ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی مقام کی وضاحت کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ مَیں نے کشفی بیداری میں حضرت مسیح علیہ السلام سے ملاقات اور بات چیت کی ہے اور انہوں نے موجودہ عیسائی عقائد سے بیزاری اور بریت ظاہر کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مثیلِ مسیح کے طور پر بھیجا ہے اور میرے آنے کا مقصد توحید خالص کا قیام ہے۔ آپ نے ملکۂ معظمہ کو تجویز پیش کی کہ جس طرح قیصر روم نے ایک جلسے میں دلائل سننے کے بعد توحید کا مذہب اختیار کیا تھا اسی طرح مناسب ہوگا کہ لندن میں ایک عظیم جلسہ مذاہب منعقد کیا جائے۔ آپ نے قرآن مجید کے محاسن اجاگر کرنے کے بعد آخر میں یہ دعا دی کہ قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ مخلوق پرستی کو چھوڑ کر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پر اس کا خاتمہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انداز بیان میں ادب و احترام کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی شوکت اور جلال پایا جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو سال کے بعد ملکہ معظمہ کے نام ایک اور خط یاد دہانی کے طور پر لکھا جو ۱۸۹۹ء میں ''ستارۂ قیصرہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس خط میں بھی نہایت پر حکمت انداز میں اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ دونوں مکتوبات آپ کے قلمی جہاد اور دعوت الی اللہ کے شاہکار ہیں۔

نشان نمائی کی دعوت عام

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلمی جہاد کا یہ پہلو بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے بیک وقت دنیا کے سب بڑے بڑے مذاہب کے مقابل پر جہاد کا علم بلند فرمایا۔ آپ نے چومکھی لڑائی لڑی۔ اور ان سب کے سامنے زندہ خدا، زندہ رسول اور زندہ کتاب رکھنے والے اسلام کو بڑی تحدی اور جلال کے ساتھ پیش کیا۔ ان سب کو بار بار مقابلہ کی دعوت دی کہ آؤ اور مجھ سے ان روحانی میدانوں میں مقابلہ کر لو۔ آپ نے ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر اس چیلنج کو بار بار دہرایا۔ نشان نمائی کی دعوت عام دی۔ قبولیتِ دعا میں مقابلے کی دعوت دی۔ انعامات مقرر کئے۔ اور ہر طریق سے سب کو مقابل پر آنے کی دعوت دی۔ لیکن یہ ایک عظیم تاریخی حقیقت ہے کہ کسی مذہب کا کوئی نمائندہ بھی مردِ میدان بن کر مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس طرح حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ان سب پر اسلام کی برتری کو ایک بار نہیں، بار بار ثابت کر دکھایا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس اجمال کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقصد بعثت کے مطابق ایک طرف تو ہر محاذ پر اسلام کا ایسا کامیاب دفاع فرمایا کہ مخالفین نے بھی آپ کو ایک فتح نصیب جرنیل کا خطاب دیا اور دوسری طرف غیر مذاہب کو اسلام کے مقابل پر آنے کی دعوت دی اور اس میدان میں اِتمامِ حجت کر کے ان سب کو لاجواب کر دیا۔

سب سے پہلے تو آپ نے مارچ ۱۸۸۵ء میں مذاہب عالم کو نشان نمائی کی دعوت دی۔ آپ نے ایک زوردار اشتہار اس مضمون کا شائع کیا کہ دین اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت میں کسی کو شک ہو تو مَیں اسے دعوت عام دیتا ہوں کہ ایسا شخص طالبِ صادق بن کر قادیان آئے، ایک سال تک میری صحبت میں رہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی تائید سے کوئی نشان دکھایا جائے گا۔ شرط یہ ہوگی کہ نشان دیکھ کر پھر اسے اسلام قبول کرنا ہوگا۔ اگر ایک سال میں کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے ہرجانہ ادا کیا جائے گا۔ بلکہ آپ نے یہ پیشکش بھی کی کہ:

''اس دوسو روپیہ ماہوار کو آپ اپنے شایانِ شان نہ سمجھیں تو اپنے حرجِ اوقات کے عوض یا ہماری وعدہ خلافی کا جرمانہ، جو آپ اپنی شان کے لائق قرار دیں گے ہم اس کو بشرطِ استطاعت قبول کریں گے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۱-۲۲)

اس دعوتِ نشان نمائی کو اردو اور انگریزی میں ترجمہ کروا کے بیس ہزار کی تعداد میں چھاپ کر، نہ صرف ہندوستان کے جملہ معروف علماء اور عمائدین کو ارسال کیا گیا بلکہ ساری دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں، وزراء، مصنفین اور دینی راہنماؤں کو رجسٹری ڈاک کے ذریعہ ارسال کیا گیا۔ حتی الوسع دنیا کے کسی معروف دانشور کو نہ چھوڑا گیا۔ اس کثرت سے اس عالمگیر دعوت کی اشاعت کی گئی کہ مذہبی دنیا میں ایک زبردست زلزلہ پیدا ہو گیا۔ لیکن جس جس کو یہ دعوت ملی وہ اس کی شوکت سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور کسی ایک شخص کو بھی دعوت قبول کرنے کی ہمت اور توفیق نہ ہو سکی۔ کون ہے جو اللہ کے شیر سے مقابلہ کی جرأت کر سکے؟

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اہل دنیا پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ اسلام ہی حقیقت میں ایک زندہ مذہب ہے، قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ ہی زندہ نبی ہیں۔ یہ مقصد اور اس کا حصول آپ کو جان سے زیادہ عزیز تھا۔ آپ ہمیشہ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے جن سے یہ مقصد حاصل ہو سکے۔ ہر موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے اور خود بھی ایسے مواقع پیدا فرماتے جن سے دیگر مذاہب سے مقابلہ ہو اور اس طرح اسلام کی فضیلت اور برتری ظاہر ہو سکے۔ اس کی ایک صورت آپ نے اس رنگ میں بارہا پیدا کی کہ سب مذاہب کو بار بار دعوتِ مقابلہ دی۔ ۱۸۸۰ء میں آپ نے قلمی جہاد کا باقاعدہ تصنیف کے ذریعہ آغاز کیا تو براہین احمدیہ کے دلائل کا جواب دینے یا دلائل کو توڑنے کی دعوت دی لیکن کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ ۱۸۸۵ء میں سب کو مقابل میں نشان نمائی کی دعوت دی۔ کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکی ۱۸۹۲ء میں آپ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں ایک بار پھر اسلام کے مقابل پر روحانی مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا:

''اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امورِ غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالے کر دوں گا۔ جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا... میرا خدا واحد، شاہد ہے کہ میں ہرگز فرق نہیں کروں گا اور اگر سزائے موت بھی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں... اور اگر اب بھی میری طرف منہ نہ کریں تو ان پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۶-۲۷۷)

آپ کی اس دعوت کو خوب مشتہر کیا گیا لیکن کسی مذہب کے ایک نمائندے نے بھی اس فیصلہ کن میدان میں قدم رکھنے کی جرأت نہ کی۔

بار بار دعوتِ مقابلہ

ایک بار پھر آپ نے زندہ اور مردہ خدا میں مقابلہ کی دعوت دی تا اس ذریعہ سے اسلام کی فضیلت ثابت کرنے کی کوئی صورت پیدا ہو سکے۔ ۱۸۹۷ء میں آپ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا:

''اسلام سچا ہے۔ مَیں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمو۔ اس سچائی کے دکھلانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے.... اگر دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لئے چالیس دن کافی ہیں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۱۲)

اسی اشتہار میں آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ پھر فرمایا:-

''مَیں میدان میں کھڑا ہوں اور صاف صاف

کہتاہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے اور زندہ خدا میرے سر پر ہے۔کوئی ہے؟مَیں پھر کہتاہوں کہ کوئی ہے کہ اس آزمائش میں میرے مقابل پر آوے‘‘۔ (صفحہ۳۱۴)

آٹھ روز بعد آپ نے پھر ایک اور اشتہار دیا۔ایسی تحدی اور جلال تھا اس للکار میں کہ مخالفین اسلام کی صفوں میں سناٹا چھا گیا اور ایک بھی مرد میدان مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔کسی ایک کو بھی دم مارنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

یہ تو اس میدانِ مقابلہ کا ذکر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب مذاہب والوں کو مجموعی رنگ میں مقابلہ کی دعوت دی اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔لیکن اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ الگ الگ طور پر بھی ان سب مذاہب کو دعوت مقابلہ دی اور اس طرح سب مذاہب کو دلائل و براہین کے میدان میں بالکل نہتا کرکے اسلام کی عظمت کا عَلم لہرایا۔یہ داستان بہت ہی ایمان افروز ہے اور ایک ایسے جری مجاہد کا تصور آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہے جو اس شان سے میدان جہاد میں اترتا ہے کہ ہر آن منزل پر نظر مرکوز ہے۔کوئی خوف، لالچ ،کوئی طمع اور کوئی وسوسہ اس کا راستہ نہیں روکتا، وہ عواقب سے بے نیاز آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، ہر مشکل کا حل تلاش کرتا ہوا، جانفروشی سے دشمن پر پے در پے حملے کرتا ہے، نئے سے نئے انداز اختیار کرتا ہے اور اس وقت تک دم نہیں لیتا جب تک دشمن کی ہر تدبیر اور کوشش کو ناکام بنا کر اپنی فتح کے لئے مستحکم بنیاد استوار نہیں کر لیتا۔

تردیدِ عیسائیت

تیرھویں صدی کے آخر پر اسلام انتہائی غربت کی حالت میں تھا۔عیسائی پادریوں نے اسلام اور اہل اسلام کو اپنے نرغہ میں لے رکھا تھا۔لاکھوں مسلمان، اسلام کی روشن شاہراہ کو چھوڑ کر عیسائیت کے تاریک غار میں دھکیلے جاچکے تھے اور اس پر بس نہیں بلکہ عیسائی مناد جان ہنری بیروز علی الاعلان اس عزم کا اظہار بھی کر رہا تھا کہ ہم عنقریب (خاکش بدہن) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر بھی عیسائیت کا پرچم لہرادیں گے۔

الغرض عیسائیت کی اس روز افزوں ترقی کو دیکھ کر اور بلند بانگ دعاوی سن کر اہل اسلام ایک عاجز اور لاچار انسان کی طرح چپکے بیٹھے تھے۔کسی میں اتنی ہمت اور اتنی سکت نہ تھی کہ وہ مرد میدان بن کر باہر نکلتا اور عیسائیت کا مقابلہ کرتا۔اسلام کی کشتی کو اعتراضات اور حملوں کے منجدھار میں دیکھ کر دردمندان اسلام کے دل بارگاہ احدیت میں مدد و نصرت کے لئے ناصیہ فرسا تھے۔

بالآخر وہ ساعتِ سعد آئی جس کے لئے لاکھوں دل بے تاب اور کروڑوں انسان چشم براہ تھے۔قادیان کی گمنام بستی سے اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب فرمایا اور اسلام کے غلبہ بر ادیان باطلہ کے لئے آپ کو خلعتِ ماموریت سے سرفراز فرمایا۔آپ کا دل شروع ہی سے خدمتِ اسلام کے بے پناہ جذبہ سے معمور تھا اور اب جبکہ خدا تعالیٰ نے اسلامی غلبہ کی مہم آپ کے ہاتھ میں دے دی تو آپ نے اُس قادر و توانا کے حکم سے اور اُسی کی مدد و نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے کشتیٔ اسلام کے پتوار سنبھال لئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کا عظیم الشان خطاب عطا فرمایا تھا۔چنانچہ ایک دنیا نے دیکھا کہ انتہائی ظلمت و ضلالت اور یاس و ناامیدی کے دور میں یہی ایک پہلوان تھا جس نے اسلام کی عظمت رفتہ کو پھر سے قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔وہ مسلمان جو عیسائیوں کے آگے مغلوب نظر آتے تھے اور دل چھوڑ بیٹھے تھے ان کو آپ ہی نے تسلی دیتے ہوئے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:-

☆’’یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے...یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد۵ حاشیہ صفحہ ۲۵۴)

نیز آپ نے فرمایا:-

☆’’سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے‘‘۔

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۰)

آپ کے ان پُرشوکت اعلانات سے ساری دنیا چونک اٹھی۔حقیقی مسلمانوں کے دل خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھے اور دوسری طرف عیسائی دنیا پر یہ اعلان ایک آسمانی بجلی بن کر گرا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے مذہبی دنیا میں ایک نیا نقش ہویدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پانسہ پلٹ گیا۔عیسائی مذہب جو اس سے قبل اسلام کو اپنا شکار سمجھتا تھا اور اس یقین پر قائم تھا کہ مذہب اسلام اب چند دنوں کا مہمان ہے، خود مغلوب ہوگیا اور اسلام جسے ایک جسد بے جان خیال کیا جاتا تھا دیگر سب ادیان پر غالب آگیا اور یہ خدائی وعدہ بڑی شان وشوکت اور عظمت وجلال کے ساتھ پورا ہوا کہ:﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾

حضور علیہ السلام کے زمانہ میں دشمن تلوار کی بجائے قلم لے کر حملہ آور ہوا تھا۔چنانچہ آپ نے سنّتِ انبیاء کے مطابق اسی حربے سے دشمنوں کا جواب دیا جو انہوں نے اختیار کیا تھا۔آپ نے اپنے قلم کو جنبش دی اور آپ کے مبارک قلم سے وہ عظیم الشان انقلاب آفریں لٹریچر پیدا ہوا جس نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا اور دنیا ایک نئے رنگ میں آگئی۔یہ وہ تبدیلی تھی جو تلوار کے ذریعہ کبھی تصور میں نہیں آسکتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلمی جہاد میں ہمیشہ عیسائیت کی تردید پر خاص طور پر اپنی توجہ مرکوز رکھی کیونکہ اسلام کے خلاف سب سے زیادہ مزاحمت عیسائیت کی طرف سے ہی تھی۔آپ کی نوے سے زیادہ کتب میں قریباً ہر کتاب میں یہ موضوع کسی نہ کسی رنگ میں آیا ہے۔خاص طور پر جنگ مقدس، چشمہ مسیحی، راز حقیقت، مسیح ہندوستان میں، کتاب البریہ، ستارہ قیصریہ، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، انجام آتھم اور نورالحق میں تردید عیسائیت کا مضمون بڑی تحدی اور جلال سے بیان ہوا ہے۔

کسرِ صلیب کے ضمن میں آپ نے جو قلمی جہاد فرمایا وہ ہر لحاظ سے بے مثال اور عدیم النظیر ہے۔یہ قلمی جہاد سب کا سب خداداد علم پر مبنی تھا جس کا جواب انسان کے بس کی بات نہیں۔اس کی بنیاد قرآن مجید پر تھی جو اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی کلام ہے۔پھر آپ نے مذہبی مقابلہ کے لئے ایسے محکم اور معقول اصول مقرر فرمائے جن پر پورا اترنا عیسائیوں کے لئے ممکن نہ تھا۔مثلاً آپ کا بیان کردہ یہ اصول کہ اپنے ہر دعویٰ اور دلیل کا ثبوت اپنی کتاب سے دو۔کوئی اس معقول اصول کو رد نہیں کرسکتا۔آپ نے ہر موقع پر خود اس کی پیروی کی اور دوسری طرف عیسائی پادری کبھی بھی اس پر پورا نہیں اتر سکے۔پھر آپ نے اس قلمی جہاد میں صرف عقلی و نقلی دلائل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی بنیاد مشاہدہ، ذاتی تجربہ اور نشان نمائی پر رکھی اور یہ سب امور ایسے ہیں جن میں عیسائی دنیا بالکل خالی اور تہی دست ہے۔قلمی جہاد میں آپ کا انداز نگارش انتہائی سادہ، شیریں اور دلنشیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی تحدی اور جلال بھی پایا جاتا ہے۔مخالفین پر آپ کی پکڑ ایسی سخت ہے کہ کوئی جائے فرار باقی نہیں رہتی۔ایک ایک موضوع پر آپ نے دلائل کے انبار لگا دئے ہیں اور دلائل کو مختلف پیرایہ میں کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔میری تحقیق کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنیادی طور پر تثلیث کی تردید میں ۱۸ دلائل، الوہیت مسیح کی تردید میں ۲۳ دلائل، کفارہ کی تردید میں ۳۵ دلائل اور حضرت مسیح کی صلیبی موت کی تردید میں ۳۰ دلائل اپنی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔بعض دلائل ایسے ہیں جو آگے بے شمار ضمنی دلائل پر مشتمل ہیں۔یہ ایسے پُرشوکت اور ناقابل تردید دلائل ہیں کہ عیسائیت کبھی بھی ان کا توڑ پیش نہیں کرسکتی۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خود فرمایا ہے:

’’ہمارے اصول عیسائیوں پر ایسے پتھر ہیں کہ وہ ان کا ہرگز جواب نہیں دے سکتے‘‘ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۱۰)

قلمی جہاد کے اثرات اور نتائج

الغرض عیسائیت کے خلاف اپنے قلمی جہاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عظیم الشان علم کلام پیش فرمایا وہ اپنی جلالت شان، زبردست قوت و تاثیر اور وسعت و ہمہ گیری کے اعتبار سے ایک اعجازی شان رکھتا ہے۔یہ ہے وہ عظیم الشان زندہ معجزہ جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی ﷺ کے غلام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں بیٹھے ہوئے عالمگیر قلمی جہاد کیا اور اپنی تحریروں کے ذریعہ ساری دنیا میں صداقت اسلام کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دکھایا۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے روشن نشانات عطا فرمائے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں بڑی شان وشوکت سے ظاہر ہوئے اور اس طرح اکنافِ عالم میں عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی برتری ثابت ہوتی چلی گئی۔ہندوستان میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کی ہلاکت، لاہور کے بشپ جارج الفریڈ لیفرائے کا مقابلہ سے فرار، لندن کے مشہور پادری جان سمتھ پگٹ کی نامرادی اور رُسوا کن موت، امریکہ کے جان الیگزینڈر ڈوئی کی رسوائی اور عبرت ناک ہلاکت اور اس قسم کے بے شمار نشانات ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کی صداقت اور عظمت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے عیسائیت کی ناکامی اور نامرادی کا نقشہ ساری دنیا کو دکھادیا۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی عظمت کا اندازہ اس کے اثرات اور نتائج سے لگایا جاسکتا ہے۔ایک وقت وہ تھا کہ عیسائیت اسلام پر حملہ آور تھی، آج اپنے دفاع پر مجبور ہوچکی ہے۔عیسائیت کی سرزمین سمٹتی جارہی ہے اور ہر سال کثرت سے عیسائی حلقہ بگوشِ اسلام ہورہے ہیں۔عیسائی عمائدین بنیادی عقائد کے بارہ میں اپنے موقف تبدیل کررہے ہیں۔صلیبی موت کا عقیدہ جو عیسائیت کی بنیاد ہے اس کی تردید میں خود عیسائی پادریوں کے بیانات جاری ہورہے ہیں۔قبر مسیح کے بارہ میں غیر جانبدار اور عیسائی مصنفین کتابیں لکھ رہے ہیں۔عیسائی پادری برسرعام یہ اعلان کررہے ہیں کہ عیسائی گرجوں میں جانے والوں کی تعداد کم سے کم ہوتی جارہی ہے اور ویسٹ منسٹر لندن کے آرچ بشپ نے تو حال ہی میں کھلے لفظوں میں یہ تسلیم کیا ہے کہ

"Christianity is nearly vanquished in Britain"

کہ برطانیہ سے عیسائیت قریباً قریباً نابود ہو چکی ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ٹیلی گراف لندن ۶ ستمبر ۲۰۰۱)

کیا یہ سب امور اس بات کا ثبوت نہیں کہ کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی ضرب حیدری سے اب عیسائیت دنیا سے رخصت ہوتی نظر آرہی ہے۔اس پسپائی کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں ہوا۔جب پادری لیفرائے نے پادریوں کی فوج کے ساتھ ہندوستان پر یلغار کی تو دہلی کے مولوی نور محمد صاحب نے یہ الفاظ کہے کہ

’’تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے....اور اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا اپنا پیچھا

چھڑانا مشکل ہوگیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی“۔(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم ازاصح المطابع دہلی صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۳۴)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے عیسائیت کے زوال کے بارہ میں فرمایا تھا:-

”یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا... کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا“۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۵)

اور آج ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائیت کی پسپائی کے زندہ گواہ ہیں۔

ایک انمٹ تاریخی شہادت

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی وفات پر ہندوستان کے مشہور اخبار وکیل امرتسر نے جن الفاظ میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا وہ یادگاری الفاظ ہمیشہ تاریخ میں محفوظ رہیں گے۔اسلام پر عیسائیت کی یلغار کو اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے کس طرح پلٹا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا:-

”حملوں کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمعِ عرفانِ حقیقی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گیری کے لئے ٹوٹی پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا... مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے...... بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا .... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قایم رہے گا“۔

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

قلمی جہاد کی عظمت کے اعترافات

آپ کے قلمی جہاد میں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت، شوکت اور جلالت شان عطا فرمائی ہے کہ جب آپ دنیا سے بانیل مرام رخصت ہوئے تو اس وقت غیروں نے آپ کو دل کھول کر جو خراج تحسین پیش کیا اس میں آپ کی علمی خدمات اور مخالفین اسلام کے ردّ میں آپ کے قلمی جہاد کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ بطور نمونہ صرف دو اعترافات پیش کرتا ہوں۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے آپ کو اسلام کا ایک فتح نصیب جرنیل قرار دیتے ہوئے لکھا:-

”وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہوکر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دنیا سے اٹھ گیا۔مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے۔ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...... آئیندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو“(اخبار وکیل۔امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

☆ دہلی کے اخبار کرزن گزٹ کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:-

”مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا...... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں...... اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔“

(کرزن گزٹ۔دہلی۔یکم جون ۱۹۰۸)

کتنی جرأت اور دیانتداری تھی اُس زمانہ کے اہل قلم حضرات میں کہ حق بات ان کے قلموں سے ظہور میں آئی اور تاریخ کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے نقش ہو گئی۔ یہ بیانات واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایسا عظیم الشان قلمی جہاد فرمایا کہ غیر بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنی کتب کے بارہ میں ارشادات::

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی طبیعت میں غیر معمولی عجز وانکسار پایا جاتا تھا۔ذاتی تفاخر اور بڑائی کے اظہار کا شائبہ تک آپ میں نہ تھا۔اس پس منظر میں یہ بات لائق توجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے ایک پر جوش دل عطا فرمایا، اُسے علوم و معارف کی آماجگاہ بنایا۔پھر آپ کو اپنی جناب سے اظہارِ بیان کا اچھوتا اسلوب سکھایا اور آپ کو تحریر کا بادشاہ قرار دیتے ہوئے سلطان القلم کے خطاب سے نوازا تو آپ نے کسی ذاتی تفاخر کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی بھلائی اور خیر خواہی کی خاطر انہیں علوم و معارف کے اس عظیم خزانہ کی طرف بار بار متوجہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ایک اور موقع پر فرمایا:-

”یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔مَیں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں“۔

(سرالخلافہ۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۱۶)

ایک اور موقع پر فرمایا:-

”تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا مَیں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۶۱)

اپنی تحریرات کی اس عظمت اور اعلیٰ مقام کی وجہ سے آپ نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ اس روحانی خزانہ سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔آپ نے فرمایا:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کو کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں“۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۸)

اور ایک موقع پر فرمایا:-

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے“۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۷، ۸)

پھر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا:-

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ“۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ تاکیدی الفاظ ہر احمدی کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے بہت کافی ثابت ہونے چاہئیں۔ہم کتنے خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں کہ روحانی خزائن کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں یہ آسمانی حربہ تھما دیا گیا ہے جو ہماری فتح کا ضامن ہے۔مسیح محمدی کے مبارک قلم سے نکلی ہوئی نوے کے قریب کتب کا خزینہ ہمیں عطا ہوا ہے جو روحانی معارف سے بھرپور ہے۔ یہ ایسی دولت ہے جس کے سامنے ہفت اقلیم کے خزانے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ آسمانی دودھ ہے جو مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی کتب کی صورت میں ہمارے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ان کتب کی عظمت کے بارہ میں آپ نے خود فرمایا ہے:-

”جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے“۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ہمارا فرض

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زندہ و پائندہ قلمی جہاد کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ سارا بیان اس پہلو سے ناتمام ہے کہ مضمون کا احاطہ مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔آخر میں مَیں یہی عرض کروں گا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو قلمی جہاد کا فریضہ بہترین رنگ میں سرانجام دے دیا اور اس کا حق صحیح معنوں میں ادا کر دیا۔ اب ہم خدام احمدیت کا فرض ہے کہ ہم قلمی جہاد کے اس علَم کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دیں۔ہمارا فرض منصبی ہے کہ جو علمی شاہکار، روحانی خزائن کے طور پر آپ نے اپنی یادگار چھوڑے ہیں ہم اِن زندگی بخش کلمات کو بار بار پڑھیں، اپنے دلوں کو ان شہ پاروں سے منور کریں، اپنے ذہنوں کو ان علمی نوادرات سے جِلا عطا کریں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم یہ آب زُلال ساری دنیا میں پھیلائیں کہ یہ روحانی خزانہ ساری انسانیت کی مشترکہ دولت ہے اور سب کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے۔اس خزانہ کا فیض لامتناہی ہے۔اسے اقصائے عالم تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔آج نسلِ انسانیت، امن وسلامتی اور حیاتِ نَو کی متلاشی ہے اور یہی ہے وہ پیغام جو اُس کی بقا اور نجات کا ضامن ہے کیونکہ یہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ پر مبنی ہے۔ پس آؤ کہ ہم اس دولت کو دنیا میں عام کر دیں۔ملک ملک اور قریہ قریہ اس کو پھیلاتے چلے جائیں۔

خدا کرے کہ ہم اس فرض کو احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں اور آخرت میں سرخروئی ہمارا مقدر بن جائے۔آمین۔

اخبارات و رسائل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح

مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

دنیا میں شائع ہونے والے کروڑوں اخبارات و رسائل مختلف موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔مثلاً سیاسی اخبارات، مذہبی، طبی، سائنسی اخبارات و رسائل وغیرہ۔پھر ان میں سے ہر ایک کے مقاصد بھی الگ الگ ہیں۔ان میں سے اکثر اخبارات و رسائل کی اشاعت کا مقصد تجارت اور مالی منفعت ہوتا ہے۔وہ اپنے اخبارات و رسائل میں ایسے مضامین وخبریں شائع کرتے ہیں جو کہ پبلک وعوام کے مزاج ومرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔اخبار والوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ خبر کس حد تک سچی ہے اور کس حد تک جھوٹی اور بناوٹی۔

بعض اخبارات و رسائل کا مقصد اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانا ہوتا ہے اور دوسروں کو ان کے عقائد وخیالات سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے۔اس کیلئے وہ جھوٹ اور کذب بیانی کے بھر پور استعمال سے بھی گریز نہیں کرتے۔چنانچہ دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں کا وزیر پروپیگنڈا گوبلز جھوٹے پروپیگنڈے میں اپنی نظیر آپ تھا۔اس کا نظریہ تھا کہ خوب جھوٹ بولو اور اس جھوٹ کو پورے زور کے ساتھ بار بار بولو تاکہ لوگ جھوٹ کو ہی سچ سمجھنے لگیں۔موجودہ دور میں اخبارات و رسائل کی اکثریت کا دارو مدار جھوٹ پر ہے اس کے ذریعہ وہ عوام میں اپنے اخبار کو مقبول بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی بہت سے مسلمان کہلانے والے علماء اور مذہبی لیڈر گوبلز سے بھی کہیں زیادہ جھوٹ بولنے اور لکھنے کے عادی تھے۔اور انہی علماء کے بارے میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبر دار کیا تھا کہ عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ اس زمانے میں ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ایک دوسری حدیث میں فرمایا:۔

تَكُوْنُ فِي أُمَّتِي فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُ النَّاسُ إِلَى عُلَمَائِهِمْ فَإِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَ خَنَازِيْرُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی مانند پائیں گے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کے اکثر علماء پر یہ حدیث صادق آتی ہے۔جھوٹ بولنا غلط بیانی ان کی عادت بن چکا ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفین کی اس قبیح عادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہمارے ظالم طبع مخالفوں نے طرح طرح کے افتراؤں سے کام لیا ہے۔اور اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ہمیں تعجب ہے کہ کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے"

(نزول المسیح صفحہ 9 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 387)

اپریل 1902 میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب بنام **"دافع البلاء و معیار اهل الاصطفاء"** شائع فرمائی۔اس زمانے میں طاعون پنجاب میں شدید تباہی و ہلاکت پھیلا رہی تھی ہر کوئی خوفزدہ تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس کتاب میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ قادیان کو طاعون جارف سے محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے۔یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی"

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 225)

یہ پیشگوئی انتہائی صفائی اور عظیم شان کے ساتھ پوری ہوئی اسی عرصہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی جماعت میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا۔اس پیشگوئی کے پورا ہونے نے دشمنوں اور حاسدوں کے سینوں میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی۔انہوں نے ہر طرح کی کوششیں کیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو کسی طرح مشتبہ بنا دیا جائے۔چنانچہ اخبار پیسہ اور دوسری اخبارات کے ایڈیٹروں نے یہ شائع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ قادیان کے نزدیک طاعون نہیں آئے گی اور ایک کیس نہیں ہوگا حالانکہ قادیان میں سات کیس ہو چکے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار پیسہ کے جھوٹ کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

اول: "ایسی تحریریں جو محض جھوٹ اور افتراء ہیں یعنی ایسے لوگوں کی نسبت خواہ نخواہ جھوٹی خبریں موت کی شائع کی گئیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔نہ بیمار ہوئے نہ ان کو طاعون ہوئی۔یہ اول درجہ کا جھوٹ ہے جس کے ارتکاب سے پیسہ اخبار نے بے ایمانی کا بڑا حصہ لیا"(نزول المسیح صفحہ 12)

دوم: دوسرا طریق افتراء کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف فرضی نام لکھکر ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ قادیان میں طاعون سے مرے ہیں حالانکہ ان ناموں کا کوئی انسان قادیان میں نہیں مرا"

(نزول المسیح صفحہ 15)

سوم: تیسرا طریق افتراء کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض آدمی فی الحقیقت مرے تو ہیں مگر وہ کسی اور حادثہ سے مرے ہیں نہ طاعون سے، اور اس نے محض چالاکی اور شرارت سے طاعون کی اموات میں داخل کر دیا" (ایضاً)

بظاہر تو یہ باتیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار پیسہ کو مخاطب کر کے تحریر فرمائیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ تین طریق ہیں جو اکثر صحافی اپنے اخبارات کی شہرت اور فروخت کے لئے اختیار کرتے ہیں۔اول تو خبر ہی بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہوگی۔یا فرضی نام و واقعات کے ذریعہ سچائی کا خون کیا جائے گا۔تیسرا یہ کہ حادثے اور واقعہ کی شکل وصورت مسخ کر کے اپنے مفاد و مرضی کے مطابق ڈھال لیا جاتا ہے۔ایسے تکلیف دہ اور افسوسناک حالات میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار کے ایڈیٹروں اور صحافیوں کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

❁ "اڈیٹروں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ سچائی کو دنیا میں پھیلاویں نہ جھوٹ کو۔اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک چیز ہے اس کو دنیا میں رائج کرتے ہیں"

(نزول المسیح صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 392)

❁ "اب ہم نصیحتاً کہتے ہیں کہ آئندہ پیسہ اخبار ایسے افتراؤں اور قابل شرم جھوٹوں سے باز آجائے ورنہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ جھوٹ ہمیشہ ہضم ہو سکیں اور افسوس کہ بعض امرتسر کے سفلہ طبع بھی اپنے اشتہاروں میں پیسہ اخبار کے نقش قدم پر چلے ہیں"

❁ کیا اخبار کا یہی فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک روایت بغیر تفتیش اور تنقید کے شائع کر دی جائے؟ ہمیں تو کچھ انگریزی قانون کا حال معلوم نہیں اگر گورنمنٹ نے اپنے قانون میں اخبار نویسوں کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ ایسے بے اصل جھوٹ جن سے دلوں کو آزار اور صدمہ پہنچتا ہے بے دھڑک شائع کر دیا کریں تو کوئی چون و چرا کی جگہ نہیں ورنہ گورنمنٹ پبلک پر احسان کرے گی اگر ایسے گندے اور ناپاک اور دلآزار جھوٹوں کے شائع کرنے کی وجہ سے پیسہ اخبار سے باز پرس کرے" (نزول المسیح صفحہ 16)

❁ اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں شبہ ہو تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیج کر تحقیق اور تفتیش کر لیں کہ کیا یہ تحریر واقعی ہے یا غیر واقعی"

(نزول المسیح صفحہ 16)

مذکورہ بالا چار اقتباسات سے صحافتی دنیا اور عوام الناس کے لئے جو راہنما اصول سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1)......اڈیٹروں، صحافیوں، نامہ نگاروں اور اصحاب القلم والقرطاس کا یہ فرض اول اور پہلا مقصد ہونا چاہئے کہ اپنے قلم کے ذریعہ سچائی اور حقیقت کو دنیا میں پھیلائیں۔اس بات سے قطع نظر کہ اس سچائی کے لکھنے اور شائع کرنے سے ان کی اخبار پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔

2)......جھوٹی خبریں فرضی اور من گھڑت رپورٹیں وتحریریں ہرگز اپنے اخبارات و رسائل میں شائع نہ کریں اس سے عوام و قارئین کو سخت نقصان پہنچے گا۔خاص طور پر قوم کی اگلی نسل اور بچے جھوٹ بولنے اور لکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔

3)......ہر صحافی اور نامہ نگار کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اسے جھوٹ زیادہ دن ہضم نہ ہو سکے گا اور آہستہ آہستہ اس صحافی اور نامہ نگار کے بارے میں عوام یہ تاثر لے لیں گے کہ یہ انتہائی جھوٹا اور دروغ گو انسان ہے اس اخبار کو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

4)......موجودہ دور میں اکثر اخبارات، اشتہارات اور اعلانات کی آمد پر چلتے ہیں۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کو بھی یہی نصیحت ہے کہ حقیقت پر مبنی اشتہارات شائع کریں۔

5)......ایڈیٹروں صحافیوں کو جو رپورٹیں وخبریں بھجوائی جائیں انہیں چاہئے اس کی تحقیق و تفتیش کر لیا کریں ورنہ ان کے اخبار کا معیار گر جائے گا اور لوگ اس پر اعتبار کرنا چھوڑ دیں گے۔

6)......ہر حکومت کو چاہئے کہ ایسا ادارہ قائم کرے جو غلط اور بے بنیاد خبریں شائع کرنے والے کو سزا دے۔

7)......آزادی صحافت کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ بے بنیاد اور جھوٹی خبریں شائع کر کے عوام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا جائے یا کسی شخصیت کی عزت کو خاک میں ملا دیا جائے یا امن عام کو ختم کر دیا جائے۔

8)......عوام اور قارئین کو اتنا باشعور ہونا چاہئے کہ اگر کوئی غلط اور بے بنیاد خبر شائع ہو تو وہ حکومت کے اداروں کو لکھیں اور وہ ادارہ اس کی تحقیق کروائے اور اگر غلطی ثابت ہو تو صحافی اور اخبار والے کو سزا دی جائے

اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو دنیا میں سچائی اور حقیقت ترقی کرے گی جس کے نتیجے میں حقیقی علم دنیا میں پھیلے گا۔جس کو بنیاد بنا کر اصلاح اور ترقی کے منصوبے اور پروگرام بنائے جاسکیں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے صحافیوں اور مصنفین کو یہاں تک نصیحت فرماتے تھے کہ مخالف کو الزامی جواب دے کر اس کو منہ بند نہ کروانا چاہئے۔اس ضمن میں ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

1885ء میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشان نمائی کی دعوت کا اشتہار شائع فرمایا۔اس وقت حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ (جو 1908 میں خلیفة المسیح الاول منتخب ہوئے) ریاست جموں کے شاہی طبیب کی حیثیت سے جموں میں مقیم تھے تبھی آپ کو یہ اشتہار ملا اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے جموں

سے قادیان تشریف لائے۔قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ایک دفعہ مولانا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً فرمایا:-

مجاہدہ یہی ہے کہ عیسائیوں کے مقابل پر ایک کتاب لکھو۔آپ نے عرض کیا کہ بعض سوال اس قسم کے ہوتے ہیں جن میں الزامی جواب ہی دشمن کو خاموش کرتا ہے لہذا اگر ان کے بعض اعتراضات میں صرف الزامی جواب دیا جائے تو کیا آپ اس طریق کو پسند فرمائیں گے۔فرمایا بڑی ہی بے انصافی ہوگی اگر ایک بات جسے انسان خود نہیں مانتا دوسرے کو منوانے کے واسطے تیار ہو۔ہاں اگر کوئی ایسا مشکل سوال آپ کی راہ میں آجائے جس کا جواب ہرگز آپ کی سمجھ میں نہ آسکے تو مناسب طریق یہ ہے کہ آپ یہ سوال نہایت خوشخط اور جلی قلم سے لکھ کر اپنی نشست گاہ کے سامنے جہاں ہمیشہ نظر پڑتی رہے لٹکا دیا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل سے فیضان نازل فرمائے اور یہ عقدہ حل ہو جائے۔

حضرت مولانا فرماتے تھے اس طریق دعا کا میں پہلے ہی قائل تھا کہ مجھے اس کی مضبوط چٹان پر حضرت اقدس نے کھڑا کر دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 24)

یہ صحافت اور مضمون نگاری کا نہایت اعلیٰ درجہ کا اصول ہے کہ اگر کسی کے جواب میں مضمون لکھا جائے تو مخالف کو اس رنگ میں ہجوی اور الزامی جواب نہ دیا جائے جس سے اس کی زبان تو بند ہو جائے مگر اس کا دل و دماغ مطمئن نہ ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اسوہ طیبہ و مبارک طرز تحریر و بیان سے ایک بات اور سمجھائی کہ اگر کوئی صحافی یا مصنف کوئی اچھی بات یا مفید مضمون لکھتا ہے تو اس سے خود بھی فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنے زیر اثر اصحاب و دوستوں کو بھی اس سے استفادہ کی تلقین کرنی چاہیے مگر افسوس کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بعض علماء کا یہ رویہ بن گیا تھا کہ جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام افادہ عوام کے لئے تحریر فرماتے وہ اس کو مشتبہ بنانے کی کوششیں کرتے وہ اپنی پوری طاقت اس میں صرف کر دیتے کہ عوام کسی طرح حضرت اقدس کے مضمون سے استفادہ نہ کرسکیں۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے طرز تحریر سے ہمیں سکھایا کہ اگر کسی سچی بات کے لکھنے پر کوئی مخالف اس کو مشتبہ بنانے کی کوششیں کرے تو اس کو جواب دینے کے لئے ایسا ٹھوس اور مدلل طریق و اسلوب اختیار کرنا چاہئے جس سے اس کی سابقہ مضمون کو مشتبہ بنانے کی کوششیں ناکام ہو جائیں چنانچہ اس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مبارکہ سے کچھ اس طرح ملتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 15 دسمبر 1900 کو بذریعہ اشتہار پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ہم دونوں 70 دن کے اندر اندر اپنی اپنی جگہ فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورہ فاتحہ کی تفسیر شائع کریں۔اور اگر تین غیر جانبدار علماء و ادیب و اہل زبان یہ فیصلہ دیں کہ پیر صاحب کی تفسیر فصاحت و معارف کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور اعلیٰ ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر صاحب کو پانچ صد روپے انعام دیں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کو عرب و عجم علماء سے تفسیر لکھنے کے سلسلہ میں مدد لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر فریقین میں سے کوئی 15 دسمبر 1900 سے لیکر 25 فروری 1901 تک تفسیر لکھ کر شائع نہ کر سکا تو وہ جھوٹا اور کاذب قرار پائے گا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 فروری 1901 کو اعجاز المسیح کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر شائع فرمادی اور پیر مہر علی شاہ نے اس اشتہار کے جواب میں کسی قسم کی تفسیر شائع نہ کی اور اپنے کذب پر مہر ثبت کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ''اعجاز المسیح'' کی چند کاپیاں عرب ممالک کے بعض اخبارات کو بھجوائیں۔قاہرہ کے مشہور اخبار ''**مناظر**'' اور ''**ھلال**'' نے اس کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کی اور اول الذکر اخبار نے تو یہاں تک لکھا کہ بلاشبہ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت معجزے کی حد تک پہنچ گئی ہے اور علماء ہرگز اس کے مقابل پر تفسیر لکھنے پر قادر نہیں ہوسکیں گے۔

اس واضح فتح و کامیابی کو معاند احمدیت ثناء اللہ امرتسری نے اس طرح مشتبہ اور بے اثر بنانے کی کوشش کی کہ 29 اور 30 اکتوبر 1902 کو بمقام ''مد'' ہونے والے مباحثہ میں انہوں نے اعلان کیا کہ ''اعجاز المسیح'' جیسی تفسیر میں بھی لکھ سکتا ہوں۔یہ تفسیر دو سال میں لکھی گئی ہے مجھے بھی دو سال کا وقت چاہیے۔

علمی اور صحافتی و ادبی دنیا میں ایسی بہت کم مثالیں ملیں گی جن میں واضح اور اظہر من الشمس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی مذموم کوششیں ثناء اللہ امرتسری کی طرح کی گئی ہوں۔مقصد یہ تھا کہ عوام الناس کی نظر میں اس تفسیر کی اہمیت ختم ہو جائے یا کم ہو جائے اور وہ اس سے استفادہ نہ کرسکیں۔

ایسی صورت حال کی اصلاح کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصحاب القلم اور صحافیوں کے لئے جو اصول اپنے طریق کار اور طرز عمل سے پیش کیا اس نے حقیقت پر عناد و تعصب کے پردے ڈالنے کی کوششوں کو کلیۃً ناکام بنا دیا۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ مورخہ 29 اور 30 اکتوبر 1902 کو بمقام ''مد'' میں مباحثہ ہوا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مباحثے کے واقعات پر مشتمل اور اپنی صداقت کے دلائل پر مبنی ایک معرکۃ الآراء عربی قصیدہ مع اردو ترجمہ 15 نومبر 1902 کو ساڑھے تین ہزار کی تعداد میں طبع کروایا اور اگلے روز مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اس کی کاپیاں بھجوا دیں کیونکہ یہ قصیدہ ''مد'' کے مناظرے کے واقعات پر مشتمل تھا اس لئے اس کا زمانہ محدود معین تھا اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ قصیدہ دو سال پہلے لکھکر رکھا ہوا تھا بلکہ یہ قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مع ترجمہ صرف پانچ دن میں تحریر فرمایا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثناء اللہ امرتسری کو یہ عربی قصیدہ بھجواتے ہوئے تحریر فرمایا:-

''اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ مع اسی قدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو میں بلا توقف دس ہزار روپیہ ان کو دیدوں گا۔چھپوانے کے لئے ایک ہفتہ کی ان کو مہلت دیتا ہوں۔یہ کل بارہ دن ہیں اور دو دن ڈاک کے بھی ان کا حق ہے''

''دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔کیونکہ خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا''

(اعجاز احمدی صفحہ 36-37)

اس انعامی چیلنج کے علاوہ حضور نے دس ہزار روپیہ کا ایک الگ انعامی اشتہار بھی دیا جس میں اصل میعاد سے چھ دن کی مزید توسیع کا یہ اعلان فرمایا کہ:-

''اگر بیس دن میں جو دسمبر 1902 کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں''

ثناء اللہ امرتسری یا اس کا کوئی ہمنوا اس کا جواب نہ لکھ سکا۔یہ ہے سچائی اور حقیقت پر مبنی صحافت اور مضمون نگاری جس کو تائید ربانی حاصل تھی۔حقیقت یہی ہے کہ سچائی اپنے آپ کو خود منوا لیتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ آج صحافتی دنیا میں جھوٹ دھوکے بازی، مبالغہ، تصنع، ریاکاری کا دور دورہ ہے لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحافتی دنیا کو سچائی اختیار کرنے کا پیغام دیا۔سچ لکھنے اور صدق پھیلانے کا راستہ دکھایا۔صداقت اور حقیقت عقلوں کو نور بخشتی ہے اور قارئین کو نت نئی راہیں تلاش کرنے میں مدد دیتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے قلمکاروں، صحافیوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق سچ اور حقیقت پر مبنی راہنما اصولوں اور سنہری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور یہی اکیسویں صدی کی صحافت کا تقاضا ہے۔آمین۔

❁❁❁

جس سے ہے ناطۂ بیعت اس سے عشق کرتے ہیں ، وفا کرتے ہیں

ہم گدا جب بھی صدا کرتے ہیں
درِ افلاک کھلا کرتے ہیں

جس سے ہے ناطۂ بیعت اس سے
عشق کرتے ہیں ، وفا کرتے ہیں

ہم گلے پہن کے طوقِ طاعت
پا بہ زنجیر چلا کرتے ہیں

آلِ احمد سے محبت کر کے
رسمِ اجداد ادا کرتے ہیں

ہم میں وہ جذبِ جنوں ہے جس پر
سنگِ دشنام پڑا کرتے ہیں

رُخِ عاصی کے وضو کی خاطر
اشک آنکھوں سے ڈھلا کرتے ہیں

پھر جلا کر تیری یادوں کے چراغ
دل کے آنگن میں ضیاء کرتے ہیں

اک تمنا لئے عمرِ خضر کی دل میں
ہم ترے حق میں دعا کرتے ہیں

﴿مبارک احمد ظفر لندن﴾

صحافت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایات وارشادات

اور آپ کے دور میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل

مکرم مولانا برہان احمد ظفر صاحب ناظر نشر واشاعت قادیان

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے زمانہ کی جہاں بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی ہے واذالصحف نشرت یعنی آخری زمانہ میں کثرت سے صحیفے شائع ہونگے۔ آج قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہم اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا اور آپ مخالفین اسلام پر دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ثابت کرر ہے تھے۔ اس زمانہ میں آپ خود ہی لکھتے اور شائع کروانے کے لئے امرتسر یا دوسرے شہروں کی طرف جاتے۔ پروف ریڈنگ بھی خود ہی فرمایا کرتے تھے۔ جہاں باقی دنیا میں اشاعت اور صحافت کی اپنی ایک دوڑ جاری تھی وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اخبارات واشتہارات کے ذریعہ خدائی دعوت میں مصروف تھے۔ لیکن فرق یہ تھا کہ آپ کا اپنا نہ تو پریس تھا۔ اور نہ ہی کوئی اخبار۔ پھر وہ زمانہ بھی جلد ہی آ گیا کہ شمع محمدی کہ پروانے آہستہ آہستہ اس شمع کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے جو قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں روشن ہوئی تھی۔

خدا تعالیٰ نے چند سالوں کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بستی میں بھی ایسا نظام جاری فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی صحبت کے فیض سے یہاں بھی صحافت کے چمکتے ستارے نمودار ہوئے۔ جنہوں نے دنیا میں ایک جدید صحافت کی بنیاد ڈالی۔ اشاعت کتب، اخبارات ورسائل کے آلات اس بستی میں قائم ہوئے۔ وہ لوگ جن کو حضور علیہ السلام نے یہ خدمت سپرد کی چند سالوں میں فن صحافت کے استاد بن گئے۔ پھر کیا تھا قادیان کی چھوٹی سی بستی دیکھتے ہی دیکھتے صحافت کا مرکز بن گئی۔ کئی اخبارات ورسائل یہاں سے شائع ہونے شروع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اسلام پر جہاں عیسائی حملہ آور تھے وہاں آریہ سماج اور برہمو سماج والے بھی اسلام پر شدید حملے کرر ہے تھے۔ یہ حملے جہاں کتابوں کی کثیر اشاعت کے ذریعہ ہور ہے تھے وہاں مختلف اخبارات و رسائل بھی اس کام میں اُن کے مدد و معاون بنے ہوئے تھے۔ ایسے موقعہ پر لازم تھا کہ اُن کا جواب بھی اشاعتِ کتب اور اخبارات ورسائل کے ذریعہ دیا جاتا۔ اسی بات کے مدنظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی جماعت احمدیہ کے ذریعہ جہاں اسلام کے حق میں اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں بہت سی کتب شائع ہوئیں وہاں مختلف اخبارات کا بھی اجراء ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کہ زمانہ میں بھی بعض اخبارات جاری تھے اُن کے ہوتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک نئے اخبار کی اشاعت کی ضرورت سمجھی۔ جیسے جیسے جماعت کی ترقی ہوتی گئی ویسے ویسے اس کی ضرورت کا احساس ہوتا گیا۔ تا کہ جماعت میں ہزاروں اور لاکھوں مخلص تعلیم یافتہ پیدا ہوں اور ساری دُنیا میں ہونے والی علمی ترقی سے لوگ استفادہ کریں اور علم میں دوسروں سے فائق اور لائق ہوں۔ اس طرح وہ رسومات جو تعلیم کے بگاڑ کے نتیجہ میں لوگوں میں شامل ہو جاتی ہیں اُن کی اسلامی تعلیم کی روشنی سے اصلاح کی جائے اور بدعات و بد رسومات سے بچا جاسکے۔

اسی طرح وہ قومیں جو اپنے اسلاف کی قربانیوں کو یاد نہیں رکھتیں وہ ترقی نہیں کر سکتیں اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اخبارات کے ذریعہ اُن کی قربانیوں کا تذکرہ کیا جائے تا کہ اُن واقعات کو پڑھنے والے ایک نئے جذبہ جوش کو اپنے اندر محسوس کرتے ہوئے اُن قربانیوں کو زندہ رکھیں۔

افراد جماعت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں وہ دینی میدان میں علم حاصل کریں وہاں دُنیا کے حالات سے بھی آگاہ ہوں اس کے لئے بھی اخبارات ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح اخبارات و رسائل ہی وہ ذریعہ ہیں جن سے جماعتی ترقی کے سلسلہ میں لوگوں کو آگاہ کیا جاسکتا ہے۔ دُشمنان اسلام کو اُن کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دینے کا کردار بھی اخبارات ہی ادا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۱۳ء میں ہی ان تمام وجوہ کی بنا پر ایک نئے اخبار کے جاری کرنے کی ضرورت کو محسوس فرمایا تھا۔ اس تجویز کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے نہ صرف منظور فرمایا بلکہ آپ نے تحریر فرمایا:

"ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ہی ضروری ہے جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھیگی خریدار خود بخود پیدا ہونگے۔ ہاں تائید الٰہی حُسن نیت اخلاص۔ اور ثواب کی ضرورت ہے۔ زمیندار، ہندوستان، پیسہ میں اور کیا اعجاز ہے وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دُعا نصرت الٰہیہ کی اُمید بلکہ یقین توکلاً علی اللہ کام شروع کردیں۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۵ جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۹)

اس پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (جو ۱۹۱۴ء میں خلافت کی مسند پر متمکن ہوئے) نے الفضل کے نام سے ایک نئے اخبار کا اجراء فرمایا۔ آپ نے اس اخبار کو جب جاری فرمایا تو لکھا:

"خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں الفضل جاری کرتا ہوں۔........ اپنے ایک مقتدا اور راہنما اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحرنا پیدا کنار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز وانکسار یہ دُعا کرتا ہوں کہ بسم اللہ مجریھا و مُرسٰھا انّ ربّی لغفور رّحیم۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا، اے میرے طاقتور بادشاہ، اے میرے رحمان، رحیم مالک

اے میرے رب، میرے مولا، میرے ہادی، میرے رازق، میرے حافظ، میرے ستار، میرے بخشنہار، ہاں اے میرے شہنشاہ جس کے ہاتھوں میں زمین وآسمان کی کنجیاں ہیں۔ اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں۔ جو پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے۔ جو مار کر پھر جلائے گا اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے۔ ہاں اے میرے دلدار میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے۔ اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔ میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ میرے حقیقی مالک۔ میرے متوّلی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دُنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ تو میرے ارادوں کا واقف ہے۔ میری پوشیدہ باتوں کا راز دار ہے۔ میں تجھی سے اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء ص 77 کالم 2-1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس اقتباس سے ہی آپ کے جذبہ خدمت دین کی عکاسی ہوتی ہے کہ اخبارات کے ذریعہ آپ کس طرح کی خدمت دین کی تڑپ رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی نوجوان نسل کو صحافت کی اہمیت بتاتے رہے۔ اور اُن کو اس راہ پر قدم رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جب جماعت احمدیہ قادیان کے عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات وعقائد کو بدل کر اور بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کیا تو اس کے بالمقابل آپ نے نوجوانوں کو ایک رسالہ جاری کرنے کی طرف توجہ دلائی وہ رسالہ جب "فرقان" کے نام سے جاری ہوا تو آپ نے فرمایا۔

"میری تحریک پر بعض نوجوانوں نے لاہور کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کی طرف سے جو ہماری نسبت اور سلسلہ احمدیہ جس کا مرکز قادیان ہے کے عقائد کی نسبت بدظنیاں پھیلاتے ہیں اُن کا جواب دینے کے لئے ایک ماہواری رسالہ کا اجراء کیا ہے۔ میں اس رسالہ کی پہلی اشاعت کے لئے یہ سطور بطور تعارف لکھ کردے رہا ہوں اور صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی نیتوں کو نیک کر کے کام کرو۔ کبر، ریا اور نخوت سے آزاد ہو کر کام کرو۔ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے کام کرو۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم اس جنگ سے فاتح لوٹو گے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔

والسلام خاکسار مرزا محمود احمد

(22 فتح 1320 ہش 22 دسمبر 1941ء)

(فرقان جلد نمبر 1 صفحہ 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جہاں نوجوانوں کو صحافت میں داخل ہو کر دین۔ ملک وقوم کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلاتے تھے وہاں اُنہیں ہمیشہ ہی اس سلسلہ میں اُن کے فرائض کی طرف بھی توجہ دلایا کرتے ایک مرتبہ آپ نے "اسلامی اخبارات کے لئے دستور العمل" کے عنوان سے ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں آپ نے صحافت سے جڑے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"پس برادران وعزیزان و بزرگان! اخبار میں وہ مضمون دو جس میں نفسانی خواہشات، سوءِ ظن، تفرقہ و اُمراء پر اعتراض اور اس میں نا عاقبت اندیشی، خود غرضی، طمع دین الٰہی سے بیخبری، نفاق جو بدعہدیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور حکام کی نا اہلی، ترک افشاءِ سلام (خصوصًا ہندوستان میں تو یہ دُعا معیوب یقین کی گئی) ترک جمعہ و جماعات، امراء میں عادات بدی نے کہاں نوبت پہنچائی ہے کا علاج ہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔"

یہ وہ اصول ہیں جنہیں ایک صحافی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اگر ہر صحافی ان اصولوں پر قائم رہتے ہوئے حقیقی اور سچی بات کہے اور حقائق کو سامنے لائے تو دُنیا کا فساد امن میں تبدیل ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان سے چار اخبارات ورسائل جاری ہوگئے تھے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہ کر ایک اور اخبار کا اضافہ ہوا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں تو گویا صحافت کی دُنیا میں بہار آ گئی اور کئی اخبار اور رسائل قادیان اور قادیان سے باہر کئی شہروں سے جاری ہوئے۔ ان کا ذکر اختصار سے کرتا ہوں۔

الحکم::

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے یہ اخبار جاری کیا۔

البدر::

اگر ایک بازو الحکم تھا تو دوسرا بازو خدا نے البدر کے نام سے پیدا کر دیا۔ مولوی محمد افضل صاحب مرحوم نے جو کہ نہایت ہی صالح بزرگ انسان تھے اور افریقہ سے آئے تھے، اس اخبار کو ۱۹۰۲ء میں جاری کر کے الحکم کا ہاتھ بٹایا۔

ریویو آف ریلیجنز:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تمام مذاہب میں مذہبی جوش پیدا ہو چکا تھا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام مذاہب پر نظر کرنے کی غرض سے یہ رسالہ 1902ء میں جاری ہوا۔

بدر:

1905ء میں البدر کے ایڈیٹر صاحب کی وفات ہوگئی اس کے بعد یہ اخبار البدر کی جگہ بدر کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ سلسلہ جدید مکرم میاں معراج اور خطبات کا خُلاصہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کُتب کے انگریزی تراجم بھی اس میں شائع ہوا کرتے تھے۔

مصباح:

یہ رسالہ خواتین کے لئے جاری ہوا تھا۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی یہ رسالہ پہلے پندرہ روزہ تھا۔ بعد میں ماہوار رسالہ کی صورت میں جاری رہا۔ اس وقت بھی یہ رسالہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ ربوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اور اپنا فریضہ بخوبی سرانجام دے رہا ہے۔

احمدیہ گزٹ:

صدر انجمن احمدیہ اور نظارتوں کی سہولت کے لئے یہ رسالہ ۱۹۲۶ء میں جاری کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ مہینے میں دو بار چھپا کرتا۔ بعد میں اس کی ضرورت کو محسوس نہ کرتے ہوئے اس کو چند سالوں بعد بند کر دیا گیا۔ اور اس ضرورت کو الفضل پورا کرتا رہا۔

جامعہ احمدیہ:

جامعہ احمدیہ کے نام سے جامعہ کے طلباء نے ایک رسالہ جاری کیا جس میں بہت ہی تحقیق اور علمی مضامین شائع ہوتے تھے۔

تعلیم الاسلام:

تعلیم الاسلام ہائی اسکول سے بھی ایک رسالہ اس نام سے جاری ہوا جس کے چلانے کی ذمہ داری تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے طلباء کے سپرد تھی۔

احمدی خاتون:

یہ رسالہ مستورات کے لئے جاری ہوا تھا جو کہ ماہانہ تھا اس کا اجراء الحکم کے دفتر سے ہی ہوا کرتا تھا۔

تفسیر القرآن:

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کی تفسیر تفسیر القرآن کے نام سے شائع ہوتی تھی۔ اس کا کام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ساتھ چلا کرتا تھا۔

المبشر:

نوجوانوں میں علمی اور ادبی شعور پیدا کرنے کی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا۔ اس میں تاریخی

کرتا رہا۔ اور بہت ہی مفید مضامین اس میں شائع ہوتے رہے۔

الفضل:

اس اخبار کے اجراء کے سلسلہ میں خاکسار پہلے لکھ آیا ہے۔ یہ اخبار شروع میں ہفت روزہ تھا بعد میں ہفتہ میں دو یا تین بار کبھی چار بار بھی شائع ہوتا پھر وہ وقت بھی آیا کہ روزانہ شائع ہونا شروع ہوا پہلے دستی پریس پر شائع ہوتا تھا بعد میں نئی ایجادات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ آفسیٹ پریس پر چھپنے لگا۔ اس وقت بھی خُدا کے فضل سے یہ اخبار ربوہ سے روزانہ شائع ہوتا ہے جبکہ الفضل ہفتہ وار کی صورت میں جو کہ الفضل انٹرنیشنل کے نام سے جانا جاتا ہے لندن سے جاری ہے۔ جس میں حضور انور کے تازہ بتازہ خطبات شائع ہوتے ہیں

فاروق:

محترم میر قاسم علی صاحب جب قادیان ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو آپ نے قادیان سے فاروق کے نام سے ایک اخبار ۱۹۱۶ء میں جاری فرمایا۔ یہ اخبار منہ پھٹ دُشمنان سلسلہ احمدیہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیتا رہا۔

صادق:

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ۱۹۱۶ء میں اس اخبار کو جاری فرمایا۔ الحق جو کہ دہلی سے شائع ہوتا تھا جو عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دیا کرتا تھا اور جبکہ بدر بھی کچھ عرصہ کے لئے بند ہو چکا تھا اس وجہ سے محترم مفتی صاحبؓ نے اس اخبار کو جاری کیا اور یہ اخبار ہر دو اخباروں کا قائم مقام بن کر عیسائی دُنیا میں تہلکہ مچاتا رہا۔

سن رائز:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہی ۱۹۲۸ء میں یہ اخبار انگریزی زبان میں شائع ہونا شروع ہوا اس کے ایڈیٹر حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اےؓ تھے اس میں نہایت ہی مفید اور اعلیٰ قسم کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس کی اشاعت بہت بڑی تھی اس میں اسلامی کلچر پر مضامین چھپا کرتے۔ یہ اخبار لاہور سے چھپا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقاریر الدین احمد صاحب آف لاہور کی سعی سے شروع ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مفتی محمد صادقؓ کو جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے اس اخبار کا مدیر مقرر فرمایا۔

تشحیذ الاذہان:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نوجوان نسل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ رسالہ ۱۹۰۶ء میں جاری فرمایا۔ اس رسالہ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشحیذ الاذہان تجویز فرمایا تھا۔ اگر چہ یہ رسالہ نوجوانوں کا سمجھا جاتا تھا لیکن یہ اندرون خانہ کے کلمات طیبات اور بعض دیگر خصوصی معارف کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا اس میں بڑے ہی معرکۃ الآراء مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس میں اسلام اور احمدیت کے متعلق بہت سے اہم مسائل شائع ہوتے رہے۔ یہ

رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دین تھا۔ کچھ عرصہ کے لئے اس رسالہ کو ریویو آف ریلیجنز میں مدغم کر دیا گیا۔ بعدہٗ یہ رسالہ آپ ہی کے عہد خلافت میں ربوہ سے پھر جاری ہوا۔

نور:

مکرم سردار محمد یوسف صاحب کی کوشش سے یہ رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں جاری ہوا جو کہ اپنی مخصوص طرز تحریر سے بہت مقبول ہوا۔ اس اخبار نے سکھوں کی اپنی ہی مسلمہ کُتب سے اسلام کی حقانیت دکھانے اسی طرح آریوں کے اعتراضات کا جواب دینے میں بخوبی اور خوش اسلوبی کا کام سرانجام دیا۔ یہ رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں بھی بخوبی خدمت سرانجام دیتا رہا۔

الحق دہلی:

مکرم میر قاسم علی صاحب دہلی سے یہ اخبار نکالا کرتے تھے۔ اُن دنوں عیسائیوں اور دیانند مت کھنڈن سبھا والوں کے ساتھ مناظرات کا سلسلہ جاری تھا۔ یہ اخبار اس روداد کو بڑی خوش اسلوبی سے پیش کیا کرتا تھا جو کہ اس کی نہایت درجہ مقبولیت کا باعث تھی۔ پھر جس زمانہ میں احمدیہ بلڈنگ سے اخبار پیغام شائع ہونا شروع ہوا تو یہ اخبار الفضل اخبار کی خوب معاونت واقعات بھی درج کئے جاتے تا کہ نوجوان نسل صحیح تاریخ سے واقف ہو سکے۔ اور ایک عرصہ تک اس رسالہ کا اہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کرتے رہے۔

تعلیم الدین:

یہ رسالہ حضرت حکیم عبدالطیف صاحب گجراتی منشی فاضل نے جاری کیا تھا۔ اس رسالہ میں کئی مفید امور درج ہوا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس رسالہ نے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کا کام بڑے احسن رنگ میں سرانجام دیا۔

رفیق حیات:

یہ رسالہ کئی لحاظ سے بڑا ہی معلوماتی تھا۔ اسمیں بڑے ہی مفید مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ چلنے کے بعد یہ بند ہو گیا۔

البشریٰ انگریزی

مکرم چوہدری غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹی تعلیم الاسلام اسکول میں استاد تھے آپ نے قادیان میں ایک انگریزی پریس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک دستی پریس لگائی۔ اور ساتھ ہی البشریٰ نام کا ایک اخبار بھی جاری کیا۔

یہ وہ رسائل تھے جو کہ قادیان سے شائع ہوا کرتے تھے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سے رسائل تھے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں باہر کے ممالک میں جاری ہوئے۔ ان میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں۔

مسلم سن رائز:

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے امریکہ سے مسلم سن رائز کے نام سے رسالہ جاری کیا۔ یہ رسالہ انگریزی زبان میں شائع ہوتا تھا۔ بعد میں صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم اے اس رسالہ کو چلاتے رہے۔

مسلم ٹائمز

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد لندن نے یہ رسالہ جاری کیا اور ایک عرصہ تک اس کے مدیر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس میں بہت ہی عمدہ مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔

مسلم ہیرالڈ:

یہ رسالہ بھی لندن سے جاری ہوا اور ایک لمبا عرصہ یہاں سے جاری رہنے کے بعد جب رسالہ ریویو آف ریلیجنز وہاں سے شائع ہونا شروع ہوا تو پھر اس رسالہ کو اس میں مدغم کر دیا گیا۔

الاسلام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد و صاحبزادگان اس رسالہ کو نکالا کرتے تھے۔ اور یہ رسالہ بھی ایک عرصہ تک پیغام و ہدایت پہنچانے کا کام سرانجام دیتا رہا۔

البشارۃ الاسلامیہ:

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے عربی زبان میں فلسطین سے یہ رسالہ جاری کیا جو کہ کبابیر سے شائع ہوا کرتا تھا۔

البشریٰ:

اس نام سے بھی سہ ماہی رسالہ نکلا کرتا تھا۔ جس کو مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ماہانہ کر دیا۔ اس کے نام کی حکمت میں تورات کی پیشگوئی کو بیان کیا گیا۔ اُسی مناسبت سے یہ نام رکھا گیا تھا۔ یہ رسالہ آج بھی جاری ہے اور تعلیم و تربیت کے علاوہ تبلیغ کا کام بھی سرانجام دے رہا ہے۔

الاسلام:

حضرت مولوی رحمت علی صاحب نے سماٹرا سے الاسلام کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ جو کہ سماٹرا میں تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دیتا رہا۔

مسیح:

سیلون سے مسیح کے نام سے ایک رسالہ جاری ہوا تھا جو کہ تامل زبان میں نکلا کرتا تھا بعد میں اس کی جگہ ایک رسالہ دوتن کے نام سے بھی نکلتا رہا۔

دی احمدی:

اس نام سے ایک رسالہ ڈھاکہ بنگال سے جاری ہوا اور آج بھی یہ رسالہ جاری ہے۔ جس کے ذریعہ بنگال کے لوگوں میں احمدیت کی تبلیغ جاری ہے۔ الحمد للہ۔

البشریٰ:

یہ رسالہ بنگلہ زبان میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوا جو کہ آج بھی جاری ہے یہ رسالہ ماہانہ ہے۔ اور بنگال کے احمدیوں کی ضرورتوں کو تعلیمی لحاظ سے اور غیر احمدیوں میں تبلیغی لحاظ سے کام سرانجام دے رہا ہے۔

باقی صفحہ (19) پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کے ابتدائی اخبار الحکم و البدر کے ایڈیٹر و اوّلین صحافی

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ و حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا ذکر خیر

از مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان

تیرہویں صدی کا آخر مذہبی لحاظ سے کشتی کے ایک دنگل کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ مختلف مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے اس نازک دور میں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلبۂ اسلام کا جھنڈا دیکر مبعوث فرمایا۔ چونکہ یہ زمانہ قلمی جہاد کا تقاضا کر رہا تھا، جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

''اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو...... یہ مقابلہ مذہب کا شروع ہو گیا ہے اور اس مذہبی کشتی کا سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا بلکہ قلم نے اس میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اس وقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں ... جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے'' (ملفوظات جلد 3)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ''سلطان القلم'' کے عظیم الشان خطاب سے نوازا۔ اور آپ کے قلم میں ایسی طاقت بخشی کہ آپ نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اسّی سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ اشتہارات اور مکتوبات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اور ان کے ذریعہ دلائل نیرّہ و براہین ساطعہ کی رو سے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھایا۔

چنانچہ ہندوستان کے مشہور و معروف نقاد مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے وصال پر آپ کے قلمی جہاد کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا۔

''غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔''

(اخبار وکیل جون 1908)

پھر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضور علیہ السلام کو ایسے دست و باز و عطا فرمائے جو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس بابرکت جہاد میں ہمہ وقت کمر بستہ رہے۔ چنانچہ اس وقت آپ کے دو مخلص صحابہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ، اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا مختصر ذکرِ خیر کیا جاتا ہے جن کو دیگر خدمات دینیہ کی بجاآوری کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی اخبارات الحکم اور البدر کے مدیر کے طور پر صحافت کے میدان میں بھی اعلیٰ اور نمایاں خدمات کی سعادت ملی۔

اس تعلق میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ 1893 میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی طرف سے ایک اخبار کے اجراء اور سلسلہ کی دیگر ضرورتوں کا ذکر کرتے ہوئے مخلصین جماعت کو پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ دینی خدمات بجالانے کے بارہ میں ایک اشتہار (منسلکہ کتاب آئینہ کمالات اسلام) میں مندرجہ ذیل دلنشین اور مؤثر الفاظ میں توجہ دلائی تھی۔

''اے مردمانِ دین کوشش کرو کہ یہ کوشش کا وقت ہے۔ اپنے دلوں کو دین کی ہمدردی کے لئے جوش میں لاؤ کہ یہی جوش دکھانے کے دن ہیں اب تم خدا تعالیٰ کو کسی اور عمل سے ایسا راضی نہیں کر سکتے جیسا کہ دین کی ہمدردی سے۔ سو جاگو اور اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ اور دین کی ہمدردی کے لئے وہ قدم اٹھاؤ کہ فرشتے بھی آسمان پر جزاکم اللہ کہیں۔''

اس مؤثر تحریک سے پُر جوش ہو کر ایک نوجوان نے دل میں عزم کر لیا کہ جہاں تک اخبار کے اجراء کا تعلق ہے مسیح پاک کی اس خواہش کو پورا کرنے کا شرف وہ حاصل کرے گا ـــــــ یہ باہمت نوجوان موضع جاڈلہ ضلع جالندھر صوبہ پنجاب کے باشندہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدیؓ تھے جن کو بالکل جوانی کی عمر میں لدھیانہ کے مقام پر بیعت اولیٰ کے دنوں میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے اور آپ کے قدیمی مخلص صحابہ کے زمرہ میں شامل ہونے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین صحافی اور اولین مؤرخ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ نے الحکم کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا جو 8 اکتوبر 1897ء کو شائع ہوا پہلے یہ اخبار ریاض ہند پریس امرتسر میں چھپتا رہا پھر 1898 کے آغاز میں قادیان میں منتقل ہو گیا اور چند برسوں کے وقفہ کے ساتھ جولائی 1943 تک جاری رہا۔ الحکم کے دور ثانی میں ادارت کا کام ان کے فرزند جناب شیخ محمود صاحب عرفانی نے نہایت عمدہ رنگ میں سنبھالا ابتداء میں جب یہ اخبار شروع ہوا جماعت کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ اخبار کا خرچ برداشت کر سکتی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جب آپ نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے ذاتی ذمہ داری پر جاری کرنے کی اجازت اور دعا دی اگرچہ مالی ذمہ داری کے لحاظ سے یہ آپ کی انفرادی ہمت کا نتیجہ تھا تاہم یہ جماعت کا اخبار تھا اور جماعت کی عمومی نگرانی کے ماتحت تھا۔ کچھ عرصہ آپ امرتسر سے اس اخبار کو نکالتے رہے۔ پھر جب آپ کو مدرسہ میں خدمات کے لئے قادیان بلا لیا گیا تو اخبار اور پریس بھی قادیان لے آئے۔ اور اس طرح اخبار الحکم قادیان سے شائع ہونے لگا اور جب تک اخبار البدر کا اجراء نہ ہوا، کم و بیش چار سال تک سلسلہ کا یہی واحد اخبار تھا۔

حضرت مولانا حضرت عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کے متعلق 1934ء میں لکھا تھا کہ:-

''حضرت عرفانی الاسدی اُن مبارک وجودوں میں سے ہیں کہ جن کے ذریعے اس زمانے میں جبکہ آسمان زمین کے قریب تھا۔ خدائے آسمان نے نئی آسمانی بادشاہت میں کام لیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیرِ صبح یا دربارِ شام میں وابستگانِ دامن کو اپنے کلام فیض ترجمان سے مستفیض فرماتے تھے، اس وقت حضرت عرفانی الاسدی کا قلم ہر لفظ کو صفحۂ قرطاس پر تیزی سے ضبط تحریر میں لا کر ان بیش بہا خزائن کو تمام زمانوں کے لئے محفوظ کر لیتا تھا اور پھر وہ خزائن الحکم کی زینت بن کر ایک عالم کی روحانی تشنگی دور کرنے کا موجب بنتے تھے اور ہمیشہ بنتے رہیں گے''

(الحکم 14 جنوری 1934)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی وفات پر جو نوٹ رقم فرمایا اس میں تحریر فرمایا کہ:-

''شیخ صاحب مرحوم سب سے پہلے احمدی تھے جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی غرض سے الحکم جاری کیا ... شیخ عرفانی صاحب مرحوم کی دوسری بڑی خصوصیت یہ تھی کہ سب سے پہلے انہی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ مرتب کرنے کا خیال پیدا ہوا ۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط کو جمع کر کے مکتوبات احمدیہ کے نام سے شائع کرنے کی سعادت بھی شیخ صاحب مرحوم کو ہی حاصل ہوئی۔

حق گوئی میں حضرت شیخ صاحب بہت دلیر اور صاف گو بلکہ برہنہ تلوار تھے۔ چنانچہ جب شروع میں غیر مبائعین کا فتنہ اٹھا تو شیخ صاحب اس کے مقابلہ میں غیر معمولی جوش کے ساتھ پیش پیش تھے بلکہ بعض اوقات انہیں روکنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ غالباً یہ غیر مبائعین کے فتنہ کا ہی اثر تھا کہ عرفانی صاحب مرحوم اپنے ذوق کے مطابق اپنی اولاد کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ جب بھی جماعت میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت کا ساتھ دینا۔ کیونکہ ان کے متعلق خدا کا وعدہ ہے کہ انی معك ومع اهلك یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں'' (الفضل ربوہ 11 دسمبر 1957)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی خدمات سلسلہ قریباً اکسٹھ سال پر ممتد ہیں۔ ایک بلند پایہ صحافی اور نامور مؤرخ ہونے کی حیثیت سے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح کا ایک انمول ذخیرہ نہایت محنت اور کاوش سے جمع کیا۔ پھر طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اکثر واقعات محض سماعی یا مطالعاتی نوعیت کے نہیں بلکہ چشم دید گواہ کی حیثیت سے ایسی مؤثر اور دلکش منظر کشی کے ساتھ جمع کر دئے ہیں کہ مستقبل بعید کا قاری بھی اس واقعہ سے پورے طور پر آگاہ اور محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً آپ کی تالیف ''حیات احمد'' میں مقدمہ مارٹن کلارک کے دوران بٹالہ کی عدالت ڈپٹی کمشنر کی پیشی میں حضور علیہ السلام کے اعزاز اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی تذلیل اور امرتسر میں پادری عبداللہ آتھم سے مباحثہ (جنگ مقدس) کی ایمان افروز روئداد پڑھ کر ایک قاری ان واقعات کے زمانہ میں پہنچ جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اغیار سے تعلقات اور حکومت کو ضروری امور کی طرف توجہ دلانے کا بھی ایک خاص ملکہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جوہر شناس امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس مخلص صحابی کی اس صلاحیت کے پیش نظر بعض اوقات اپنے مخالف چچازاد بھائیوں کے پاس انہی کو بھجوایا کرتے اور مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں جو وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوایا اس کی قیادت بھی آپ نے کی۔

آپؓ کے ایک قریبی ساتھی حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ نے آپ کی وفات پر اخبار بدر 19 دسمبر 1957 میں جو نوٹ لکھا تھا اس میں فرماتے ہیں:-

''حضرت تُراب (ابتدا میں آپ تُراب تخلص کیا کرتے تھے) کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ ہر فن مولا تھے۔ سلسلہ کے انتظامی امور میں بھی انہی کا دخل تھا۔ قادیان کے سکان ہندو سکھ حضور کے رشتہ داروں سے اور حکام سے ان کے تعلقات تھے اور ہر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ :-

''یہ اخبار الحکمؔ و بدرؔ ہمارے دو بازو ہیں۔ الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے اور گواہ بنتے ہیں۔'' ....(''ذکر حبیب'' مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 193)

مرحلہ پر وہ سلسلہ کے مفاد میں کام کرتے تھے۔سفروں میں ،مقدموں میں ،حضور کی رفاقت کی سعادت حاصل رہی ۔ ......حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے ساتھ سفر یورپ میں گئے ۔واپسی پر میں نے کہا آپ نے کچھ سفر کے متعلق لکھا نہیں ہے ۔جواب میں کہا میں تو خدمت کے لئے گیا تھا اسی کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا ۔آزادانہ نہ کہیں گیا نہ کوئی ملاقات کی ۔اب میں پھر جاؤں گا اور لنڈن ،روم اور عربی مشرقی ملکوں کو دیکھ کر آؤں گا ۔ یہ بات انہوں نے جب مجھے کہی وہ اپنے برآمدے میں ایک تہبند باندھے ٹہل رہے تھے اور بدن پسینے سے شرابور غبار آلود تھا ۔دراصل برآمدے سے متصل ایک کوٹھڑی میں کتابیں الٹ پلٹ اور ان کو جھاڑتے پونچھتے باہر نکلے تھے ۔گرمی کا موسم تھا ۔میں نے کہا اخراجات سفر کا اہتمام کئے بغیر یہ عزم؟ کہا اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے ۔وہ ضرور ضرور کوئی صورت پیدا کردے گا ۔چنانچہ آپ پھر تنہا تشریف لے گئے اور آکر سفر نامہ شائع کیا جس سے ان کی وقت نظر اور وسعتِ معلومات کا ثبوت ملتا ہے۔“

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کو صحافت کے علاوہ تفسیر قرآن اور تالیف وتصنیف کے کام کے ساتھ بھی بے حد شغف تھا جو تادمِ آخر جاری رہا ۔ایک لمبا عرصہ آپ سکندر آباد دکن میں رہائش پذیر رہے ۔ تا آنکہ 5 دسمبر 1957ء کو وہیں آپ کی وفات ہوئی ۔ وہاں بھی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود آپ دینی و تبلیغی کتب تصنیف کرنے میں مصروف رہے ۔آپ نے درجنوں کتب تصنیف وتالیف فرمائیں جن میں سے مکتوبات احمدیہ ،حیات النبیؐ ۔حیات احمدؑ ۔سیرت حضرت مسیح موعودؑ ۔ آئینہ حق نما ۔ خلافت محمود و مصلح موعود ۔احکام القرآن ۔تاریخ القرآن ۔حکمۃ القرآن فی آیات القرآن ۔البیان فی اسلوب القرآن ۔اعجاز القرآن ماثبت بالقرآن ۔ رحمۃ للعالمین فی کتاب مبین ۔کتاب الصیام ۔کتاب الحج ۔کتاب الزکوٰۃ ۔ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اخبار الحکم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔حضور علیہ السلام کے تازہ بتازہ الہامات ،رویا وکشوف کی اشاعت کے علاوہ حضرت اقدس علیہ السلام کی مجالس عرفان کی جو مساجد میں یا سیر کے وقت بیان ہوتی رہیں نہایت عمدگی سے اور باقاعدگی سے نوٹ کر کے اخبار کی زینت بنایا جاتا رہا ۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں کے حالات ،عیسائیوں اور آریوں سے ہونے والے مناظروں کی روئیداد اور ان کو مذہبی چیلنج اس اخبار کے ذریعے دیئے جاتے رہے ۔قادیان کی ڈائری ،قادیان سے باہر جماعتوں کی رپورٹیں ،اور علمی مضامین اس اخبار کی زینت بنتے رہے ۔

البدر::

البدر اخبار قادیان سے 1902ء میں شائع ہوا ۔ اس کے لئے بابو محمد افضل صاحبؓ اور ڈاکٹر فیض علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی جو حضور علیہ السلام نے منظور فرمائی ۔شروع میں اس کا نام ”القادیان“ رکھا گیا لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر اس کا نام ”البدر“ رکھا گیا ۔

محبِ صادق صالح ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

21 مارچ 1905 کو حضرت منشی محمد افضل خان صاحب جو اخبار البدر کے مالک اور ایڈیٹر تھے ،قادیان میں فوت ہوگئے تو اس وقت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی خدمات تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری سے اخبار البدر کی ادارت کی طرف منتقل کی گئیں اور اخبار البدر کا نام تبدیل کرکے تفاؤلاً بدر رکھا گیا مکرم بابو محمد افضل صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

”اس مرحوم بھائی کے لائف کا گہرا مطالعہ کرکے مجھے ایک بات عجیب نظر آئی ہے اور وہی اس قابل ہے کہ طالبان حق و رشاد کے لئے اسوہ اور نمونہ بنے ۔ گزشتہ زندگی میں جہاں تک مجھے معلوم ہے ہمارا یہ ماسوف و مرحوم بھائی کبھی نہ تو اس قابل ہوا کہ نمونہ ٹھہرتا اور نہ اس کے حالات اور تقلبات دیکھنے اور برتنے والوں کی نگاہ میں شہرت عام اور بقائے دام کے استحقاق کا کوئی نشان رکھتے تھے ۔اس لحاظ سے ان کی زندگی بہت ہی محدود ہے مگر ایک عارف کی بازدید کے لحاظ سے ابدی اور نہایت بابرکت ہے ۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا کے دل کش نظارہ گاہوں کے فرحت بخش ہواؤں میں پیٹ بھر کر سیر کرنے کے بعد ہمارے مغفور بھائی کو معلوم ہوا کہ یہ سب فانی اور خیالی تمیز ہے ۔اور ان ناپائیدار لذتوں پر سرنگوں ہونے کا انجام اچھا نہیں ۔اس روحانی تبدیلی نے انہیں قادیان کی طرف متوجہ کیا جو ابدی اور باقی لذتوں اور واقعی روح افزاء نظاروں کی سارے جہان میں ایک جگہ ہے اس کشش اور میلان کی انہوں نے بلا مدافعت پیروی کی ۔ قادیان میں آئے ۔ چند روز رہے ۔پورے بے سامان اور عیال کثیر اور بظاہر معاش کا کوئی امید دلانے والا منظر نہیں باایں ہمہ صدق دل سے عزم کرلیا کہ جو ہو سو ہو یہاں سے نہیں جاؤں گا.....

البدر نکلا ۔مختلف اوقات میں نہیں شروع سے آخری دم تک اس کی راہ میں انہیں مصیبتیں اور روکاوٹیں پیش آئیں ۔شاید کم ہی لوگ واقف ہوں گے مرحوم اور اس کے عیال نے بسا اوقات دن کو آدھا پیٹ کھانا کھایا اور رات کو بھوکے سو گئے اور اکثر خشک نون ،مرچ کے ساتھ کچی پکی مسی روٹیاں کھا کر گذارہ کیا ۔کچی پکی میں نے اس لئے کہا کہ ایندھن خریدنے کی حالت بھی نہ ہوتی ۔ نہ صرف بچے پھٹے پرانے کپڑوں میں ادھر ادھر پھرتے نظر آتے بلکہ خوبصورت نوجوان باپ بھی اسی رحم انگیز ہیئت میں باہر نکلتا اور کاروبار کرتا ہے ۔ایک لائق اور بہتوں سے افضل منشی انگریزی میں عمدہ دستگاہ رکھنے والا ۔باہر نکل کر خوب کمانے اور عمدہ گزران والا ۔کون سی بات تھی جس نے اسے ایسی زاہدانہ زندگی کے اختیار کرنے پر مجبور کیا ۔اس کا جواب صاف ہے ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت اور آپ کی معیت کی لذت ۔

غرض مرحوم کے اخلاق میں یہ استقامت اور استقلال کا خُلق مجھے قابل قدر اُسوہ نظر آیا ہے ۔یہی وہ نور ہے جس سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان بھائی کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی استقامت کے نمونہ سے بہتوں کو مستفید کرے ۔ آمین ۔(عبدالکریم 3 اپریل 1905)(البدر 6 اپریل 1905)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے نہایت خوشی کے ساتھ احباب جماعت کو جس رنگ میں اطلاع دی ،اس کا لفظ لفظ حضرت مفتی صاحب کے عز و شرف کو ظاہر کرتا ہے ۔ چنانچہ اطلاع کے عنوان سے حضور علیہ السلام نے رقم فرمایا :-

”میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آگیا ہے ۔ یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن ،جوان صالح اور ہر یک طور سے لائق ،جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل مرحوم ہوگئے ہیں ۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا ۔خدا تعالیٰ یہ کام ان کے لئے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے ۔ آمین ثم آمین ۔

خاکسار مرزا غلام احمد

(23 محرم الحرام 1323ھ علی صاحبھا التحیۃ والسلام 30 مارچ 1905ء)

محترم بابو افضل صاحب کی وفات کے بعد اخبار البدر میں جو تعطل آیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

”میرا دل گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ قادیان سے کوئی مفید سلسلہ جاری ہو اور وہ رک جاوے ۔البدر کا چند روزہ وقفہ رنج تھا ۔سر دست اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تدبیر نکالی ہے کہ میاں معراج الدین عمر جن کو دینی امور میں اللہ تعالیٰ نے خاص جوش بخشا ہے اس طرف متوجہ ہوئے اور نصرت اللہ یوں جلوہ گر ہوئی کہ اس کی ایڈیٹری کے لئے میرے نہایت عزیز مفتی محمد صادق ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول قادیان کو منتخب کیا گیا اور اس تجویز کو حضرت امامؑ نے بھی پسند فرمایا میں یقین کرتا ہوں کہ ہمارے احباب اس نعم البدل پر بہت خوش ہوں گے ۔“ (نور الدین)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھیرہ کے رہنے والے تھے ۔13 جنوری 1872 کو پیدا ہوئے بچپن ہی سے بے حد نیک فطرت تھے اپنے دل کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”میری عمر دس بارہ سال کی ہوگی جبکہ ایک دن میں نے اپنے ساتھی لڑکوں کو کہا کہ ہم عجیب زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں کہ نہ کوئی اس زمانہ میں نبی ہے نہ کوئی بادشاہ ہے سب کچھ قصوں میں پڑھتے ہیں ۔دیکھنے میں کچھ نہیں آتا ۔میرا خیال ہے چونکہ میں نے اور میرے زمانۂ پیدائش کے بچوں نے آئندہ اپنی زندگی میں ایک نبی اور بادشاہ کو پانا تھا اس واسطے اس کی تڑپ پہلے سے ہماری فطرت میں موجود تھی“(ذکر حبیب صفحہ 1)

دسمبر 1890 میں آپ کو امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔اور جب تک جموں میں بطور مدرس ملازم رہے ہر سال موسم گرما میں اور بعض دفعہ سال میں دو دفعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے اور جب 1895 میں اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک ہوگئے تو قادیان آنے جانے کا زیادہ موقع ملنے لگا ۔لطف کی بات یہ ہے کہ جموں سے لاہور تبادلہ کے بارہ میں جب حضرت مفتی صاحب نے حضور علیہ السلام سے رہنمائی کی درخواست کی تو حضور نے اس تبادلہ کو پسند فرماتے ہوئے پسندیدگی کی وجہ صرف یہ بیان فرمائی کہ :-

”جموں کی نسبت لاہور قادیان سے زیادہ قریب ہے“

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں :-

جب کبھی میں قادیان آتا خواہ ایک دن کے لئے خواہ تین چار دن کے لئے کوئی نہ کوئی موقع کسی دینی خدمت کا حاصل ہوتا ۔اور عبادات اور دعاؤں میں خاص لطف پیدا ہوتا ۔جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ میری طبیعت دنیا داری کے کاموں اور سرکاری ملازمت کے مشاغل سے اکھڑ گئی اور مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں ملازمت کو ترک کر کے قادیان میں آرہوں اور کسی دینی خدمت کو سرانجام دیا کروں ......میں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں یہ درخواست تحریری بھیجی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی موجودہ ملازمت کو ترک کر کے اور ہجرت کر کے قادیان آجاؤں ۔اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے لکھا کہ مومن کے واسطے قیام فیما اقام اللہ ضروری ہے ۔یعنی جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو کھڑا کیا ہے اور اس کے لئے روزی کا سبب بنایا ہے وہیں صبر کے ساتھ کھڑا رہے یہاں تک کہ کوئی سبب آپ کے لئے ایسا بنے کہ آپ کو کسی کام کے واسطے قادیان بلا لیا جائے ۔لیکن چونکہ آپ نے ہجرت کا ارادہ کرلیا ہے اس واسطے آپ کو اس کا ثواب بہر حال ملتا رہیگا (ذکر حبیب صفحہ 27-26)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں آپ لاہور میں اپنی ملازمت پر قائم تو رہے لیکن جونہی کوئی موقع نکلتا قادیان کی طرف چل پڑتے اور جتنے دن قادیان میں رہتے حضور اقدس علیہ السلام کی مجالس عرفان سے نہ صرف خود بھرپور استفادہ

کرتے بلکہ واپس جا کر اپنے حلقۂ احباب میں بلکہ دور، دور تک دوست احباب کو لکھ لکھ کر یہ ایمان افروز واقعات پہنچاتے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ قادیان آنے جانے میں کوتاہی کرنے والوں کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تنبیہ کا ذکر کرتے ہوئے قادیان آمد و رفت اور حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکات کے ضمن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مثالی نمونہ پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

''میں بارہا سوچتا ہوں کہ کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جوان کو یقین دلاسکوں کہ یہاں (یعنی قادیان) رہنے میں کیا فائدے ہوتے ہیں۔ علم صحیح اور عقائد صحیح بجز یہاں رہنے کے میسر آہی نہیں سکتے ایک مفتی صادق صاحب کو دیکھتا ہوں کہ کوئی چھٹی مل جائے یہاں موجود۔ مفتی صاحب تو عقاب کی طرح اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب زمانہ کے زور آور ہاتھوں سے کوئی فرصت غصب کریں اور محبوب اور مولیٰ کی زیارت کا شرف حاصل کریں ...... حضرتؑ نے بھی فرمایا لاہور سے ہمارے حصہ میں تو مفتی صادق صاحب ہی آئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ کیا مفتی صاحب کو کوئی بڑی آمدنی ہے اور کیا مفتی صاحب کی جیب میں کسی متعلق کی درخواست کا ہاتھ نہیں پڑتا اور مفتی صاحب تو ہنوز نو عمر ہیں اور اس عمر میں کیا کیا امنگیں نہیں ہوا کرتیں۔ پھر مفتی صاحب کی یہ سیرت اگر عشق کامل کی دلیل نہیں تو اور کیا وجہ ہے کہ وہ ساری زنجیروں کو توڑ کر دیوانہ وار بٹالہ میں اتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن، نہ سردی نہ گرمی، نہ بارش نہ اندھیری، آدھی آدھی رات کو یہاں پیادہ پا پہنچتے ہیں۔ جماعت کو اس نوجوان عاشق کی سیرت سے سبق لینا چاہیے۔''

(الحکم جلد 4 نمبر 2-24 جنوری 1900 بحوالہ ذکر حبیب صفحہ 334)

کس قدر معمولی وظیفہ پر حضرت مفتی صاحب اخبار کی ادارت سرانجام دیتے تھے اور جب صیغہ بدر کی مالی حالت کسی قدر بہتر ہوئی تو اضافہ الاؤنس کی درخواست پر حضور علیہ السلام نے کس رنگ میں آپ کی تربیت فرمائی یہ بھی قابل ذکر امر ہے۔ حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

20 مارچ 1906 اخبار بدر جب قادیان میں چھپتا تھا تو اس کے مالک میاں معراج الدین صاحب عمر جو لاہور میں رہتے ہیں اور ایڈیٹری پر عاجز مامور تھا اور مجھے پچاس روپے تنخواہ ملتی تھی رفتہ رفتہ بدر کا کام بڑھ گیا اس واسطے میں نے حضرت صاحب کو لکھا کہ اخبار پہلے آٹھ صفحہ کا تھا اب بارہ صفحہ کا ہے خریداروں میں بھی تین سو کا اضافہ ہو گیا ہے اور میری محنت بڑھ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ میاں صاحب کو لکھوں اور مجبور کروں کہ میری تنخواہ میں ترقی کریں۔

اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے مجھے تحریر فرمایا:-

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ہر ایک کام صبر اور آہستگی سے عمدہ ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس میں مدد دیتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ جس طرح ہو سکے دو ماہ اور صبر کریں۔ اور طرح طرح کے پیرایہ میں اپنی محنت اور کارگزاری اور اخبار کی ترقی کا اخبار ہی میں ان مہینوں میں حال لکھتے رہیں۔ اس طریق سے امید ہے کہ وہ خود ملزم ہو جائیں گے۔ اور آپ کے وسیع اخلاق اور صبر کا آپ کو اجر ملے گا۔ اور بعد انقضاء دو ماہ کے ان پر ظاہر کر دیں کہ اب تک میں نے ان تمام تکالیف کی برداشت کی ہے مگر اب یہ تکلیف فوق الطاقت ہے اور دو ماہ کچھ زیادہ نہیں یوں ہی گزر جائیں گے۔

والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(ذکر حبیب صفحہ 341)

دوسری طرف حضرت مفتی صاحبؓ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ جبکہ آپ لاہور میں نہایت معمولی تنخواہ پر کلرک کی ملازمت پر تھے اور جماعتی چندوں کا کوئی باقاعدہ نظام ابھی قائم نہیں ہوا تھا ماہوار تین روپے حضور علیہ السلام کی خدمت میں نذرانہ ارسال کیا کرتے تھے۔ 1898 میں آپ نے ایک رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ایک نظارہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا جو نذرانہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں کرتا ہوں وہ بہت حقیر اور معمولی ہے اس میں قابل قدر اضافہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس بناء پر آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اس رؤیا کی تفصیل لکھکر عرض کی کہ میں نے ایک تو یہ ارادہ کیا ہے کہ بجائے 3 روپے کے جو میں ماہوار ارسال خدمت کیا کرتا ہوں آئندہ دس روپیہ ماہوار ارسال کیا کروں میں یہ نہیں کہتا کہ صرف دس روپیہ ماہوار ہی ارسال کروں بلکہ اس سے بھی زیادہ جو حضور حکم فرماویں انشراح صدر کے ساتھ حاضرِ خدمت کرنے کو تیار ہوں اور تھوڑی رقم پر غریبی کے ساتھ اپنا گزارہ کرنے کو راضی ہوں۔''

(آپ کی جوتیوں کا غلام محمد صادق 18 مارچ 1898)

اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے نہایت شفقت سے یہ جواب ارسال فرمایا:-

محبی اخویم مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کا خط پڑھا۔ میں انشاء اللہ الکریم آپ کے لئے دعا کروں گا۔ تا یہ حالت بدل جائے اور انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ مگر میں ابھی آپ کو صلاح نہیں دیتا کہ اس تنخواہ پر آپ دس روپیہ بھیجا کریں کیونکہ تنخواہ قلیل ہے اور اہل وعیال کا حق ہے۔ بلکہ میں آپ کو تاکیدی طور پر اور حکماً لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ کوئی بافراغت اور کافی ترقی بخشے یہی تین روپیہ بھیج دیا کریں۔ ہاں بجائے زیادت کے درود شریف بہت پڑھا کریں کہ وہی ہدیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس ہدیہ کے در سال میں آپ نے سستی کی ہو۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ 18 مارچ 1898 ذکر حبیب صفحہ 50-349)

بیعت کے بعد 1890 سے قبل از ہجرت 1900 تک::

اور پھر 1901ء میں قادیان ہجرت کے بعد تا وفات 1957 قریباً ستر سال کا طویل عرصہ پوری سرگرمی اور جوش وخلوص کے ساتھ خدمتِ اسلام اور خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس عرصہ میں آپ کو بطور ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ایڈیٹر بدر۔ پرائیوٹ سیکرٹری ناظر امور خارجہ اور امریکہ اور انگلستان کے اولین کامیاب مبلغ کی حیثیت سے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ امریکہ میں قیام کے دوران اشاعتِ اسلام کی غرض سے ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا اور اس کا نام مسلم سن رائز یعنی طلوع شمس اسلام رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں بھی انگریزوں سے تبلیغی خط وکتابت کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ کئی انگریز آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ نیز ڈاکٹر ڈوئی سے خط وکتابت کرنے اور اس کی کتاب منگوا کر حضور علیہ السلام کو سنانے اور پادری پگٹ سے خط وکتابت کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ حضور علیہ السلام کے کئی سفروں میں ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور بھی آپ کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے اور ایسے رنگ میں شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے کہ ماں باپ کی محبت بھی اس کے آگے ہیچ تھی۔ ایک مرتبہ جب ہلکا ہلکا بخار آپ کو رہنے لگا تو روزانہ ایک گولی خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بھجواتے اور مسلسل حال دریافت کرتے رہتے۔ حضرت مفتی صاحب نے باصرار عرض کیا کہ حضور خود کیوں تکلیف فرماتے ہیں مجھے نسخہ بتادیں میں خود گولی تیار کرلوں گا۔ لیکن آپ خود ہی روز گولی تیار کر کے بھجواتے رہے۔

اسی طرح 1904ء میں آپ بیمار ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا:-

''ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے''

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر، ہفت زبان مشہور تھے۔ انگریزی عربی فارسی میں آپ بے تکلف گفتگو فرماتے تھے فرنچ اور پرتگالی زبان سے بھی آپ کو تعارف تھا۔ نہایت فصیح وبلیغ اردو زبان لکھتے تھے۔ ان کے البدر میں چھپے پہلے اداریہ کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

''ہزاروں ہزار اور ملیوں ملینز سلام اور صلوٰۃ اور برکات اور رحمتیں نازل ہوں اس محمد پر جس نے ہم کو ایسا رب سنایا اور دکھایا اور ملایا اور اس محمد کے جانشین احمد پر جس نے اس زمانہ میں پھر توحید الٰہی کا جھنڈا بلند کر دیا اور خشک زمین پر اپنے نیم شبی آب چشم سے سیراب کر کے مردوں کو زندہ کر دکھایا...... دنیا اور آخرت میں حسنات عطا فرما۔ حضرت ابی المکرم حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو جن کی جان قرآن ہے اور جن کے درس قرآن سے اس اخبار کے ناظرین نے آج تک فائدہ اٹھایا اور آئندہ مستفید ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ اور ایسا ہی دنیا و دین کی نعمتیں اور برکتیں عطا فرما قوم کے لیڈر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کو جن کی دردمندانہ پُر تاثیر نصائح و وعظ انسان کو حقیقی عاشق مزاج بنا دیتی ہیں۔ اور اپنی بخشش اور رحمت اور برکت نازل کر میرے مکرم دوست حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے پر جنہوں نے اخبار کے انتظام کو اپنی ماتحتی کا فخر عطا فرمایا ہے۔ رحمت ومغفرت نازل کر محمد افضل خان کی روح پر جس نے البدر اخبار کی بنیاد رکھی تھی اور اب تک چلایا تھا اسے جزائے خیر دے۔ اور نیز رحمت و برکت نازل فرما اس اخبار کے پروپرائٹر میاں معراج الدین عمر پر جس نے اپنی فراخ حوصلگی سے دوبارہ اس کو نئے سرے سے جاری کرنے کا بوجھ بھی پھر اپنے سر پر اٹھایا ہے۔ اور اور بھی ترقی عطا فرما ہمارے پُرانے دوست الحکم کو جو اس سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ (البدر 6 اپریل 1905 صفحہ 3)

یہ آسمانِ اسلام احمدیت کے درخشندہ ستارے تھے جو آج بھی جگمگا رہے ہیں۔ ضرورت ہے اس نور سے استفادہ کرنے والوں کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہما جیسے بزرگ صحابہ کی قابل رشک اور قابل تقلید بےلوث مساعی جمیلہ کی قدر کریں ان کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کے نیک نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

❀❀❀

بقیہ صفحہ:: (16)

ستیہ دوتن ::

صوبہ کیرالہ جہاں ملیالم زبان پڑھی اور بولی جاتی ہے وہاں پر تبلیغی اور تربیتی امور انجام دینے کے لئے یہ رسالہ جاری ہوا جو پہلے کنانور سے نکلتا تھا اب کالیکٹ سے جاری ہے۔

الغرض ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کے ممالک میں حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں کئی اخبار اور رسائل جاری ہوئے۔ بہر حال حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے جماعت کے نوجوانوں مردوں عورتوں بچوں بوڑھوں کو صحافت کی دُنیا میں اُتارا اور اس مختصر سے مضمون سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے علم اور صحافت کے میدان میں کس قدر اہم کر[illegible] ہے اور یہ سب حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی نظر خاص کا نتیجہ تھا۔ خُدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آج بھی ہم سب کو اس میدان میں اہم کردار ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

❀❀❀

......رسالہ ریویو آف ریلیجنز......

دعوت اسلام کا صد سالہ عالمی سفیر

یہ مضمون محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ کا تصنیف کردہ ہے جسکی تلخیص بغرض اشاعت مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے ہمیں بھجوائی ہے......................(ادارہ)

> "جب یہ رسالہ آتا ہے تو پڑھے بغیر رہا بھی نہیں جاتا۔ اور جب پڑھتا ہوں تو راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور میں ڈرتا رہتا ہوں کہ میں ایک دین حق قبول کرنے کی وجہ سے خدا کا مجرم ہوں۔"

سال 1891ء میں 27 دسمبر کو دنیائے احمدیت کا پہلا سالانہ جلسہ قادیان دارالامان میں انعقاد پذیر ہوا جس کی ایک بنیادی غرض و غایت بذریعہ اشتہار 7 دسمبر 1891ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:-

"جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کیلئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔"

اس عالمگیر مقصد کی تکمیل کا پہلا قدم اگلے سال کے جلسہ 28 دسمبر 1892ء میں اٹھایا گیا۔ چنانچہ اس جلسہ کی روداد میں لکھا ہے کہ:-

یورپ و امریکہ کیلئے رسالہ کا خیال::

"28 دسمبر 1892ء کو یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے معزز حاضرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور قرار پایا کہ ایک رسالہ جو اہم ضروریات اسلام کا جامع اور عقائد اسلام کا خوبصورت چہرہ معقولی طور پر دکھاتا ہو تالیف ہو کر اور پھر چھاپ کر یورپ اور امریکہ میں بہت سی کاپیاں اس کی بھیج دی جائیں...... آئندہ بھی ہمیشہ اس سالانہ جلسہ کے یہی مقاصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نو مسلمین امریکہ اور یورپ کیلئے احسن تجاویز سوچی جائیں۔ ان اغراض کے پورا کرنے اور دیگر انتظامات کی غرض سے ایک کمیٹی بھی تجویز کی گئی جس کے صدر پریزیڈنٹ حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی اور سیکرٹری مرزا خدابخش صاحب اتالیق جناب خان صاحب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اور شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات منشی غلام قادر صاحب فصیح وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمشنر سیالکوٹ اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی قرار دئے گئے۔"

(مشمولہ آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ صفحہ 14)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا فیصلہ::

اس پس منظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مغربی دنیا کے لئے ایک میگزین "ریویو آف ریلیجنز" کی اشاعت کا فیصلہ کر کے 15 جنوری 1901ء کو حسب ذیل اشتہار دیا:

ایک ضروری تجویز::

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور موثر تقریروں سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ درد دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گزر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ اس لئے اس مقصد کے پورا کرنے کیلئے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک رسالہ (میگزین) بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کیلئے نکالا جائے جس میں مقصود بالذات ان مضامین کا شائع کرنا ہوگا جو تائید اسلام میں میرے ہاتھ سے نکلے ہوں اور جائز ہوگا کہ اور صاحبوں کے مذہبی یا قومی مضامین بھی بشرطیکہ ہم ان کو پسند کرلیں اس رسالہ میں شائع ہوں۔

اس رسالہ کی اشاعت کیلئے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہو اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اول کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا ہے کہ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے۔ امر دوم سرمایہ ہے۔ سو اس کے متعلق بالفعل کسی قسم کی رائے زنی نہیں ہوسکتی۔ اور یہی ایک بڑا بھاری امر ہے جو سوچنے کے لائق ہے۔ اس لئے قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس دوستوں کی منعقد کر کے اس کے متعلق بحث کی جائے اور جو طریق بہتر اور اولیٰ معلوم ہو وہی اختیار کیا جائے۔ مگر یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ مجھے اس سرمایہ کے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہوگا اور غالباً اس کو ایک امر تجارتی تصور کر کے ایسے ممبر مقرر کئے جائیں گے جو اس تجارت کے حصہ دار ہوں گے اور انہیں کی تجویز اور مشورہ سے جس طور سے مناسب سمجھیں گے یہ روپیہ جمع ہو کر کسی بنک میں جمع کیا جائے گا۔ لیکن چونکہ ایسے امور صرف اشتہارات سے تصفیہ نہیں پا سکتے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ اس جلسہ کیلئے بڑی عید کا دن قرار پاوے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے ہمارے دوست کوشش کریں کہ اس دن قادیان پہنچ جائیں۔ تب سرمایہ کے متعلق بحث اور گفتگو ہو جائے گی۔ کہ کس طور سے یہ سرمایہ جمع ہونا چاہئے۔ اور اس کے خرچ کے لئے انتظام کیا ہوگا۔ یہ سب حاضرین جلسہ کی کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا۔ بالفعل اس کا ذکر قبل از وقت ہے۔ ہاں ہر ایک صاحب کو چاہئے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے کیلئے طیار ہو کر آئیں اور یہ یاد رکھیں کہ یہ چندہ صرف تجارتی طور پر ہوگا۔ اور ہر ایک چندہ دینے والا بقدر اپنے روپیہ کے اپنا حق اس تجارت میں قائم کرے گا۔ اور اس کے ہر ایک پہلو پر بحث جلسہ کے وقت میں ہوگی۔ یہ خیراتی چندہ نہیں ہے ایک طور کی تجارت ہے جس میں شراکت صرف دینی تائید تک ہے۔ اس سے زیادہ کوئی امر نہیں۔ والسلام۔ اس امر کے متعلق خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے کی جائے۔

(المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان 15 جنوری 1901ء)

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد سوم صفحہ 393-95)

رسالہ کا اجراء::

اس مبارک تجویز کے مطابق جنوری 1902ء سے حضرت مولانا محمد علی صاحبؓ ایم اے (ولادت 1874ء بیعت 1893ء وفات 13 اکتوبر 1951ء) کی ادارت میں رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" انگریزی میں اور مارچ 1902ء سے اردو زبان میں جاری ہوگیا۔ انگریزی میگزین تو ابتداء سے کچھ عرصہ تک صوبہ پنجاب کے دارالسلطنت لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ مگر اردو ایڈیشن کا صرف پہلا اشوع مطبع فیض عام پریس لاہور میں چھپا بعد ازاں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب (تراب ثم عرفانی) کے انوار احمدیہ پریس قادیان میں طبع ہونے لگا۔

مسیح وقت کی قوت قدسی اور توجہ روحانی کا بے مثال اعجازی نشان::

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی انقلاب آفریں اور حقیقت افروز تحریرات اور انکی روشنی میں احمدیت کے جدید علم کلام پر مشتمل مباحث چونکہ اس معرکہ آراء انگریزی میگزین کی زینت ہوتی تھیں اس لئے ابتدائی مہینوں میں ہی اس رسالہ نے اپنی عظمت اور جلالت شان کا سکہ بٹھا دیا۔ علاوہ ازیں مسیح دوراں کی قوت قدسی اور توجہ روحانی کا یہ بے مثال اعجازی نشان بھی جلوہ گر ہوا کہ رسالہ کی فصیح و بلیغ انگریزی زبان خود انگریز بھی ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ حتیٰ کہ بعض کو یہ دھوکہ ہو گیا کہ اس کا ایڈیٹر دراصل کوئی بلند پایہ انگریز ریسرچ سکالر ہے جسے بانی احمدیت نے اپنے پاس چھپا رکھا ہے۔ چنانچہ "دی کلکتہ ریویو" کے انگریز ایڈیٹر نے اپریل 1902ء کے شمارہ میں یہ نہایت دلچسپ تبصرہ کیا کہ:-

" One word more and that to my friend the Mirza. He will see from the above how he may be a true reformer among his own body and also have the sympathy and good will of Christians : by standing in and occupying, the same position of Mohammad, and as in his Quran. From the evidence of English idioms peculiarly English, and never used by strangers, it is clear as daylight to any one that his deliverances in

this newly started Review of Religions are written or concocted by a European an Englishman (here in again, curiously enough, reproducing exactly Mohammad and his Syrian Christian "Archangel Gabrael ! "). To the European "behind the scenes" we say remember the old "Archangel Gabreal;s" fate ! His motives may be good, but he is in a false way, and he can only come to heart (though it may not be the sudden and compulsory death of his predecessor) : let him take heed in time." (حوالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۳۹۰)

خلاصہ اس تبصرہ کا یہ تھا:

''انگریزی محاورات کی شہادت سے خالص انگریزی محاورے جنکو کوئی اجنبی آدمی استعمال کر ہی نہیں سکتا۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اس نئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز مین جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ یورپین کی قلم سے نکلتا ہے جو انگریز ہے۔ اور یہ نقشہ جو اب ہمارے سامنے ہے بعینہٖ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے مددگار شامی عیسائی کی جس کو وہ جبریل کہتے تھے نقل ہے۔ اس یورپین کو جو پردے کی اوٹ میں چھپا ہوا کام کر رہا ہے ہم یہ نصیحت کرتے ہیں کہ پرانے جبرئیل (یعنی اس کے اختراع کردہ شامی عیسائی) کے انجام کو خوب سوچ لو۔ اگر اس یورپین کی نیت نیک بھی ہو تب بھی وہ جھوٹے رستہ پر پڑا ہوا ہے اور انجام کار یقیناً اس کو کوئی دکھ اور مصیبت پہنچے گی۔

7 نومبر 1906ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود نے ایک خطاب عام میں ارشاد فرمایا کہ ''ریویو کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایک لائق اور فاضل آدمی ہیں ایم اے پاس ہیں اور اس کے ساتھ دینی مناسبت رکھتے ہیں۔ ہمیشہ اوّل درجہ پر پاس ہوتے رہے ہیں اور ای اے سی میں ان کا نام درج تھا مگر سب باتوں کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی تحریر میں برکت ڈالی ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ :81)

رسالہ ریویو کا پہلا زریں دور (جنوری 1902ء تا مئی 1908ء)

برصغیر اور مغربی دنیا پر اثر::

جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اشتہار میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ انگریزی و اردو میگزین اپنے آغاز کے پہلے سال ہی سند قبولیت حاصل کرنے لگا۔ اور برصغیر و مغربی دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کے افکار و نظریات نے جو حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ کی صورت میں منظر عام پر آنا شروع ہوئے، مذہبی صفوں کے اندر زبردست جنبش پیدا کر ڈالی۔

روسی مفکر ٹالسٹائی کے تاثرات::

روس کے عظیم مفکر و مصنف کاؤنٹ لیو ٹالسٹائی (ولادت 9 ستمبر 1828ء وفات 20 نومبر 1910ء) کا شمار بیسویں صدی کی عظیم شخصیات میں ہوتا ہے۔ 1978ء میں ٹالسٹائی کا ڈیڑھ سو سالہ یوم پیدائش پورے روس میں انتہائی جوش و عقیدت سے منایا گیا۔ مشہور عالم روسی ادیب گورکی نے اسکی وفات پر ایک مضمون لکھا جس کے آخری جملہ میں اس نے ٹالسٹائی سے اپنی ملاقات کے حوالہ سے اپنے جذبات کا بایں الفاظ میں اظہار کیا:

''میں خدا پر اعتقاد نہیں رکھتا بعض وجوہ کی بناء پر میں نے اپنے آپ کو اسے (ٹالسٹائی) غور سے دیکھتے اور کچھ خجالت کے ساتھ سوچتے پایا یہ آدمی خدا کی طرح ہے۔''

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بانی احمدیہ مشن امریکہ کا بیان ہے:

روسی رفارمر کونٹ ٹالسٹائی کو تبلیغ عاجز راقم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کی اور آپ کے وصال کے بعد اپنے ولایت جانے سے قبل یورپ، امریکہ کے جن بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کی انمیں سے ایک مشہور روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی بھی تھے۔ انکو جو خط لکھا گیا۔ وہ بطور نمونہ کے درج ذیل ہے:

''جناب میں نے آپ کے مذہبی خیالات کتاب برٹش انسائیکلو پیڈیا کے جلد 33 میں پڑھے ہیں جو کہ انہیں دنوں انگلستان میں طبع ہوئی ہے اور اس بات کے معلوم کرنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے ممالک پر جو تاریکی تثلیث نے ڈال رکھی ہے اس کے درمیان کہیں کہیں خالص موتی بھی پائے جاتے ہیں۔ جو کہ خدائے قادر ازلی ابدی ایک سچے معبود کے جلال کے اظہار کیلئے جھک رہے ہیں۔ سچی خوش حالی اور دعا کے متعلق آپ کے خیالات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ ایک مومن مسلمان کے ہونے چاہئیں۔ میں آپ کے ساتھ ان باتوں میں بالکل متفق ہوں کہ عیسیٰ مسیح ایک روحانی معلم تھا اور کہ اس کو خدا سمجھنا یا خدا سمجھ کر پرستش کرنا سب سے بڑا کفر ہے۔ علاوہ ازیں میں آپ کو اس امر سے بھی بخوشی اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے مل جانے سے کافی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ وہ مر گیا۔ یہ قبر کشمیر میں ملی ہے۔ اور اس تحقیقات کا اشتہار حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کیا ہے۔ جو کہ توحید الٰہی کے سب سے بڑے محافظ ہیں اور جن کو خدائے قادر کی طرف سے مسیح موعود ہونے کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک سچے خدا کی سچی محبت میں وہ کامل پائے گئے ہیں۔ وہ اس زمانہ میں منجانب اللہ ملہم مصلح اور خدا کے سچے رسول ہیں۔ وہ سب جو اس مسیح پر ایمان لائیں گے خدا کی طرف سے برکتیں پائیں گے۔ پر جو کوئی انکار کرے گا اس پر غیور خدا کا غضب بھڑکے گا۔ میں آپ کو ایک علیحدہ پیکٹ میں خدا کے اس مقدس بندے کی تصویر بمع یسوع کی قبر کی تصویر کے روانہ کرتا ہوں۔ آپ کا جواب آنے پر میں بخوشی اور کتابیں آپ کو ارسال کروں گا۔

میں ہوں آپ کا خیر خواہ

مفتی محمد صادق از قادیان (28 اپریل 1903ء)''

اس خط کے جواب میں 29 جون کو مفصلہ ذیل خط کونٹ ٹالسٹائی کی طرف سے آیا:

''بخدمت مفتی محمد صادق صاحب

پیارے صاحب! آپ کا خط بمع مرزا غلام احمد صاحب کی تصویر اور میگزین ریویو آف ریلیجنز کے ایک نمونے کے پرچے کے ملا۔ وفات عیسیٰ کے ثبوت اور اس کی قبر کی تحقیقات میں مشغول ہونا بالکل بے فائدہ کوشش ہے۔ کیونکہ عقل مند انسان حیات عیسیٰ کا کبھی قائل ہو ہی نہیں سکتا......ہمیں معقول مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اور اگر مرزا احمد صاحب کوئی نیا

''جب میں اس کو پڑھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اس فکر میں مجھے راتوں نیند نہیں آتی۔''

معقول مسئلہ پیش کریں گے تو میں بڑی خوشی سے اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ میگزین کے نمونے کے پرچے میں مجھے دو مضمون بہت ہی پسند آئے یعنی گناہ سے کس طرح آزادی ہو سکتی ہے اور آئندہ زندگی کے مضامین خصوصاً دوسرا مضمون مجھے بہت پسند آیا۔ نہایت ہی شاندار اور صداقت سے بھرے ہوئے خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ میں آپ کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ پرچہ بھیجا۔ اور آپ کی چٹھی کے سبب بھی میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔

میں ہوں آپ کا مخلص

ٹالسٹائی از ملک روس (5 جون 1903ء)''

(''ذکر حبیب'' 399 تا 401 مطبوعہ قادیان دارالامان اشاعت اوّل دسمبر 1936ء)

تاثرات::

اندرون ملک میں پہلے ہی سال اس سے متاثر ہو کر کئی سعید روحوں نے حق قبول کیا بلکہ مدراس کے ایک ہندو دوست رسالہ کا اپنی زبان میں ترجمہ سن کر حضرت اقدس کی زیارت کے شوق میں قادیان بھی پہنچے۔ علاوہ ازیں ملک کے اسلامی اخبارات نے اس پر تبصرے لکھے۔ چنانچہ رسالہ ''البیان'' (لکھنؤ) نے لکھا:

''ریویو آف ریلیجنز ہی ایک ایسا پرچہ ہے جس کو خالص اسلامی پرچہ کہنا صحیح ہے۔ ہم نے اس کے کئی نمبر دیکھے اور ہم کو اس امر کے ظاہر کرنے میں کوئی تأمل نہیں کہ عربی میں ''المنار'' اور اردو میں ''ریویو آف ریلیجنز'' سے بہتر پرچے کسی زبان میں شائع نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں ایک ایسا رسالہ نکل رہا ہے جس کے زوردار مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے۔''

پھر لکھا ہے کہ :- ''ہندوستان کا بہترین اسلامی میگزین ہے''۔

رسائل کے علاوہ عوام نے بھی اس رسالہ کا بڑا خیر مقدم کیا۔ چنانچہ مسٹر میکبلین (پالم پور) نے لکھا:

''مجھے اسلام کا مطالعہ کرتے ہوئے تیرہ سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے......مگر اب تک میں نے ایک بھی ایسی کتاب نہیں پڑھی جس میں اسلام کی حمایت اس قدر زور کے ساتھ کی گئی ہو جیسا کہ آپ کے شاندار پرچے میں۔''

اخبار ''ملت'' لاہور نے لکھا:

''اب تک جتنے اعلیٰ اور بے نظیر مضامین رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ مرزا صاحب کے اصول مناظرہ کے مطابق یورپین لوگوں کی نظروں سے گزرے ہیں انہوں نے یورپ کی مذہبی دنیا میں ہلچل مچا دی ہے اور پادریوں کے گروہ ماتم زدہ نظر آ رہے ہیں۔ ان مضامین نے کثیر التعداد یورپین لوگوں کو اسلام کے روحانی چشمہ سے سیراب کر دیا ہے اور ابھی اس کا فیض جاری ہے۔''

دو ایمان افروز چشم دید واقعات::

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا محمد علی صاحبؓ خسر معظم و مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (ولادت اکتوبر 1876 بیعت 1902ء وفات 21 اپریل 1943ء) تحریر فرماتے ہیں:

''ضلع سرگودھا پنجاب کے ایک زمیندار چودھری حاکم علی صاحب نے جو احمدی تھے، انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز مسٹر میلکم ہیلی کے نام مفت جاری کروا دیا جو مہتمم آبادی ضلع سرگودھا تھے (یہی ہیلی صاحب بعد میں سر میلکم ہیلی کے نام سے گورنر پنجاب بنے اور بعد میں گورنر یوپی بھی ہو گئے تھے) رسالہ کے جاری ہونے کے کچھ عرصہ بعد چودھری صاحب موصوف ہیلی صاحب سے ملے تو صاحب بہادر نے کہا کہ تم نے یہ رسالہ جاری کروا کر مجھے تکلیف میں ڈال دیا۔ چودھری صاحب نے پوچھا وہ کیونکر۔ صاحب بہادر نے فرمایا کہ:

''جب میں اس کو پڑھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اس فکر میں مجھے راتوں نیند نہیں آتی۔''

اسی طرح کا دوسرا واقعہ فقیر افتخار الدین صاحب نائب مہتمم بندوبست راولپنڈی نے خاکسار مؤلف کو سنایا تھا۔ کسی معزز انگریز افسر کے نام یہ رسالہ مفت آتا تھا۔ اس نے ایک دن فقیر صاحب سے کہا کہ آپ اس رسالہ کو کیا بند نہیں کروا سکتے؟ انہوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ:

''جب یہ رسالہ آتا ہے تو پڑھے بغیر رہا بھی نہیں جاتا۔ اور جب پڑھتا ہوں تو راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور میں ڈرتا رہتا ہوں کہ میں ایک دین حق قبول نہ کرنے کی وجہ سے خدا کا مجرم ہوں۔''

(مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ 835 ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور طبع اول دسمبر 1940ء)

دوسرا دور مئی 1908ء تا مارچ 1914ء::

حضرت خلیفہ اول عہد حاضر کے بے مثال عاشق قرآن تھے۔ اس لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جس کا مقصد وحید ہی قرآنی حقائق کی دنیا بھر میں اشاعت تھا آپ کے عہد خلافت میں مخالفتوں اور مزاحمتوں کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہا۔ چنانچہ جہاں اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ کی معجزات اور جہاد سے متعلق تحریرات نیز ''پیغام صلح'' کے تراجم شائع ہوئے بلکہ بہت سے نئے قلمی معاونین ایسے میدان عمل میں آگئے جنہوں نے اپنے تحقیقی اور علمی اور مستند معلومات پر مشتمل مضامین اور مقالہ جات سے اس کے معیار اور افادیت کو چار چاند لگا دئے۔ چنانچہ ہستی باری تعالیٰ، تاریخ اشاعت اسلام، اسلام اور طبقہ نسواں، کامل مذہب، اسلام اور جدید معاشرہ، حج بیت اللہ، اسلام اور عصر حاضر، اسلام اور غلامی، بدھ مت سکھ ازم اور اسلام، یہود کے گمشدہ قبائل، عیسائیت کے تضادات، مسیح اور صلیب، عیسائیت اور غلامی، احمد ایک نبی کی حیثیت سے، حضرت مسیح موعود کا وصال اور پریس کا تبصرہ وغیرہ اہم مباحث اس زمانہ میں قارئین کی معلومات میں بیش بہا اضافہ کا موجب بنے۔ اس دور کے قلمی معاونین میں سے بعض دیگر اہم شخصیات کے نام یہ ہیں:

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدرؓ، حضرت قاضی عبدالحق صاحب بی اے، پروفیسر عطاء الرحمن صاحب ایم اے بنگالی، پروفیسر راج شاہی، حضرت ماسٹر مولوی محمد الدین صاحب بی اے، مولوی بشارت احمد صاحب، ڈاکٹر اے جارج بکر، خالد شیلڈرک آفریدی، یحیٰ الناصر پارکنسن، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر مقیم ووکنگ، حضرت خواجہ صاحب نے پیرس میں منعقدہ (19 جولائی 1913ء) کو چھٹی مذاہب کانگریس میں اسلامک ریویو کا ایک مضمون پڑھا تھا جو رسالہ کے شمارہ اکتوبر 1913ء میں شامل اشاعت کیا گیا۔ مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان ان نامور اہل علم بزرگوں کے علاوہ رسالہ کو دینی و علمی مرقع بنانے اور اس کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے والے سب سے زیادہ قلمی جہاد کرنے والے جس فرشتہ سیرت تقویٰ کی چلتی پھرتی تصویر اور پیکر انکسار و تواضع وجود نے اس رسالہ کی ترقی کیلئے اپنے تئیں بے جگری سے وقف کئے رکھا وہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بی اے (ولادت 24 نومبر 1875ء اور بیعت 1897ء وفات 13 نومبر 1947ء) تھے جو قبل ازیں تعلیم الاسلام اسکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر تھے اور ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خصوصی مضمون نگار کی حیثیت سے اب تک بیش قیمت علمی خدمات بھی بجالا رہے تھے۔ المہدی سے متعلق پانچ اقساط پر مشتمل مقالہ انہیں ایام میں آپ کے قلم سے شائع ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار اکتوبر 1899ء میں جن مخلص انگریزی خوان احباب کا ذکر فرمایا ان میں آپ کا تذکرہ بھی ہے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''کئی دوست مخلصین انگریزی خوان ہیں جیسے عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب برادر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے اور خواجہ جمال الدین صاحب بی اے اور مولوی شیر علی صاحب بی اے۔ ان سب پر مجھے نیک ظن ہے۔ خدا اس نیک ظن کو بحال رکھے اور یہ لوگ اپنے وقتوں پر خدمات میں مستعد رہیں۔ اور میرے خیال میں مولوی شیر علی صاحب نیک طبع، نیک مزاج اور سلامت طبع ہیں مولوی محمد علی صاحب سے مشابہ ہیں اور اسی جگہ قادیان میں رہتے ہیں۔

(اشتہار 10 اکتوبر 1899ء) مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 153)

عہد خلافت اولیٰ کے دوسرے سال یکم جون 1909ء کو آپ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مقرر کر دئے گئے۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ جلسہ منعقدہ 27-26-25 مارچ 1910ء پر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنی رپورٹ میں فرمایا:

''مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی کے مدرسہ میں آنے پر مولوی شیر علی صاحب بی اے میگزین میں آگئے۔ مولوی صاحب موصوف پہلے بھی ہیڈ ماسٹری کے زمانہ میں ریویو میں مضامین لکھ کر وقتاً فوقتاً امداد دیتے رہتے تھے اب جب ان کا سارا وقت اس کام کیلئے خالی ہو گیا تو ایڈیٹر کو اس سے فراغت مل گئی۔ چنانچہ یکم جون 1909ء سے ریویو کیلئے مضمون نویسی کا کل کام مولوی شیر علی صاحب کے سپرد ہو کر ایڈیٹر (یعنی مولانا محمد علی صاحب۔ ناقل) کے سپرد ترجمہ قرآن شریف کا کام کیا گیا۔ (صدر انجمن احمدیہ قادیان کی چوتھی سالانہ رپورٹ از یکم اکتوبر 1908ء لغایت 30 ستمبر 1909ء صفحہ 38 مطبع میگزین قادیان باہتمام حضرت منشی فقیر اللہ صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی اور فیض روحانی کی بدولت آپ بھی انگریزی کے بے مثال انشاء پرداز بن گئے جس کی شاندار جھلکیاں آپ کے زمانہ ادارت کے ہر پرچے سے عیاں تھیں اور انگریز تک اس سے بہت متاثر تھے۔ حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ساکن قلعہ صوبہ سنگھ کی عینی شہادت ہے کہ:

''حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت مولوی شیر علی صاحب ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کے فرائض انجام دیتے تھے کہ ایک مرتبہ دو انگریز قادیان آئے وہ حضرت نواب محمد علی صاحب کی کوٹھی کے شمالی جانب سے گزرے تو قریب ہی حضرت مولوی شیر علی صاحب اپنی بھینس چرا رہے تھے۔ آپ کا گریبان کھلا ہوا تھا اور نہایت سادہ لباس میں ملبوس تھے ان انگریز افسروں میں سے ایک نے حضرت مولوی صاحب سے پوچھا کہ ہمیں ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر سے ملنا ہے وہ کس جگہ ملیں گے تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا چلئے میں آپ کو ان کے مکان پر لے چلتا ہوں اور اپنے ہمراہ انکو اپنی بیٹھک میں بٹھا کر فرمایا آپ تشریف رکھیں میں انہیں بلا لاتا ہوں۔

حضرت مولوی صاحب کا مقصد تھا کہ چائے وغیرہ تیار کریں باتوں باتوں میں تعارف بھی ہو جائے گا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں ان کے گھر پر ہی لے چلیں راستہ میں مل لیں گے۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا: ''ریویو کا ایڈیٹر تو میں ہی ہوں۔''

یہ دونوں افسر یہ سن کر بے حد حیران ہوئے اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا ''ہم تو سمجھتے تھے کہ اس رسالہ کا ایڈیٹر کوئی انگریز ہوگا۔''

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 190-189 مؤلفہ ملک نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی)

تیسرا دور مارچ 1914ء تا 1947ء::

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

''میں یورپ میں تبلیغ کے سوال پر آج تک خاموش رہا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ میں اس سوال کا فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔ نہیں بلکہ میں نے احتیاط سے کام لیا کہ جو لوگ وہاں گئے ہیں وہ وہاں کے حالات کا بہترین علم رکھتے ہیں۔ میں چونکہ وہاں نہیں گیا اس لئے مجھے خاموش رہنا چاہئے۔ لیکن جو لوگ وہاں گئے ہیں ان میں سے بعض نے لکھا ہے کہ حضرت صاحب کا ذکر لوگ سنتے ہیں اور ہماری تبلیغ میں حضرت صاحب کا ذکر ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ خود حضرت صاحب نے یورپ میں تبلیغ کیلئے یہی فرمایا کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے اور جو کشف آپ نے دیکھا تھا اس کے بھی یہی معنی کئے کہ میری تحریریں وہاں پہنچیں گی۔ ان تمام امور پر غور کر کے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ممالک غیر اور یورپ میں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہو اور ہمارے مبلغ وہاں جا کر انہیں بتائیں کہ تمہارا مذہب مردہ ہے اس میں زندگی کی روح نہیں ہے زندہ مذہب صرف اسلام ہے جس کی زندگی کا ثبوت اس زمانہ میں بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نازل ہوئے۔ غرض وہاں بھی سلسلہ کا پیغام پہنچایا جائے اور جہاں ہم سر دست واعظ نہیں بھیج سکتے وہاں ٹریکٹ اور چھوٹے چھوٹے رسالے چھپوا کر تقسیم کریں۔''

(منصب خلافت طبع اول صفحہ 20 تا 22 مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

اس عزم کے ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سلسلہ کسی تعطل کے بغیر از سر نو شاہراہ ترقی کی طرف گامزن ہو گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں احمدی مشنوں کا گویا جال بچھ گیا۔ اور ممالک عالم میں سعید روحیں بکثرت حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونی شروع ہو گئیں۔ اس عظیم تغیر کے برپا کرنے میں اس رسالہ نے نا قابل فراموش کردار ادا کیا یہی وجہ ہے کہ یورپ و امریکہ کے مفکرین اور اہل قلم نے اس کی خدمات کا کھلے بندوں اعتراف کیا مثلاً:

1. مسٹر جارج فوٹ مور (George Foot Moor. D.D, LLDLIT.D) پروفیسر تاریخ مذاہب ہاورڈ یونیورسٹی نے لکھا:

" Ahmad died in 1908,but the progress of the movement continued, and it has been recently estimated that its adhernts now number perhaps 50,000. It, also , has established its missionary. outposts in the west, and publishes in English the "Review of Religions" in India, and the "Islamic Review" in England. An edition of the koran in sumptuous form, with an English translation, and a commentary embodying the sectarian interpretation, has been begun."

(History of religion page 520 New york charles scribner's son 1919)

رسالہ کے اس تیسرے دور کے آخر تک نقشہ عالم پر تحریک احمدیت کا کس درجہ عظیم الشان اثر و نفوذ ہو چکا تھا اس کا کسی قدر اندازہ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا "Encyclopedia Britannica, Ltd. Chicago, London, "Toronto" کے ایڈیشن 1947ء کے درج ذیل

نوٹ سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے۔لفظ اسلام کے تحت زیر عنوان نئی تحریکات یا ترقیات Recent Development لکھا ہے:

Recent Development

In modern times the most important sectarian developments have been those of the Wahhabies (q.v), the Babies (see Babism), and the Ahmadiyya. The last of these movements was started by Mirza Ghulam Ahmad, who, in 1879 began to preach in the village of Qadian in the province of Punjab, India. He claimed to be not only the promised Mahdi but also the promised Messiah--personages generally held to be distinct in ordinary Muslim theology.Another modification he introduced into Islamic doctrine had reference to the death of Jesus; the commonly accepted belief maintains that Jesus was taken by God alive into heaven, while a phantom was crucified in his place; in opposition to this he declared that Jesus was actually crucified, but was taken down from the cross, while still alive by his disciples, was healed of his wounds and afterward made his way into Kashmir, where he finally died, his tomb being still in existence in the city of Srinagar. Having thus removed the ground for any expectation of the second coming of Jesus from heaven to earth, he explained that he himself was the Messiah not as being an incarnation of Jesus (for he rejected the doctrine of transmigration), but as having come in the likeness of Jesus-being Jesus for this generation just as John the Baptist was Elijah, because he came in the spirit and power of Elijah.

In proof that he had come in the spirit and power of Jesus, Mirza Ghulam Ahmad adduced the likeness of his own character and personality to that of Jesus, his gentleness of spirit, the peaceful character of his teaching his miracles and the appropriateness of his teaching to the need of the age, In harmony withThis pacific claim, he expounded the doctrine of Jihad (Usually interpreted as meaning war against unbelievers) as a striving after righteousness. Mirza Ghulam Ahmad died in 1908 and a few years after his death his followers split into two parties, one having its headquarters in Qadian and the other in Lahor. Both these section of the community succeeded in enlisting the services of devoted self sacrificing men, who are unceasingly active as propagandist controversialist and Pamphleteers. They control and extensive missionary activity not only in India West Africa Mauritius and Java. (Where their efforts are mainly directed towards persuading their co-religionist to join the Ahmadiyya Sect.) But also in Berlin, Chicago and London. Their missionaries have devoted special effort to winning European Converts. And have achieved a considerable measure of success in their literature they give such a presentation of Islam as they consider calculated to attract persons who have received an education on modern lines and does not only attract non Muslim. And rebut the attack made on Islam by Christian controversialist but win back to the faith Muslim who have come under agnostic or rationalist influences.

اس 33 سالہ دور میں سلسلہ احمدیہ کے جن اکابر اور مشاہیر نے رسالہ کی ادارت کے فرائض انجام دیئے انکے نام یہ ہیں:- قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ، حضرت مولوی محمد دین صاحب بی اے، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے، حضرت مولانا خان صاحب فرزند علی صاحبؓ، حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے، صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز و حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بے اے بی ٹی۔

چوتھا دور دسمبر 1951ء تا نومبر 1965ء::

اگست 1947ء میں برصغیر کی تقسیم کے ساتھ ہی جنوبی ایشیا کا یہ خطہ ایک خونچکاں قیامت سے دوچار ہوگیا اور قادیان کے ۳۱۳ بزرگ درویشوں کے سوا مشرقی پنجاب کی تمام جماعتوں کو قتل وغارت اور آتشزنی کے خوفناک طوفانوں کو چیر کے نوزائدہ مملکت پاکستان میں پناہ لینی پڑی۔ احمدیت کے دائمی مرکز سے ہجرت کے بعد بظاہر تحریک احمدیت کا درخت اپنی جڑوں سے اکھڑتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ مگر جماعت احمدیہ کے اولوالعزم اور فقید المثال آسمانی قائد نے رب قدیر کی قدرتوں کا مجسم نشان بن کر اگلے ہی سال 20 ستمبر 1948ء کو ربوہ جیسا عالمگیر اسلامی مرکز قائم کر کے دکھلایا اور پھر دو سال بعد دسمبر 1951ء میں مجاہد امریکہ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کی ادارت میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا احیاء عمل میں آیا۔ آپ کی وفات کے بعد چودھری مظفر دین صاحب بنگالی اس کے ایڈیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ بعد ازاں 10 فروری 1960ء سے 6 دسمبر 1967ء تک سید میر داؤد احمد صاحب بی ایس سی پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کو مینیجنگ ایڈیٹر کے فرائض بجا لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (وفات 24-23 اپریل 1973ء)

پانچواں دور (نومبر 1965ء تا جون 1982ء)::

نافلہ موعود اور ذوالقرنین وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ (ولادت 16 نومبر 1909ء وفات 9-8 جون 1982ء) کے مبارک عہد خلافت میں بھی ریویو کا قافلہ علم وعرفان برق رفتاری سے ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہا۔ حسب دستور خلیفہ وقت کے فرمودات، خطبات اور پیغامات کے علاوہ بہت سے اہم مضامین اس دور میں سپرد اشاعت ہوئے۔

چھٹا دور (جون 1982ء تا 2002ء)::

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک ہاتھوں سے جاری رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" اپنی منفرد منصور 80 سالہ زندگی کا سفر ہمارے مقدس امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (ولادت 18 دسمبر 1928ء) کے تاریخ ساز اور عہد آفریں عہد خلافت میں داخل ہوتا ہے۔ جن کی نسبت حضرت اقدس کو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ:

"تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کیلئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔"
(تحفہ گولڑویہ طبع اول ص 57-56 اشاعت 1902ء)

یہ ایسا انقلاب انگیز دور ہے کہ اس کے ابتداء ہی میں اس رسالہ کی تاثیرات کا غیر معمولی ظہور شروع ہوگیا۔

نظم و نسق و ارکان ادارہ::

1983ء کے ابتداء میں محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق اور مسٹر بشیر احمد آرچرڈ نے ایڈیٹر کے فرائض ادا کئے ازاں بعد رسالہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی براہ راست ذاتی دلچسپی اور بردست رہنمائی کی برکتیں پہلے سے بڑھ کر عطا ہونی شروع ہوگئیں اور حضور کی ہدایت پر اس کے معیار، افادیت اور اثر انگیزی میں اضافہ کیلئے اس کا نظم ونسق ایڈیٹوریل بورڈ کے سپرد ہوا۔ جنوری 1989ء میں بورڈ کے درج ذیل ممبران تھے: محترم بشیر احمد خان رفیق (چیئرمین) بشیر احمد صاحب آرچرڈ (ایڈیٹر) مولوی مبارک احمد صاحب ساقی، ایم اے راشد، افضل ایم چودھری (اسسٹنٹ ایڈیٹر)۔ کچھ عرصہ بعد جنوری 1995ء میں بورڈ کی از سر نو تشکیل ہوئی اور جناب رفیق احمد حیات صاحب چیئرمین اور مینجمنٹ بورڈ کے صدر جناب نصیر احمد قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت اور مدیر الفضل انٹرنیشنل لندن مقرر ہوئے۔

اب 2002ء کے آغاز سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سید منصور احمد شاہ صاحب رسالہ کے نئے مدیر اعلیٰ و مینیجر مقرر ہوئے ہیں۔ الھم ایدہ بروح القدس۔

اس دور کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بیش قیمت اور انمول مضامین کی فلم ایک امریکن کمپنی نے تیار کی اور آئندہ نسل کے استفادہ کیلئے یہ خزانہ قیامت تک محفوظ ہوگیا۔ ریویو آف ریلیجنز جنوری 1983ء میں دنیائے احمدیت تک پہلی بار درج ذیل الفاظ میں یہ خوشخبری پہنچی:

Review of Religions
is Also Available On
MICRO-FILM FROM
UNIVERSITY MICRO-FILMS
An Xerox Company Ann Arbor
Michigan 48106 U.S.A

رسالہ "تشحیذ الاذہان"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرانقدر علمی کاوشوں کا ثمرہ

﴿مکرم مولانا محمد یوسف صاحب انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان﴾

انسانی زندگی کے آغاز میں جبکہ ابھی تہذیب نے جنم بھی نہیں لیا تھا اس وقت بھی انسان کی خواہش تھی کہ وہ جس معاشرہ میں رہ رہا ہے اس کے ارد گرد کے لوگ اجنبی نہ رہیں اسلئے مختلف انداز اور طور طریقے سے ایک دوسرے کو متعارف کیا جاتا رہا ہے۔ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے جہاں دنیاوی علوم کو پھیلانے میں ہر ممکن کوشش کی جاتی رہی ہے وہاں روحانی علوم کو پھیلانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی گئی ہے۔ جس طرح ایک انسان اپنے گھر محلے پھر حلقے بلکہ شہر اور صوبے پھر سارے ملک میں اپنی شناسائی کو وسیع کرنا چاہتا ہے اور اسکے لئے اسے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے دور حاضر میں انسان کی خواہش نہ صرف تقریر، کتب ،رسائل اور اخبار تک محدود رہی بلکہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ آج وہ ریڈیو، ٹیلیویژن کے ذریعہ تکمیل کے مراحل طے کر چکی ہے اور اب ہم ڈش انٹینا کے ذریعہ پوری دنیا کی خبریں سن اور دیکھ سکتے ہیں، اس طرح اب گویا پوری دنیا ایک شہر کا منظر پیش کرتی ہے۔ اور ہر شخص ایک دوسرے سے باخبر رہتا ہے۔ جن دنوں رسالہ ہذا کی اشاعت شروع ہوئی اس وقت اگر چہ ہندوستان میں کچھ اردو اخبارات شائع ہوتے تھے لیکن دینی اور روحانی اعتبار سے اس رسالے کے ذریعہ ہزاروں لوگ مستفید ہوتے رہے اور خاص طور پر حقیقی اسلام اور احمدیت سے متعارف ہوتے رہے۔

انجمن ہمدردان اسلام 1897ء میں جبکہ حضور ؓ کی عمر 9-8 سال کی تھی، قادیان کے احمدی نوجوانوں کی ایک انجمن قائم ہوئی جس کے سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین ؓ تھے۔ اوّل اوّل اس کے اجلاس پرانے اور قدیم مہمان خانے میں ہوا کرتے تھے اور اس وقت زیادہ سے زیادہ چھ سات ممبر تھے۔ جن میں ایک سرگرم ممبر آپ بھی تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ؓ تحریر فرماتے ہیں:

'' تشحیذ الاذہان کا پہلا اور ابتدائی نام انجمن ہمدردان اسلام تھا جو بالکل ابتدائی ایام اور پرانے زمانہ کی یادگار ہے جبکہ سیدنا محمود بمشکل آٹھ نو برس کے تھے۔ آپ کے دینی شغف اور روحانی ارتقاء کی یہ پہلی سیڑھی تھی۔ جو حقیقتاً آپ ہی کی تحریک خواہش اور آرزو پر قائم ہوئی تھی۔ کھیل کود اور بچپنے کے دوسرے اشغال میں انہماک کے باوجود آپ کے دل میں خدمت اسلام کا ایسا جوش اور جذبہ نظر آیا کرتا تھا جس کی نظیر بڑے بوڑھوں میں بھی شاذ ہی ہوا کرتی تھی۔ آپ کی ہر ادا میں اس کا جلوہ اور حرکت میں اس کا رنگ غالب و نمایاں ہے جس سے آپ کی کھیلوں کے دیکھنے اور مشاغل کو جانچنے کا اکثر موقع ملتا تھا۔ گھنٹوں آپ مطب میں تشریف لا کر ہم میں بیٹھا کرتے تھے کبھی ٹیمیں بنا کرتیں اور کھیلوں کے مقابلوں کی تجاویز ہوا کرتیں۔ کبھی فوجیں بنا کر مصنوعی جنگوں کا انتظام ہوتا۔ کبھی ڈاکو اور چوروں کا تعاقب ہوتا ان کی گرفتاری کے سامان ہوتے اور مقدمات سن کر فیصلے کئے جاتے اور سزائیں دی جاتیں اور کارہائے نمایاں کرنے والوں کو انعام و اکرام ملتے تو کبھی بحث و مباحثات اور علمی مقابلوں کا رنگ جما کرتا۔ گرما گرم بحث ہوتی۔ ججز مقرر ہوتے اور فاتح و مفتوح کا فیصلہ ہوتا۔ الغرض ایسے ہی مشاغل اور مصروفیتوں کے نتائج میں سے ایک انجمن ہمدردان اسلام کا قیام بھی ہے جو آپ کی خواہش ،مرضی اور منشا کے مطابق قائم کی گئی''۔

حضرت مولانا نورالدین ؓ حضرت فضل عمر ؓ کی ذات والا صفات کی وجہ سے ہماری طرف خاص توجہ فرماتے۔ ہماری انجمن کے اکثر اجلاسوں میں شریک ہو کر ہدایات دیتے۔ اسی ہماری انجمن میں ایک مرتبہ سیدنا نورالدین ؓ شریک تھے۔

ہمارے آقائے نامدار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نور نظر لخت جگر...... نے تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی علم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدین ؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے ......آپ کی تقریر کی بے حد تعریف فرمائی۔ قوت بیان اور روانی کی داد دی۔ نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا جزاک اللہ کہتے ہوئے، دعائیں دیتے نہایت اکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آ کر رخصت فرمایا۔ اس انجمن کے پہلے صدر بھی مدرسہ کے ایک استاد تھے اور سیکرٹری بھی استاذ (یعنی منشی خادم حسین صاحب بھیروی) لیکن جب دوبارہ انتخاب ہوا تو صدر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ؓ قرار پائے۔ آپ کی صدارت میں پہلا اجلاس 3 مارچ 1899ء کو ہوا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص 49-48)

انجمن تشحیذ الاذھان کا قیام اور رسالہ تشحیذ الاذھان کا اجراء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی کتاب سوانح فضل عمر جلد اول ص 235 میں تحریر فرمایا ہے کہ:

'' حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی سیرت کا ایک قابل قدر پہلو یہ بھی تھا کہ آپ عالم ہی نہیں تھے بلکہ عالم گر بھی تھے۔ اور جہاں خود دن رات حصول تعلیم میں کوشاں تھے وہاں دیگر احباب جماعت میں بھی علم و فضل کی جستجو اور لگن پیدا کرنے کیلئے بے قرار رہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں آپ نے مختلف مضامین اور تقاریر میں قوم کے نوجوانوں کو نہایت موثر رنگ میں نصائح فرمائیں اور کئی ٹھوس اور دور رس تدابیر اختیار فرمائیں۔ ان میں سے ایک اہم اور قابل ذکر تدبیر رسالہ تشحیذ الاذہان کی اشاعت کا انتظام تھا۔ چنانچہ اس غرض سے آپ نے 1904ء میں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی جسے انجمن تشحیذ الاذہان کا نام دیا۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان احمدی نوجوانوں کیلئے علمی مضامین لکھنے کا ایک بہت بڑا محرک ثابت ہوا۔ رسالے کی صورت میں گویا آپ نے ایک چھوٹا سا ایسا کارخانہ قائم کر دیا جس میں اعلیٰ پایہ کے لکھنے والے تیار ہونے لگے۔ یہاں تک کہ سلسلہ احمدیہ کی آئندہ تصنیفی ضروریات کیلئے لکھنے والوں کی ایک نہایت قابل کھیپ تیار ہوگئی۔ یہ رسالہ صرف تجربہ گاہ ہی نہیں تھا بلکہ خود حضرت صاحبزادہ صاحب کے مضامین اور سلسلہ کے بعض دیگر صاحب قلم حضرات کے دقیق تحقیقی مضامین کی وجہ سے اس کی معیار کا شہرہ دور دور تک ہونے لگا۔

مجلس تشحیذ الاذھان کا احیاء

مجلس ''تشحیذ الاذہان'' کی سرگرمیاں ایک عرصہ تک تیزی سے جاری رہنے کے بعد رفتہ رفتہ کم ہوتی گئیں یہاں تک کہ انجمن قریباً معطل ہو کر رہ گئی تھی کہ دسمبر ۱۹۰۵ میں بفضلہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے ذریعہ اس میں دوبارہ جان پڑ گئی۔ باقاعدہ قواعد بنے اور ۷؍ستمبر ۱۹۰۶ کو مدرسہ کے احاطہ میں اس کے دور ثانی کا پہلا جلسہ بڑی آب وتاب سے منعقد ہوا۔ جس میں پہلی تقریر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول نے فرمائی۔ اور دوسری سیدنا حضرت محمود احمد رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی نے کی اور آپ نے انجمن ''تشحیذ الاذہان'' کے فرائض خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے ایک مجلس ارشاد بھی قائم فرمائی۔ جس کے اجلاس اردو اور انگریزی دو حصوں میں منقسم تھے۔ انگریزی مجلس ارشاد کی صدارت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے کی اور حضرت مولوی شیر علی صاحب ؓ کی یادداشت کے مطابق مولوی صدرالدین صاحب کا بھی لیکچر ہوا تھا۔

(تاریخ احمدیت حصہ پنجم صفحہ ۱۷۲)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جس زمانہ میں اس رسالہ کی اشاعت شروع کی گئی وہ ہر لحاظ سے سنگین تھا۔ اندرونی و بیرونی طور پر دونوں لحاظ سے اسلام کی حالت نازک تھی۔ اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات کیے جارہے تھے۔ بانی اسلام کی حیات طیبہ اور بعض دیگر بزرگان دین کو اعتراضات کا نشانہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ بلکہ اسلامی تعلیم کو مسخ اور پامال کرنے کی پوری کوشش کی جارہی تھی۔ اسی طرح جماعت احمدیہ جو کہ حقیقی رنگ میں اس کا دفاع کر رہی تھی اور اسلام کی صحیح تعلیم پیش کر رہی تھی کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ اور مختلف اعتراضات کئے جاتے رہے۔ دشمنان اسلام نے کوئی ایسا حربہ نہ چھوڑا جو اس نے اسلام اور احمدیت کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔ اندرونی طور پر خود مسلمان بگڑے ہوئے تھے۔ اور غلط قسم کے عقائد ان میں رائج تھے جس سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔ ایسے میں جماعت احمدیہ کے اخبار اور اس رسالہ نے تبلیغ و تربیت کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا۔ اور موقعہ محل کے مطابق مختلف اشاعتوں میں جملہ اعتراضات کا دفاع کیا جاتا رہا ہے۔

اس رسالہ کا اجراء مارچ 1906ء میں ہوا۔ جس نے صحافت احمدیت میں ایک جدید طرز کی بنیاد رکھی۔ اور اسلام کا درد رکھنے والے نوجوانوں میں خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کی ایک نئی روح پھونک دی آپ نے اس رسالہ میں ابتدا ہی سے بعض مستقل عنوان قائم کر دئے جس سے اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی مثلاً ڈائری حضرت امام الزمان، مسائل شرعیہ، عربی سیکھنے کیلئے آسان طریقے، حضرت اقدس کے رویاء الہامات، رسالہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کا غیر مطبوعہ کلام اور ملفوظات بھی چھپتے تھے۔ اور مکتوبات امام بھی، بلکہ کتابی شکل میں ان مکتوبات کو شائع کرنے کا خیال بھی پہلی بار آپ کے دل میں آیا۔ آپ نے اس کا اظہار بھی انہیں دنوں میں کر دیا تھا۔ یہ رسالہ دراصل انجمن تشحیذ الاذہان کا آرگن تھا۔ اور یہ نام خود حضرت مسیح موعودؑ نے رکھا تھا۔ تشحیذ کے پہلے شمارہ میں آپ نے 14 صفحات کا ایک شاندار انٹروڈکشن لکھا جسے پڑھ کر حضرت خلیفہ اول مولانا حافظ نورالدین ؓ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور مبارک باد دی۔ نیز خواجہ کمال الدین صاحب اور محمد علی صاحب کو خصوصیت سے اس کے پڑھنے کی ہدایت کی۔

مولوی محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز اردو میں اس پر ریویو کیا اور مضمون کا آخری حصہ درج کر کے لکھا:

'' اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی خیال ان کے دلوں میں زیادہ ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے......جھوٹ تو ایک گناہ ہے پس اس کا اثر تو یہ چاہئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جسکی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی......غور کرو کہ جس کی تعلیم اور تربیت کا یہ پھل ہے وہ کاذب ہوسکتا ہے۔ اگر وہ

کاذب ہے تو پھر دنیا میں صادق کا کیا نشان ہے؟

حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کے اسی مضمون پر بس نہیں جس پر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجز نے مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اور جسے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت اور نشان قرار دے کر تمام عالم کے سامنے پیش کیا۔ بلکہ تشحیذ الاذہان کے زمانہ ادارت میں بڑے بڑے معرکتہ الآراء مضامین آپ کی قلم حقیقت رقم سے نکلے ہیں۔ ان دنوں آپ کے دل میں خدمت دین کا اتنا زبردست جوش موجزن تھا کہ اپنی نوعمری کی حالت میں تربیتی اصلاحی مضامین لکھنے کے علاوہ مخالفین اسلام کے ساتھ گویا چومکھی جنگ جاری کر رکھی تھی۔ رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' ابھی بالکل ابتدائی حالت میں تھا کہ ایک مسلمان گریجویٹ کے ارتداد پر آمادہ ہونے کی خبر شائع ہوئی۔ آپ نے اسے خط لکھا و جواباً اس سے کچھ سوالات کئے اس اثناء میں آپ کو آنکھوں کے آپریشن کیلئے لاہور جانا پڑا اور آپ وہ خط جواب دینے کیلئے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ایڈیٹر تعلیم الاسلام قادیان کو دے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت مولانا صاحب کی آنکھیں بھی دکھنے آ گئیں اور وہ جواب نہ دے سکے۔ اس لئے آپ نے آپریشن سے پہلے خود ہی ان سوالات کے مفصل جوابات تحریر فرما دیے۔'' (تاریخ احمدیت جلد پنجم ص 74-73)

تشحیذ الاذہان میں مضامین

1. سراج الاخبار جہلم میں کسی سرحدی مولوی صاحب نے آپ کے ایک مضمون پر انتقاد کیا۔ جس کا مفصل جواب آپ نے تشحیذ الاذہان میں ''احمدیوں کے قتل کا فتویٰ'' کے عنوان سے شائع فرمایا۔

2. آپ نے انہیں دنوں محبت الٰہی کے عنوان پر ایک لطیف اور مبسوط مضمون شائع کیا جو بعد میں کتابی شکل میں بھی چھپ گیا۔ اس اہم مضمون کا خاتمہ ان الفاظ میں ہوا:

''محبت الٰہی کے الفاظ پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر ایک خاص لذت اور وجد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیارا ہے مذہب اسلام جس نے ہم کو ایسی نعمت کی طرف ہدایت کی ہے جس سے ہمارے دل روشن اور ہمارے دماغ منور ہوتے ہیں۔''

3. اگلے ماہ آپکا ایک مضمون شائع ہوا جس میں آپ نے شہدائے کابل کی فدائیت اور جاں نثاری کے واقعات بیان کئے ہیں۔

4. 07-1906ء کے سال میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ثبوت میں پے در پے قہری نشانوں کا ظہور ہوا۔ مثلاً چراغ دین جمونی کے مباہلہ کا نشان، اخبار شبھ چنتک کے عملہ کی تباہی کا نشان، ڈوئی کی ہلاکت کا نشان۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے تشحیذ الاذہان میں بڑی صراحت سے انکا ذکر فرمایا۔
(تاریخ احمدیت جلد پنجم ص 76ء)

تشحیذ الاذہان میں بلند پایہ

مضامین::

1. خواجہ غلام الثقلین صاحب نے ''عصر جدید کے ایک مضمون میں سلسلہ پر حملہ کیا جس کا آپ نے پر زور دفاع کیا۔

2. ایک مسلمان نے اخبار ''پایونیر'' میں ''جواز سود'' مضمون لکھا جس کا جواب آپ نے تشحیذ الاذہان میں شائع فرمایا۔

3. پادری اکبر مسیح نے رسالہ پیغام صلح پر اعتراضات کئے جس کا جواب بھی آپ کے قلم سے نکلا۔

1909ء میں تشحیذ الاذہان میں آپ کے قلم سے مندرجہ ذیل مضامین شائع ہوئے۔ ''قہری نشان'' (زلزلہ در گور نظامی فگند کا ظہور)، تازہ نشان (سلطان روم کی سلطنت سے متعلق ایک عجیب واقعہ، ''مسیحی تلبیہ''، عورتوں سے پردہ''، ''تبلیغ اسلام''، ''ماہ رمضان''، ''جزاء الاحسان''، ''دین حق''، ''نجات حق'' (بجواب لیکچر پادری میکملن)۔

1910ء میں آپ کے قلم سے تشحیذ الاذہان میں مندرجہ ذیل مضامین نکلے:

''انبیاء و متجمین میں فرق، نجات کا فلسفہ (کئی قسطوں میں)، نشان آسمانی، حضرت خلیفہؓ کے گھوڑے سے گرنے کے متعلق، دین کو دنیا پر مقدم کرو۔

1911ء میں آپ کے قلم سے تشحیذ الاذہان میں مندرجہ ذیل عنوانات پر مضامین شائع ہوئے: فرعون موسیٰ، مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے، گوشت خوری، ستیارتھ پرکاش پر ایک مختصر ریویو، ایفائے عہد، ہم مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہیں، بڑے دن یا کرسمس ڈیز۔

الحکم میں انجمن تشحیذ الاذیان کی کوششوں کو تذکرہ:

الحکم 21 فروری 1909ء انجمن تشحیذ الاذہان کی کوششوں اور رسالہ تشحیذ الاذہان کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

''یہ انجمن احمدی قوم کے نونہالوں کی انجمن ہے جس کے بانی مبانی احمدی قوم کے فخر اور مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس انجمن کے سرپرست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تھے ہی مگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہٗ اللہ تعالیٰ اس کے مربی اور محسن رہے انجمن کے جلسوں میں اپنے بہت سے ضروری کام چھوڑ کر بھی خوشی سے حاضر ہوتے اور وقتاً فوقتاً اپنی تقریروں میں انجمن مذکور کے نوجوان ممبروں کی حوصلہ افزائی اور تعلیم سے کام لیتے رہے۔

تشحیذ الاذہان کی موجودہ کامیابی پر سب سے زیادہ خوش اور سب سے زیادہ مبارکباد کے قابل آپ ہی کا وجود ہے۔ اس لئے کہ یہ انجمن جس کی ترقی اور کامیابی کے آپ کے زیر سایہ بڑھی، پھلی پھولی اور ترقی کر رہی ہے اور اس کے خوشگوار پھل آج احمدی قوم کیلئے مایۂ ناز ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلم اور زبان کے بیش قیمت جواہرات انجمن تشحیذ کیلئے سلسلہ کی تاریخ میں در یتیم سمجھے جا کر ہمیشہ قابل عزت سمجھے جائیں گے...... اور اب نظر آتا ہے کہ وہ کام جو ابتدأ شاید بچوں کا کھیل سمجھا جاتا تھا ایک ایسا کام ہے جس سے یقیناً اللہ اور اس کا رسول خوش ہے۔ اور جس پر یقیناً وقت آنے والا ہے کہ بڑے بڑے بوڑھوں کو رشک ہوگا۔ خدمت دین کیلئے بے غرض اور پر جوش نوجوان تیار کر دینا چھوٹی اور آسان بات نہیں ...... میں انجمن کے ممبروں، کارکنوں اور انجمن کے بانی اور سرپرست کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

انجمن کا رسالہ تشحیذ الاذہان حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ بالکل حق بات ہے کہ رسالہ مذکور کے ایڈیٹر کی زبان اور قلم میں بھی وہی شان جلوہ گر ہے جو ہم سب کے آقا اور محبوب مسیح و مہدی کی زبان اور قلم میں تھی۔

اس رسالہ میں چھپنے والے بعض مضامین اتنے بلند پایہ تھے کہ بعض غیر از جماعت اخبارات نے بھی ان کو سراہا اور اپنے صفحات کی زینت بنایا۔ چنانچہ رسالہ تشحیذ الاذہان مارچ 1909ء میں اس کا ذکر اس رسالہ کے مضامین کی عمدگی کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا امر پیش کیا جاسکتا ہے۔ کہ موافقین کے علاوہ مخالفین نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ چنانچہ اخبار وکیل امرتسر نے ایک مضمون سالم کا سالم اپنے پرچہ میں نقل کیا ہے جس کا ہیڈنگ ''کیا تلوار کے زور سے اسلام پھیلا ہے؟'' از قلم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ اس میں کیا شک ہے کہ تشحیذ جماعت کی علمی ضروریات کو بہت حد تک بڑی عمدگی سے پورا کر رہا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی کتاب سوانح فضل عمر جلد اول ص 241 میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت شیر علی صاحب ایم اے جو حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے استاد بھی رہے آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی علمی کاوشوں کو جیسا پایا وہ مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:

''ان پاک جذبات میں سے جنہوں نے ابتداء سے آپ کے اندر نشو و نما پائی ایک جذبہ تبلیغ تھا اور ساتھ ہی اس کی یہ امنگ کہ نہ صرف خود اس کام میں حصہ لیں بلکہ دوسروں کو بھی اس خدمت کیلئے تیار کریں۔ جس طرح ایک ملک کے خیر خواہ اور قوم کے بہی خواہ لیڈر میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ اپنی گری ہوئی قوم کو ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کیلئے اور اپنے دشمنوں سے گھرے ہوئے ملک کو حملہ آوروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کیلئے اور اپنے ہاتھ سے نکلے ہوئے علاقہ کو دوبارہ فتح کرنے کے لئے اور دنیا میں اپنی قوم کی حکومت کو مستحکم اور مظبوط کرنے کیلئے ایک فوج تیار کرے۔ اور اس فوج میں اپنی نوع کے نوجوانوں کو بھرتی ہونے کیلئے تحریک کرے۔ اور بھرتی ہونے والوں کو قوائد جنگ کی تعلیم دے اور انکو ضروری اسلحہ سے مسلح کرے۔ یہی جذبہ لڑکپن کے زمانہ میں آپ کے سینہ میں موجزن تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی اسی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی حضور سے اجازت حاصل کر کے ایک رسالہ جاری کیا جس کا نام حضور نے آپ کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اور ان اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے جن کے ماتحت آپنے اس رسالہ کے اجراء کا ارادہ فرمایا تھا تشحیذ الاذہان رکھا۔ یعنی ایسا رسالہ جس میں مضمون نویسی کی مشق کر کے سلسلہ کے نوجوان اپنی علمی طاقتوں اور اپنے ذہنوں کو تیز کریں گے۔ اور آپ نے اس رسالہ کے متعلق ایک انجمن قائم کی جس کے سپرد اس رسالہ کا انتظام اور اس کی ترقی کیلئے کوشش کرنا اور نوجوانوں میں مضمون نویسی اور علمی ترقی کی رغبت پیدا کرنا تھا۔ اور آپ ہر ایک ذریعہ سے کوشش کرتے تھے کہ کثرت سے لوگ اس تحریک میں شریک ہوں۔

اس رسالہ کے علاوہ آپ نے انجمن تشحیذ الاذہان کے زیر اہتمام ایک مجلس بھی قائم کی جس کا نام مجلس ارشاد تھا اور اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ تبلیغی فوج میں بھرتی ہونے والے نوجوان اسلامی جدال کیلئے اس دوسرے ہتھیار کو بھی چلانے میں مشاق ہوں جس کا نام تقریر ہے۔ یعنی وہ تحریر اور تقریر دونوں ہتھیاروں سے حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی لڑائیاں لڑنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ پھر چونکہ آپ کی خواہشات کی جولانگاہ صرف ہندوستان نہ تھا بلکہ آپ تمام دنیا کو اسلام کیلئے فتح کرنا چاہتے تھے اور آپکی اسی نوجوانی کے زمانہ میں یہ آرزو تھی کہ روئے زمین کے شرق و غرب میں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوا دکھائی دے۔ اس لئے آپ نے مجلس ارشاد کے اجلاس دو حصوں میں تقسیم کر دیئے ایک اردو اور ایک انگریزی ...... یہ کوششیں اگر چہ آپ کی عمر اور قادیان کے حالات کے لحاظ سے چھوٹے پیمانہ پر تھیں، لیکن ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوانی کے زمانہ ہی میں آپ کے دل کے اندر کیا کیا ابال اٹھتے تھے اور کھیل کود کے زمانہ میں آپ کے سینہ کے اندر کس بات کی تڑپ تھی۔ پھر جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی آپ کے کام کا دائرہ بھی زیادہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ آپنے لڑکپن کے زمانہ میں سلسلہ کے نوجوانوں کو اسلام کی قلمی اور لسانی خدمت کیلئے تیار کرنے کی غرض سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا اور مجلس ارشاد کی بنیاد ڈالی تھی۔ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں آپ نے تمام جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی اجازت سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا جس کا نام الفضل ہے اور جو اس وقت جماعت احمدیہ کا قومی آرگن ہے اور قادیان سے روزانہ شائع ہوتا ہے۔ پھر جماعت میں تبلیغی روح پھونکنے کیلئے اور رابطہ اخوت و محبت قائم کرنے کیلئے آپ نے انصار اللہ جماعت قائم کی۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 5 نومبر 1938ء)

پس یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ رسالہ تشحیذ الاذہان نے ابتدائی دور میں تبلیغی و تربیتی امور کو اجاگر کرنے اور دور دور تک پہنچانے میں نمایاں کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دینی ضروری ہے کہ تقسیم ملک کے بعد یہ رسالہ باقاعدگی سے ربوہ پاکستان میں کثیر تعداد میں شائع ہو رہا ہے

تاریخ احمدیت میں روزنامہ الفضل کا طویل سفر

الفضل سے الفضل انٹرنیشنل تک

از مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ قادیان

حاجی الحرمین شریفین حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بابرکت دور خلافت میں جبکہ ایک طرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیرونی مخالفت بڑھتی جا رہی تھی اور دوسری طرف جماعت میں اندر ہی اندر ایک ایسا عنصر پیدا ہو رہا تھا جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی اور پاک تعلیم سے جماعت کو دور لے جانے کی کوشش کر رہا تھا ایسے وقت میں سیدنا حضرت المصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ جن کے بارہ میں الٰہی نوشتہ میں درج ہے کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" نے 1913 میں ایک اخبار جاری کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس کا نام الفضل تجویز فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ اخبار کی پہلی اشاعت 19 جون 1913ء کو ہوئی۔ اور اس کے پہلے ایڈیٹر خود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ جو اس اخبار کے بانی بھی تھے بنے۔

الفضل کی ضرورت واہمیت

ایک موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل کے اجراء کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"بدر اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا الحکم اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا اور جب نکلتا بھی تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہو چکی تھیں بہت گراں گزرتا تھا۔ ریویو ایک بالا ہستی تھی جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا میں بے حال وزر تھا، جان حاضر تھی، مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے ان کی سستی کو جھاڑے ان کی محبت کو ابھارے ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش نہ وہ ممکن تھی نہ یہ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی امید بر آنے کی صورت ہوئی"

حضور کی یہ پاکیزہ امید برآنے کی جو صورت ہوئی اور جو نہایت مکرم وجود اس کا باعث بنے ان کے گراں بار احسان سے جماعت احمدیہ تا قیامت سبکدوش نہیں ہو سکتی ہے۔

اخبار الفضل کی گرانقدر مالی خدمات

اس سلسلہ میں حضورؓ نے اول تو ایک خاتون مبارکہ کا ذکر فرمایا جسے خدا تعالیٰ نے حضور کی حرم اول ہونے کا شرف بھی عطا کیا اور ان کی اس شاندار قربانی اور ایثار کو نہایت ہی شاندار رنگ میں یوں بیان فرمایا کہ:

خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریمؐ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شائد سب سے زیادہ مذموم تھا اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔

یہ زیور حضور نے خود لاہور جا کر پونے پانچ سو روپیہ میں فروخت کئے۔ یہ تھا الفضل کا ابتدائی سرمایہ یہ اتنی قیمتی امداد تھی کہ اس کا اندازہ حضور کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی کسی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا اور میرے لئے خدمت کا کونسا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روز مرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بیش قیمت امداد::

دوسرا مبارک وجود جس نے الفضل کے جسد میں روح پھونکی حضرت ام المومنینؓ کا ہے آپ نے اپنی ایک زمین جو ایک ہزار روپیہ میں بکی الفضل کیلئے عنایت فرمائی اور اس طرح آپ نے جماعت احمدیہ پر اتنا بڑا احسان فرمایا جو رہتی دنیا تک فیض یاب کرتا رہے گا۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی امداد::

تیسرا قابل صد احترام وجود حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کا ہے جنہوں نے اس کام کے لئے کچھ نقد اور کچھ زمین دی۔ جو تیرہ سو روپیہ میں فروخت ہوئی اور اس طرح وہ مقدس سرمایہ جمع ہوا جو الفضل کے چلانے میں کام آیا۔

الفضل کا اجراء بہت دعاؤں سے ہوا::

الفضل کے اجراء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خدا تعالیٰ کے حضور جو التجائیں کیں اور جن پاک ارادوں نیک خواہشات اور اعلیٰ عزائم کا اظہار فرمایا ان کا کسی قدر اندازہ ذیل کے الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ حضور نے لکھا:-

خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں الفضل جاری کرتا ہوں اپنے ایک مقتدا اور راہنما، اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحر ناپیدا کنار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا اے میرے طاقتور بادشاہ اے میرے رحمان و رحیم مالک اے میرے رب میرے مولا میرے ہادی میرے رازق میرے حافظ میرے ستار میرے بخشنہار ہاں اے میرے شہنشاہ جس کے ہاتھوں میں زمین آسمان کی کنجیاں ہیں اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے، جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں جو پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے جو مار کر پھر جلائے گا اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے ہاں اے میرے دلدار میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے میرے حقیقی مالک میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کیلئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے ماموروں کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ تو میرے ارادوں کا واقف ہے میری پوشیدہ باتوں کا راز دار ہے میں تجھی سے اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں۔

اس سلسلہ میں حضور نے لکھا:-

اے میرے مولیٰ اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا"

الفضل کے متعلق خدا تعالیٰ کے حضور مصلح موعودؓ نے مندرجہ الفاظ میں نہایت درد اور کرب کے ساتھ دعائیں کیں جسے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ نے دنیا کی رہنمائی کا منصب عطا فرمایا اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ الفضل کا اجراء نہایت ہی مبارک ہاتھوں سے ہوا وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کیسی جامع، کس قدر وسیع اور کتنی دلگداز دعاؤں پر اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

الفضل کا 1913 سے 1942 تک کا سفر::

الفضل کا پہلا پرچہ درمیانے سائز کا 16 صفحات پر نکلا اور ایک خاص پروگرام کے مطابق مضامین پر مشتمل ہفتہ وار شائع ہوا اور روز بروز مقبولیت حاصل کرنے لگا دسمبر 1913 کے سالانہ جلسہ پر تین دن یعنی 26-27-28 دسمبر اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا۔ 11 مارچ 1914 تک الفضل کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایڈیٹر ہونے کا فخر حاصل رہا۔ چنانچہ الفضل کے سرورق پر حضور کا اسم گرامی بحیثیت ایڈیٹر شائع ہوتا رہا اور یکم دسمبر 1914 تک کے پرچہ پر پروپرائٹر پبلشر اور پرنٹر کے طور پر بھی حضور ہی کا نام لکھا جاتا رہا مگر جب خدا تعالیٰ نے اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت آپ کو خلافت کے نہایت بلند اور عالی مرتبہ مقام پر متمکن فرما کر آپ کا حلقہ عمل نہایت وسیع کر دیا اور آپ کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ فرما دیا تو 25 مارچ 1914ء سے قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا نام بطور ایڈیٹر شائع ہونے لگا۔ اور 3 دسمبر 1914ء کے پرچہ سے الفضل کا پرنٹر و پبلشر بننے کی سعادت حضورؓ نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کو بخشی جو سوائے اس وقفہ کے جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ ولایت گئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک اس منصب پر سرفراز رہے۔

28 مارچ 1914 سے الفضل عارضی طور پر ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا اور اس کے تمام اخراجات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی جیب سے عنایت فرماتے تھے جن کے مقابلہ میں آمد بہت کم تھی اس لئے جون 1914 میں جب الفضل کی دوسری جلد شروع ہوئی تو اخبار کا سائز 26×20 کی بجائے 22×18 کر دیا گیا اور اس جلد کے 27 اگست 1914ء تک کے پرچوں پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا نام بطور ایڈیٹر چھپتا رہا۔ چونکہ اس زمانہ میں اخبار پر ایڈیٹر کا نام لکھنا ضروری نہ تھا اس لئے اس کا لکھنا ترک کر دیا گیا اور عملی طور پر یہ ذمہ داری جناب قاضی اکمل صاحب نے اٹھائی جو الفضل کے اجراء کے وقت سے ہی اس کے سٹاف کے ایک سرگرم رکن تھے اور جن کی الفضل سے متعلق خدمات کا ذکر ایک دفعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایسے کریمانہ اور مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ اس پر جناب قاضی صاحب جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔

حضور نے تحریر فرمایا:-

جب الفضل نکلا اس وقت ایک شخص جس نے اس اخبار کی اشاعت میں شائد مجھ سے بھی بڑھ کر حصہ لیا وہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ہیں اصل میں سارے کام وہی کرتے تھے۔ اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو مجھ سے اس اخبار کا چلانا مشکل ہوتا رات دن انہوں نے ایک کر دیا تھا قاضی صاحب موصوف کے سپرد چونکہ الفضل کی مینیجری کے علاوہ اور کام بھی تھا اور الفضل کا حلقہ عمل روز بروز وسیع ہوتا جا رہا تھا اس لئے ایک مستقل ایڈیٹر کی ضرورت محسوس کی گئی اور ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کو جو ایک عرصہ تک مختلف اخبارات میں کام کر چکے تھے اور اس وقت دہلی میں کتابوں کی دکان کرتے تھے بلا لیا گیا جنہوں نے جون 1915 میں الفضل کی ایڈیٹری کا کام سنبھال لیا۔ الفضل کے بہت بڑے اخراجات کے لئے چونکہ اس کی آمدنی کافی نہ تھی اور اڑھائی سال کے عرصہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے پاس سے قریباً پانچ ہزار روپے اس پر صرف فرما چکے تھے ادھر حالات بھی کچھ پرسکون ہو رہے تھے۔ خلافت حقہ کے خلاف جو طوفان اٹھا تھا وہ اپنا سارا زور صرف کر کے ڈھیلا پڑ چکا تھا جماعت کا کثیر حصہ خلافت ثانیہ کی کامل اطاعت کا شرف حاصل کر چکا تھا اس لئے اس احتیاط کے ساتھ کہ الفضل جتنے صفحات تین بار شائع ہونے کی صورت میں ہفتہ وار دیتا تھا اتنے ہی دو بار شائع ہونے پر دے۔ اسے 10 نومبر 1915ء سے ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔ لیکن جب سالانہ جلسہ قریب آیا تو 8 دسمبر سے 28 دسمبر تک عارضی طور پر تین بار کیا گیا 11 جنوری 1916 تک باوجود صحت کے بے حد کمزور ہونے کے ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم الفضل کی ایڈیٹری کی ذمہ داری سے فارغ ہو گئے اس کے بعد کچھ دن جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کے سپرد یہ کام رہا۔ اور پھر یہ ذمہ داری قاضی اکمل صاحب پر ڈالی گئی 4 جولائی 1916 تک یہی انتظام رہا اس کے بعد یہ ذمہ داری مکرم غلام نبی صاحب پر ڈالی گئی جسے موصوف نے نہایت خوش اسلوبی سے 1963 تک ادا کیا۔

جون 1914 سے جون 1924 تک یعنی پورے دس سال الفضل 22×18 سائز پر چھپتا رہا اور جنوری 1916ء سے جون 1924 تک ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا رہا 1920 میں جبکہ ہفتہ میں دو بار شائع ہو رہا تھا اسے روزانہ کرنے کی تحریک کی گئی۔ جولائی 1924 میں خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ الفضل کو اس سائز پر شائع کیا جائے جس پر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جاری کیا تھا اور جب حضور ولایت تشریف لے گئے تو 31 جولائی 1924 سے ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ جو 8 دسمبر 1925 تک جاری رہا اور 11 دسمبر 1925ء سے دو بار کر دیا گیا۔ 1927 میں آریوں کی طرف سے ''رنگیلا رسول'' کی اشاعت اور اس کے متعلق جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کی وجہ سے جب مسلمانوں کے جذبات کو بے حد ٹھیس لگی اور ان میں سخت بے چینی پیدا ہوئی ادھر آریوں نے رسول کریم کی مزید توہین کرنے کی مہم شروع کر دی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے اندمال کی طرف توجہ فرمائی اور ان ایام میں کچھ عرصہ کے لئے الفضل روزانہ کر دیا گیا 1929ء میں پھر الفضل کو مستقل روزانہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا 8 نومبر 1929 سے حجم میں چار صفحہ کے مزید اضافہ کے ساتھ 16 صفحہ کا شائع ہونے لگا۔ لیکن 1930 میں جب مستریوں نے فتنہ اٹھایا اور اندرونی و بیرونی مخالفین نے ان کی امداد میں کھڑے ہو کر طوفان بے تمیزی برپا کر دیا تو الفضل 15 اپریل 1930 سے ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا پھر 20 مئی سے ہفتہ میں تین بار اور 7 مارچ 1935 تک سہ روزہ ہی رہا جیسا کہ 1934 کے آخر میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو فتنہ شروع کیا تھا اور جو روز بروز تمام سرکاری اور غیر سرکاری مخالفوں کی پوشیدہ اور کھلی امداد سے بڑھتا جا رہا تھا اس کے انسداد کی ضرورت پیش آئی اس کے مقابلہ کے لئے 5 فروری 1935 کے پرچہ میں اخبار کو روزانہ کرنے کا اعلان کیا گیا لیکن چونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے اجازت دینے میں غیر معمولی تاخیر کی اس لئے 8 مارچ 1935 سے الفضل روزانہ کیا جا سکا۔ روزانہ الفضل کا پہلا پرچہ 8 مارچ کو چار صفحہ کا شائع ہوا اس وقت تجویز یہ تھی کہ سہ روزہ الفضل حسب معمول شائع ہوتا رہے اور تین دن چار صفحہ کا شائع ہو لیکن چند ہی روز کے بعد یعنی 26 مارچ 1935 سے چار صفحہ کا پرچہ آٹھ صفحہ کا کر دیا گیا۔ اگرچہ اس عرصہ میں بھی ضرورت کے مطابق بعض پرچے 24 صفحات تک کے بھی شائع کئے گئے اور خطبہ جمعہ کا پرچہ مستقل طور پر 16 صفحہ کا شائع کیا جاتا لیکن یکم جولائی 1936 سے مستقل طور پر ہر پرچہ 12 صفحہ کا اور خطبہ جمعہ کا پرچہ کم از کم 16 صفحہ کا رنگدار شائع کیا گیا مگر باوجود اخراجات میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کے قیمت وہی رکھی گئی جو چار صفحہ کا روزانہ کرنے کے وقت تجویز ہوئی تھی۔ یعنی پندرہ روپے سالانہ۔ آخر جب 1937ء میں جنگ کی افواہیں پھیلنے پر کاغذ اور دیگر سامان طباعت بہت گراں ہو گیا اور ادھر احرار کا فتنہ انتہا کو پہنچ کر ختم ہو گیا تو جماعت میں روزانہ اخبار کی ضرورت کا احساس کم ہونے لگا اور وہی الفضل جو فتنہ احرار کے زوروں پر ہونے کے ایام میں پانچ پانچ ہزار چھپا اور عام طور پر بھی اس کی اشاعت تین ہزار تک پہنچ گئی تھی دو ہزار سے کم رہ گیا تو اخراجات کی مشکلات سے مجبور ہو کر 20 اکتوبر 1937 سے پرچہ 8 صفحہ کا کرنا پڑا۔ تاہم خطبہ جمعہ کا پرچہ 16 اور 20 صفحات پر ہی شائع کیا گیا آخر اسے بھی 12 صفحہ کا کرنا پڑا۔

خلافت جوبلی کی مبارک تحریک پر الفضل کا شاندار جوبلی نمبر بھی شائع کرنے کا اللہ نے ادارہ الفضل کو موقعہ عطا فرمایا اور یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہر ایسے موقعہ پر جب جماعت کے خلاف کوئی فتنہ اٹھا الفضل سینہ سپر ہو کر پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ میدان عمل میں نکل آیا۔

الفضل کی خدمات کے مختلف اہم پہلو

خلفاء کرام کے خطبات جمعہ خطبات عیدین خطبات نکاح اسی طرح درس القرآن اور تقاریر اور بالخصوص سیدنا حضرت المصلح موعودؓ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بعض مضامین بھی شائع کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے بعض قلمی عکس کی بھی اشاعت ہوئی اسی طرح احمدیہ مشنوں کی تبلیغی و تربیتی رپورٹیں اس کے علاوہ صداقت اسلام واحمدیت، مخالفین اسلام واحمدیت کے اعتراضات کے جوابات، غیر مذاہب کے متعلق تحقیقی مضامین فضیلت اسلام تمدن اسلام کی برتری تاریخ اسلام علمی و تربیتی اور تبلیغی مضامین بین الاقوامی اتحاد کے لئے کوشش پر مشتمل مضامین بوقت ضرورت اہل اسلام کی حمایت اور راہنمائی پر مشتمل مضامین، کی اشاعت ہوتی چلی آ رہی ہے۔ الفضل نے اپنے مضامین کے لحاظ سے طبقۂ نسوان کی بھی بہت خدمت کی ہے۔ بعض اوقات الفضل کا مشکل حالات سے بھی گزر ہوا ہے۔ مثلاً یہ کہ الفضل پر بعض مقدمات بھی ہوئے خاص طور سے 1923 میں ایک شخص ظہیر الدین اڑوچی نے ایڈیٹر و پرنٹر پر مقدمہ دائر کیا جو قریب سات ماہ تک گوجرانوالہ میں زیر سماعت رہا۔ مکرم حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جماعت کی طرف سے بطور وکیل پیش ہوتے آخر 22 اپریل 1924 کو مجسٹریٹ نے استغاثہ خارج کرتے ہوئے لکھا:-

استغاثہ کو بے بنیاد اور فضول قرار دیتا اور ڈسمس کرتا ہوں

نیز مستغیث کے متعلق لکھا کہ:-

وہ وجہ بتائے کہ اس کے اس ناحق استغاثہ کی وجہ سے مستغاث الیھم کو کیوں معقول ہرجانہ نہ دلایا جائے

دوسرا مقدمہ غیر مبائعین کی طرف سے الفضل میں ایک مضمون شائع ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔ اس مضمون کے مقابل پر غیر مبائعین کی طرف سے الفضل کے خلاف ''پیغام صلح'' (غیر مبائعین کا اخبار) میں ایک مضمون شائع کیا گیا جس کی بناء پر جماعت کی طرف سے ''پیغام صلح'' پر مقدمہ دائر کیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ بالکل مساوی الفاظ میں مصالحت نامہ لکھا گیا اس مقدمہ کی پیروی بھی وکیل کی حیثیت سے محترم چوہدری حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کی۔

اس طرح ایک مقدمہ احرار کی طرف سے بھی کیا گیا تھا۔ اس کے بعد آج تک بھی الفضل کئی مخالف کے ادوار سے گزرنے کے باوجود اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

(ماخوذ از الفضل 28 دسمبر 1939ء خلافت جوبلی نمبر مرتبہ محترم غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل)

1943ء سے تا حال یعنی 2002 تک روزنامہ الفضل کے ایڈیٹران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆1943 تا جنوری 1944 مکرم رحمت اللہ خان صاحب شاکر

☆1944 تا 1963 مکرم غلام نبی صاحب

☆ یکم جنوری 1963 مکرم روشن دین صاحب تنویر

☆1964 تا 1988 مکرم مسعود صاحب دہلوی مرحوم

☆1998 مکرم نسیم سیفی صاحب

1998 سے تا حال:: مکرم عبد السمیع خان صاحب مدیر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں

اگرچہ روزنامہ الفضل ربوہ سے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اور مخالفین نے کئی مرتبہ اس اخبار کو بند کرنے کی کوششیں کیں بالخصوص ضیاء الحق کے دور میں اخبار کی طباعت پر پابندی لگائی گئی اور اس وقت سے لیکر اب تک بیسیوں بے بنیاد مقدمے بھی اخبار کے خلاف چل رہے ہیں پھر بھی یہ اخبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل::

الفضل کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کی دعاؤں کے نتیجہ میں یہ برکت عطا فرمائی ہے کہ ایک طرف یہ پاکستان سے روزنامہ شائع ہو رہا ہے تو دوسری طرف سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ربوہ سے ہجرت کے بعد ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل کے نام سے یہ اخبار شائع ہوتا ہے جس کا پہلا پرچہ جنوری 1994 میں شائع ہوا اس کے پہلے مدیر مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب بنے۔ مارچ 1994 سے مکرم نصیر احمد قمر بحیثیت مدیر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اخبار کے چلانے کیلئے ہر قسم کی مالی اور قلمی امداد کی توفیق بخشے اور اس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔☆

تقسیم ملک کے بعد "بدر" کی پچاس سالہ خدمات

تاریخی جھلکیاں اور گرانقدر تاثرات

(قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر)......

تقسیم ملک کے بعد جہاں جماعت کی کثیر تعداد اور خلیفۂ وقت کو ہجرت کر کے پاکستان جانا پڑا اور مرکز قادیان بالکل الگ تھلگ رہ گیا بیرون قادیان کی جماعتیں بھی اپنے مرکز سے بالکل کٹ گئیں اور کوئی ایسا ذریعہ باقی نہ رہا جس سے ایک دوسرے کے حالات وواقعات جانے جاسکیں اور وہ رابطہ نہ رہا جس سے جسد میں روح باقی رہتی ہے۔اس ضرورت اور کمی کو پورا کرنے کے لئے بزم درویشان نے ایک ماہنامہ رسالہ جاری کیا اور قادیان میں گزرنے والے شب و روز کو کسی طرح محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی۔لیکن یہ بہت محدود پیمانے پر ایک عظیم کوشش تھی دوسری طرف بیرون قادیان ہندوستان کی دیگر جماعتوں کو بھی مرکزی حالات و پروگرام سے جلد از جلد آگاہ ہونے کے لئے ایک اخبار کی فوری ضرورت تھی چنانچہ 1950ء کے جلسہ سالانہ میں ہونے والی مجلس مشاورت میں قادیان سے ایک ہفتہ وار اخبار کے اجراء کا مشورہ کیا گیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اجراء کی منظوری دیتے ہوئے اخبار کا نام بدر تجویز فرمایا۔چنانچہ 20 دسمبر 1951ء کو نمونہ کا پرچہ اور پھر حکومت کی طرف سے اجراء کی ڈکلیریشن ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے نہایت کم مائیگی اور بے سروسامانی کے عالم میں 7 مارچ 1952 سے بارہ صفحات پر مشتمل باقاعدہ اخبار کی اشاعت شروع ہوگئی جسکی قیمت 6 روپے سالانہ مقرر ہوئی حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے بدر کے اجراء پر درج ذیل برقی پیغام بھجوایا جو نمونہ کے پرچہ میں شائع ہوا۔

''میں بدر کے اجراء پر خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ یہ درحقیقت اس بدر کامل کا نیا ظہور ہے کہ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں افق قادیان پر طلوع کیا۔میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس طور پر برکت دے کہ یہ اخبار اس جرمِ سماوی کا سارنگ اختیار کرے کہ جس کے نام کا یہ حامل ہے۔اور اللہ تعالیٰ اسے چاردانگ عالم میں آسمانی نور پہنچانے کا موجب بنائے''

ایک اور پیغام میں آپ نے فرمایا:-

''دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنی میں بدر کو بدر بنائے اور وہ اندھیرے میں گھومنے والوں کے لئے روشنی کا ایک مینار ثابت ہو۔بس یہی میرا پیغام ہے۔''

(بدر 3/10 اکتوبر 1957ء)

خلیفۂ وقت کے ہجرت کر جانے سے واقعی نہایت تاریک راتوں کا سا منظر نظر آنے لگا اور ہندوستان کی جماعتیں بے نوری ہونے لگیں۔بدر کے اجراء کے ساتھ ہی گویا چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر جاری ہونے والے بدر نے ان تاریکیوں کو دور کرنا شروع کیا جو چاند کے طلوع ہونے سے دور ہو جاتی ہیں۔سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بدر کے جاری ہونے پر ایک زندہ جاوید پیغام ارسال فرمایا جو بدر کے پہلے شمارہ کی زینت بنا یہ پیغام بدر کے اسی شمارہ میں من وعن دیا جارہا ہے۔

نمونہ کے پرچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات، حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ تحریک جدید، صحابہ کرام کی شاندار قربانیاں، حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ کا مضمون ''مقامات مقدسہ قادیان'' اسی طرح ''قادیان میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں'' حضرت بھائی عبد اللہ الہ دین صاحبؓ کا مضمون، ایک رپورٹ احمدیہ شفاخانہ قادیان اور اہم اور ضروری مواد شائع ہوا۔الغرض یہ وہ شروعات اور بنیاد بنی جس پر بدر 50 سال سے ضوأفگن ہے۔

اصل ڈیوٹیوں کے ساتھ ساتھ بدر کو ان حالات و مشکلات میں جاری رکھنا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے ممکن نہ تھا۔مسودات کی تیاری بدر کی کتابت ریڈنگ اور فائنل کاپی تیار کر کے امرتسر لے جا کر چھپوانا اور اس کے مالی وسائل کا مہیا کرنا واقعی سخت محنت اور مستقل مزاجی اور صبر و ہمت کا متقاضی تھا۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان بزرگان کو جنہوں نے اس نہر خوشگوار کو جاری رکھنے کے لئے کسی بھی رنگ میں حصہ ڈالا کیونکہ یہ وہ آب حیات ہے جس کو قیامت تک آنے والی نسلیں پی کر حیات ابدی حاصل کرتی رہیں گی۔اب تک مدیر، نائب مدیر اور مینیجر کی خدمت اصل ڈیوٹی کے علاوہ زائد وقت میں کی جاتی ہے۔

بدر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توحید باری تعالیٰ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام وانسانیت کی خدمات کے اعلیٰ مضامین، قرآن مجید واحادیث کی تفاسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت ملفوظات ارشادات کے علاوہ خلفاء کرام کے خطبات اور خطابات و مجالس عرفان اور پیغامات بھی بالخصوص شائع ہوتے ہیں بدر ان سے ہی اکتساب نور کر کے ضوءفشانی کرتا ہے اور قارئین کے اخلاقی روحانی اور جسمانی نشو ونما کا باعث بنتا ہے۔بدر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ایسے خطبات بھی شائع کئے جو پہلے اس سے کسی جماعتی اخبار یا کسی رسالہ میں شائع نہیں ہوئے تھے اس میں سے جلسہ سالانہ نمبر 1960ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک اہم غیر مطبوعہ خطاب جو حضور نے 4 اپریل 1947 کو قادیان میں ارشاد فرمایا تھا شائع ہوا۔یہ جلسہ سالانہ نمبر 32 صفحات پر خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوا۔تقسیم ملک کے بعد مرکز قادیان کے حالات کو نہ صرف بدر نے کسی حد تک محفوظ کیا بلکہ بیرون دنیا کو آگاہ کیا اس میں بھی بدر بے مثال ہے۔اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973 میں جلسہ سالانہ پر صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا تو حضور کا یہ خطاب بدر نے پوری تفصیل سے شائع کیا۔اپریل 1974 میں رابطہ عالم اسلامی نے جماعت کے بارے میں غیر اسلامی قرار داد پاس کی تو بدر میں اس قرارداد پر مسلسل چار قسطوں میں مدلل تبصرہ شائع ہوا۔1974 میں ہی جب پاکستان میں جماعت کو بین الاقوامی سازش کا نشانہ بنایا گیا تو بدر کو حق و انصاف کی آواز بلند کرنے کی توفیق ملی اور وہاں کے لرزہ خیز حالات اور احباب جماعت پر مخالفین کے ظلم وستم کی سچی کیفیت شائع کر کے انصاف پسند دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کا موقع ملا۔بدر کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لندن 1984 میں تشریف لے جانے کے بعد جبکہ ربوہ سے الفضل حکومتی پابندی کی وجہ سے شائع نہیں ہورہا تھا اور کوئی مرکزی اخبار جاری نہ تھا بدر نے حضور کے اہم اور تاریخی حیثیت کے حامل خطبات کو عالمی طور پر شائع کرنے کا انفرادی مقام حاصل کیا اور بعض عظیم پیشگوئیوں کا گواہ بھی بنا۔حضور کے خطبات کیسٹ سے سن کر لکھے جاتے اور کتابت کروا کر شائع ہوتے بعد میں مکرم عبدالحمید صاحب غازی کے مرتب کردہ خطبات آنے لگے جسے کتابت کر کے شائع کیا گیا اور بدر نے حضور کے خطبات جماعت احمدیہ عالمگیر تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔

1991 میں جب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہندوستان اور قادیان تشریف لائے تو حضور کی تاریخی نوعیت کی مصروفیات وخطابات کو بدر 92 نے ریکارڈ کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا۔ان عظیم سعادتوں کے علاوہ اس پچاس سالہ دور میں بدر نے حضرت خلیفۃ المسیح کے روح پرور وبصیرت افروز خطبات، پیغامات، ارشادات، درس القرآن، مجالس عرفان، نظمیں، حضور کی صحت کے بارہ میں اطلاعات، تازہ رؤیا وکشوف، حضور کی تحریکات شائع کر کے بروقت قارئین تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔

اسی طرح روحانی، علمی، ادبی، تحقیقی، تبلیغی، تربیتی، تاریخی، اخلاقی، سائنسی، طبی نوعیت کے ٹھوس مضامین و نظمیں مرکزی اعلانات، تحریکات، جماعتی وذیلی تنظیموں کی مساعی، بیرونی جماعتوں کی مساعی کا اہم وتاریخی ریکارڈ محفوظ کیا اس کے علاوہ وصایا، افکار و آراء، دعائے مغفرت، ولادت، درخواست دعا، خطوط، اعلان نکاح و شادی، ملکی حالات، کتب پر تبصرے، منظوری عہدیداران، غیروں کے تاثرات بھی شائع کئے گئے۔

جلسہ سالانہ قادیان وربوہ کی چیدہ چیدہ تقاریر، اخبار قادیان، بیرونی وربوہ کی جماعتوں کی مساعی وحالات، ملکی وعالمی معلومات، مسلمانوں اور دیگر ادیان کے اعتراضات وسوالات کے جوابات، معروف شخصیات کے حالات زندگی، حالات حاضرہ، ضروری منقولات، ضروری اداریے، نمائندگان کے دورہ جات کی تفصیلی اشاعت خصوصی طور پر شامل اشاعت رہیں۔نئے قلمکاروں کو جوہر دکھانے کے مواقع بدر نے بافراغت مہیا کئے۔

بدر کے عمومی پرچوں کے علاوہ خاص مواقع پر دیدہ زیب معلوماتی خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے۔ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر خاص نمبر کی اشاعت کا التزام رہا اسی طرح سیرت النبیؐ نمبر، مسیح موعودؑ نمبر، خلافت نمبر، مصلح موعودؓ نمبر، قرآن مجید نمبر، تحریک جدید نمبر، قریباً ہر سال مقررہ دنوں میں شائع ہوتے رہے۔وقتاً فوقتاً پیشوایان مذاہب نمبر بھی شائع کئے گئے۔اس کے علاوہ تاریخی حیثیت کے بعض خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆......1965 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر آپ کے متعلق خصوصی مضامین شائع ہوئے۔

☆......نومبر 69 میں حضرت بابا نانک کی پانچ سو سالہ برسی پر یادگاری شمارہ ''نانک نمبر'' شائع ہوا۔

☆......دسمبر 1972 میں لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تقریب پر لجنہ کی کارگزاریوں پر خصوصی نمبر شائع ہوا۔

☆......مئی 1973 میں پہلی بار خلافت نمبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی خوبصورت تصاویر کے ساتھ تین کلر میں شائع ہوا اور یہ نمبر ضلع گورداسپور کے اخبارات میں اول قرار پایا۔

☆......دسمبر 1977 کو بدر کی سلور جوبلی کے موقع پر بتیس صفحات کا تصاویر کے ساتھ خصوصی شمارہ۔

☆......جولائی 1978 کے شماروں میں ''مسیح کی صلیبی موت سے نجات'' کے اہم موضوع پر لندن میں سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کی روداد چھپی۔

☆......دسمبر 79 میں چودھویں صدی نمبر چھتیس صفحات پر شائع ہوا۔

☆......ستمبر 1980 بہائی میگزین کے علمی نمبر پر بدر کی خصوصی اشاعت۔

☆......اکتوبر 1981 میں ذیلی تنظیموں کے

اجتماعات کا خصوصی نمبر۔

☆...... جون 82 حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر اور خلافت رابعہ کے انتخاب پر خصوصی مضامین کی اشاعت۔

☆...... ستمبر اکتوبر 82 میں سپین میں سات سو سال بعد مسجد بشارت کے افتتاح کی خصوصی رپورٹیں۔

☆...... اکتوبر 83 میں براعظم آسٹریلیا میں پہلی مسجد کے سنگ بنیاد پر حضور انور کا معرکۃ الاراء خطاب اور اسی طرح دورہ کی تفاصیل چھپیں۔

☆...... مارچ 87 کے خطبہ میں حضور انور نے تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر کے علماء کو چیلنج دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر قسم کھالیں کہ وہ جماعت کے خلاف جو پروپیگنڈا کر رہے ہیں اس میں وہ جھوٹے نہیں اگر جھوٹے ہیں تو خدا کی لعنت۔

(بدر 87-4-9)

☆...... جون 88 میں حضور انور نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین مکفرین و مکذبین کو مباہلہ کا کھلم کھلا چیلنج دیا یہ چیلنج بدر میں 28 جولائی اور 29 ستمبر 88 میں دوبار شائع کیا گیا۔

☆...... حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی وفات پر بدر کے خصوصی مضامین۔

☆...... مارچ 89 کو "صد سالہ جوبلی جشن تشکر نمبر" 56 صفحات اور خوبصورت ٹائٹل پر شائع ہوا اس شمارہ میں اقوام عالم میں امن و اتحاد پیدا کرنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام شائع ہوا۔

☆...... دسمبر 91 "صد سالہ جلسہ سالانہ نمبر" چالیس صفحات پر جلسہ کے خصوصی مضامین پر مشتمل پورا اخبار آفسیٹ پرنٹنگ پر شائع ہوا۔

☆...... دسمبر 93 "انسانیت نمبر" شائع ہوا۔

☆...... اکتوبر 93 کو خلع و طلاق کے فقہی مسائل پر خصوصی شمارہ۔

☆...... مارچ 94 سورج چاند گرہن نمبر بتیس صفحات پر۔

☆...... دسمبر 94 "تعلیم نمبر" بتیس صفحات پر۔

☆...... کوئمبتور تامل ناڈو میں جماعت احمدیہ اور جمیعت اہل قرآن والحدیث کے مابین نوروزہ کامیاب تاریخی مناظرہ ہوا 72 گھنٹے مدلل بحث ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس صدی میں اتار لانے والے اور کانے دجال کے گدھے کو ظاہری طور پر نکال دکھانے والے علماء کو حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے ایک ارب روپے کا انعامی چیلنج دیا گیا تفصیلی رپورٹ تعلیمی نمبر میں شائع ہوئی۔

☆...... 8 ستمبر 94 سے بدر میں دو ہندی صفحات کا اضافہ کیا گیا جو 22 فروری 96 تک جاری رہا۔ ہندی کی لکھائی چھپائی کے بروقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔

☆...... دسمبر 95 "مسیح موعودؑ نمبر" کتابی شکل میں خوبصورت کتابت آفسیٹ پرنٹنگ دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ 140 صفحات پر چھپا جس میں امام مہدی و مسیح موعود کی بعثت آپ کے متعلق پیشگوئیاں اعتراضات کے جوابات اور بیش قیمت مضامین حوالہ جات اور اصل کتب کے ضروری عکس شائع کئے گئے۔ شمارہ ہذا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے والی حدیث پیش کرنیوالے کو بیس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ چیلنج پیش کیا گیا کہ حضرت مسیح کو آسمان سے اتارنے والے کو ایک کروڑ روپیہ دیا جائے گا۔

☆...... دسمبر 96 ڈاکٹر عبدالسلام نمبر۔

☆...... دسمبر 96 اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر۔

☆...... دسمبر 97 جلسہ سالانہ کے موقع پر "آزادی ہند کی پچاس سالہ جوبلی" کی مناسبت سے خصوصی اشاعت 52 صفحات پر دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ جماعتی خدمات کی مختصر جھلک۔

☆...... 98 میں جلسہ سالانہ کے موقع پر تبلیغی مضامین کی خصوصی اشاعت۔

☆ نومبر 99 جلسہ سالانہ کے موقع پر بیعت کے متعلق خصوصی اشاعت چھیالیس صفحات پر

☆...... نومبر 2000 "ملینیم نمبر" عنوان سے آفسیٹ پرنٹنگ اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ مع دیدہ زیب خوبصورت ٹائٹل 228 صفحات کا چھپا جس میں عیسائی دنیا کے لئے پیغام کے علاوہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی، صحافتی، قومی یکجہتی، مالی، تعلیمی، سائنسی، طبی اور خدمت انسانیت کی صد سالہ خدمات اور آزادی کے لئے جماعتی خدمات کی ایک مختصر جھلک کی عکاسی کی گئی نیز "تاریخ احمدیت تاریخوں کے آئینہ میں" کی ایک جھلک اسی طرح بعض نادر و نایاب تصاویر نیز دنیا کے پانچوں براعظموں میں تعمیر مساجد کی ایک ایک تصویر شائع ہوئی۔ ٹائٹل کے آخری صفحہ پر ایم ٹی اے کا اشتہار پورے صفحہ پر شائع کیا گیا الغرض یہ شمارہ جماعت کی مختلف میدانوں میں ترقی اور کامیابیوں پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆...... نومبر 2001 دعوت الی اللہ کے تعلق سے خصوصی نمبر 44 صفحات

☆...... دسمبر 2002 "صحافت نمبر" 48 صفحات جماعت احمدیہ کی سو سالہ صحافت کی ایک جھلک اور بدر کی پچاس سالہ خدمات کا مختصر تذکرہ۔

اس کے علاوہ حسب ضرورت طویل و معلوماتی اداریے بھی بدر کی زینت بنے جس میں بالخصوص "ایڈز قدرت کا بھیانک انتقام" (96ء میں)۔ "دیوبندی چالوں سے بچئے" (96ء میں)۔ "آزادیٔ ہند اور جماعت احمدیہ" (97ء میں)۔ "پاکستان کے بعد اب ہندوستان میں بھی دیوبندی فرقہ پرستی کا زہر" (98ء میں)۔ "اسلامی دہشت گردی -- اصل حقیقت کیا ہے" (2001ء میں)۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں حضور انور کے ہومیوپیتھی کے نسخہ جات (97-96)۔ بدر کی زینت بنے۔ اسی طرح بعض حوالہ جات کے ضروری عکس تحریف شدہ کتب کے اصل و محرف عکس بھی بدر میں شائع ہو کر معلومات کا موجب بنے۔

"وہ پھول جو مرجھا گئے" سلسلہ وار مضامین مکرم چوہدری فیض احمد صاحب درویش قادیان کی طرف سے شروع ہوئے جو ان کی وفات تک جاری رہے۔ اب اس سلسلہ کو مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش نے جاری رکھا ہوا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

بدر کے اجراء کے وقت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ تھے آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ کو بدر کا پہلا پرنٹر اور پبلشر مقرر فرمایا۔ 54-12-14 سے 87-8-6 تک محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے پرنٹر و پبلشر رہے۔ (موصوف آج کل بیمار ہیں ان کی کامل شفایابی کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے) اس کے بعد سے اب تک مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک لمبا عرصہ بدر بورڈ کے صدر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی۔ اس کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم ناظر دعوۃ و تبلیغ نے وفات تک اور اس کے بعد محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری صدر نگران بدر بورڈ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس وقت بدر بورڈ کے باقی ممبران درج ذیل ہیں۔

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ ابادی۔ مکرم ظہیر احمد صاحب خادم۔ مکرم منیر احمد صاحب خادم ۔ مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔

☆...... بدر کے پہلے ایڈیٹر مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی 7 مارچ 52ء کو مقرر ہوئے۔ بعدہ

☆...... محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے 7 فروری 54ء کو مقرر ہوئے۔

☆...... مکرم محمد حفیظ صاحب بقاپوری 8 ستمبر 56 کو مقرر ہوئے۔

☆...... محترم خورشید احمد صاحب انور 13 دسمبر 79 کو مقرر ہوئے۔

☆...... مکرم عبدالحق صاحب فضل 23 جون 88 کو مقرر ہوئے۔

☆...... مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد 19 ستمبر 91 سے قائم مقام ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

☆...... 23 اپریل 1992 سے یہ خدمت مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم بجالا رہے ہیں۔ ایڈیٹر بدر کی منظوری حضور انور مرحمت فرماتے ہیں۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے، محترم محمد حفیظ صاحب بقاپوری، مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی، مکرم خورشید احمد صاحب انور، مکرم جاوید اقبال صاحب اختر مکرم محمد انعام صاحب غوری، مکرم شکیل احمد صاحب طاہر، مکرم سید وسیم احمد صاحب تیماپوری، مکرم بشارت احمد صاحب حیدر، مکرم محمد نسیم خان صاحب بدر کے نائب مدیر رہے۔ اس وقت مکرم منصور احمد صاحب اور خاکسار یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب کی خدمات لمبا عرصہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بحیثیت نائب مدیر اب تک سب سے زیادہ عرصہ خاکسار کو اس خدمت کی سعادت ملی ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ اس پر جتنا بھی شکر بجالاؤں کم ہے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔ اس موقع پر میں اپنے سب اساتذہ کرام کا شکرگزار ہوں جنہوں نے نہایت محبت و شفقت سے اپنے علم سے مستفید فرمایا بالخصوص مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے نہایت شفقت سے کتابت کا فن سکھایا جس کی اشد ضرورت تھی جتنے ایڈیٹر صاحبان کے ساتھ خاکسار کو کام کرنے کا موقع ملا میرے نہایت شفیق اساتذہ ہی تھے انہوں نے میری غفلتوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور قلم چلانے کی تربیت دی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

اس طویل عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز واقعات بھی پیش آئے جس کی داستان بہت طویل ہے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی وقت شائع کی جائے گی۔ جن دنوں خاکسار اکیلا بدر کا کام کرتا تھا بسا اوقات وقت کی کمی کے باعث وقت پر کاپیاں دینے کے لئے خاکسار اپنی اہلیہ و ہمشیرہ مبارکہ نصرت اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب قریشی آف لاہور سے پروف ریڈنگ میں بہت تعاون لیتا رہا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم مرزا عبداللطیف صاحب درویش مرحوم اخبار کے پہلے مینجر مقرر ہوئے آپ اشاعت سے ایک روز قبل اخبار کی کاپیاں لیکر امرتسر جاتے شام کو چھپوا کر لاتے بعض دیگر درویشان کے تعاون سے اگلے روز پرچہ پوسٹ کر دیا جاتا۔ مرزا صاحب کی تبدیلی کے بعد جب تک امرتسر و جالندھر میں اخبار چھپا مکرم بشیر احمد صاحب کالا افغاناں اور بعد میں مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب نہایت مستعدی سے اخبار چھپوا کر لاتے۔ مرزا صاحب کے بعد مکرم قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب ناظر بیت المال خرچ مکرم خلیل الرحمٰن صاحب فانی مکرم خورشید احمد صاحب انور۔ مکرم مظفر اقبال صاحب انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان۔ (موصوف اور ان کے عملہ نے شمارہ ہذا میں لگنے والے عکس کی فراہمی میں خصوصی تعاون دیا ہم ان کے ممنون ہیں) مکرم رفیق احمد صاحب مالاباری نے بحیثیت مینجر خدمت سرانجام دی۔ اس وقت مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم آنریری طور پر یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

بدر کے سب سے پہلے کاتب مکرم قاضی عبدالحمید صاحب خوش نویس مقرر ہوئے اس کے علاوہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب مرحوم استاذی المکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد، مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری، مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم، مکرم سید وسیم احمد صاحب تیماپوری۔ مکرم بشارت احمد صاحب حیدر، مکرم بشیر الدین صاحب ننگلی، اور خاکسار کو بدر کی کتابت کا موقع ملا۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب کی کتابت بدر کے لئے خصوصی اہمیت کی حامل رہی۔ جزاھم اللہ۔

اخبار کی اشاعت امرتسر راما آرٹ لیتھو پریس میں شروع ہوئی اور لمبا عرصہ تک اخبار وہاں چھپا۔ جنوری 1975 میں امرتسر پریس کی خرابی کی وجہ سے اخبار کی طباعت جے ہند پرنٹنگ لیتھو پریس جالندھر سے ہونے لگی۔ 26 جنوری 75ء کو قادیان میں پرنٹنگ پریس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ پرنٹنگ پریس کی لیتھو مشین جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر سے خریدی گئی۔ فضل عمر پرنٹنگ پریس کی تنصیب کے بعد 14 اکتوبر 76 کو پہلی بار بدر قادیان سے شائع ہوا اور اب تک شائع ہو رہا ہے۔

مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش پریس کے پہلے مینجر مقرر ہوئے 1979 میں آپ کو سخت حادثہ پیش آیا اور بائیں بازو پریس میں آکر کٹ گئی۔ موصوف نہایت محنت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے ۔ 1977 میں پریس میں کام کرتے ہوئے ایک حادثہ میں مکرم محبوب احمد صاحب امروہی کا دایاں ہاتھ کچلا گیا اور ان کی دو چھوٹی انگلیاں کاٹنی پڑیں اللہ تعالیٰ ان کو دینی و دنیاوی برکات عطا فرمائے۔ مکرم سلام صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد سے مکرم بدرالدین صاحب مہتاب پریس کے مینجر کی حیثیت

باقی صفحہ (43) پر ملاحظہ فرمائیں

......جماعت احمدیہ کے عربی رسائل......

اور عرب دنیا پر انکے حیرت انگیز اثرات

مکرم عبدالمومن طاہر صاحب سابق ایڈیٹر رسالہ التقویٰ لنڈن

”البشریٰ“(کبابیر)

فلسطین::

کبابیر، فلسطین سے شائع ہونے والے اس عربی مجلہ کے بانی، دیار عربیہ میں خدمات بجالانے والے دوسرے مبلغ، خالد احمدیت، حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم تھے۔ اس رسالہ کو آپ نے شوال ۱۳۵۰ ھجری بمطابق مارچ ۱۹۳۲ء میں جاری فرمایا۔ شروع میں اس کا نام ”البشارة“ (یعنی خوشخبری) تھا مگر جنوری ۱۹۳۵ء میں یہ ”البشریٰ“ (یعنی بہت بڑی خوشخبری) کے نام سے شائع ہونے لگا۔

عام طور پر یہ رسالہ عربی زبان میں ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی انگریزی زبان میں بھی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہ رسالہ زیادہ تر ان ممالک میں جاتا رہا ہے جہاں عربی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اب عمومی مقامی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور بعض ہمسایہ ممالک میں بھی ارسال کیا جاتا ہے۔

دیار عربیہ میں جماعت کا یہ ترجمان مجلہ خدا کے فضل سے ۷۰ سال سے زائد عرصہ سے خدمت اسلام کی توفیق پا رہا ہے۔ چنانچہ کبھی تو یہ یہود کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پر چلائے گئے زہرناک تیروں کے سامنے سینہ سپر رہا۔ کبھی بڑے بڑے پادریوں کے ساتھ ہونے والے تحریری مناظرات کے لئے میدانِ کارزار بنا رہا۔ کبھی بہائیوں کی خلافِ اسلام سازشوں کو بے نقاب کرتا رہا۔ اور کبھی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دفاع میں غیر احمدی علماء کے ساتھ نبرد آزما رہا۔ اسلام کی وہ اصل اور حسین شکل جو مسیح محمدی نے اس دور میں دوبارہ پیش کی ہے اسے اس مجلہ نے عربوں کے سامنے کچھ ایسے دلربا انداز میں پیش کیا کہ وہ انگشت بدنداں رہ گئے اور ان میں سے کئی صلحاء العرب و ابدال الشام آپؑ اور آپ کے آقا پر درود و سلام بھیجنے لگے۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید.

اس رسالہ کے پہلے مدیر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم تھے۔ (اس دوران حضرت منیر الحصنی الشامی صاحب مرحوم آپ کی معاونت فرماتے رہے)۔ جن احباب کو اب تک ”البشریٰ“ کی ادارت کی سعادت ملی ہے ان کے اسماء گرامی مع عرصۂ ادارت درج ذیل ہیں:

مولانا محمد سلیم صاحب مرحوم (۱۹۳۷ء - ۱۹۳۸ء)
مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم (۱۹۳۸ء - ۱۹۵۵ء)
مولانا جلال الدین صاحب قمر (۱۹۵۶ء - ۱۹۶۵ء)
مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر (۱۹۶۶ء - ۱۹۶۷ء)
مولانا بشیر الدین عبیداللہ صاحب مرحوم (۱۹۶۸ء - ۱۹۷۱ء)
مولانا محمد منور صاحب مرحوم (۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء)
مولانا جلال الدین صاحب قمر (۱۹۷۳ء - ۱۹۷۷ء)
مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر (۱۹۷۷ء - ۱۹۸۱ء)
مکرم فلاح الدین عودہ صاحب (۱۹۸۱ء - ۱۹۹۱ء)
مولانا محمد حمید کوثر صاحب (۱۹۹۱ء - ۱۹۹۸ء)
مکرم موسیٰ اسعد عودہ صاحب (۱۹۹۹ء - ۲۰۰۰ء)
مکرم فلاح الدین عودہ صاحب (۲۰۰۰ء - ۲۰۰۱ء)
اور موجودہ مدیر مکرم ڈاکٹر ایمن فضل عودہ صاحب ہیں۔

اثر و نفوذ::

ذیل میں بعض غیر از جماعت عرب شخصیات کی چند شہادتیں درج کی جاتی ہیں جن سے بخوبی پتہ لگتا ہے کہ یہ رسالہ عالم عرب میں کس قدر مقبول تھا اور اس نے خدا کے فضل سے کس قدر شاندار خدمت اسلام کی ہے۔

شرعی عدالت کے وکیل کا تبصرہ::

یافا، فلسطین کے اخبار "الصراط المستقیم" کے مالک اور ایڈیٹر شیخ عبداللہ افندی القلقیلی نے رسالہ البشری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”البشری کا دوسرا شمارہ ایک نئی رائے لئے ہوئے سامنے آیا ہے کہ حقیقی عہد نامہ جدید تو قرآن کریم ہے نہ کہ انجیل جیسا کہ عیسائی خیال کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ یوحنا نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشگوئی کی تھی .... قوم نصاری کے رد میں جناب جالندھری صاحب نے جو کچھ تحریر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ توارت' انجیل اور دیگر صحف انبیاء کا بڑا گہرا علم رکھتے ہیں کیونکہ موصوف اپنے ہر دعوے کو اہل کتاب کی کتب سے ثابت کرکے دکھاتے ہیں۔ آپ کے دلائل نہایت پختہ اور واضح ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ موصوف کو خود خدا تعالی نے عیسائی پادریوں کے مقابلے اور ان کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اگر آپ کو کچھ عرصہ مہلت ملی تو آپ لازماً ان لوگوں کو شکست سے دوچار کر دیں گے اور لازماً نصاری میں سے بہتوں کو اسلام کی طرف ہدایت دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ۔“

(اخبار الصراط المستقیم ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۴ شمارہ ۸۴۷ ۔ بحوالہ "البشری" فلسطین جون ۱۹۳۵ جلد اول شمارہ ۶)

آپ کے دلائل نہایت پختہ اور واضح ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ موصوف کو خود خدا تعالی نے عیسائی پادریوں کے مقابلے اور ان کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اگر آپ کو کچھ عرصہ مہلت ملی تو آپ لازماً ان لوگوں کو شکست سے دوچار کردیں گے اور لازماً نصاری میں سے بہتوں کو اسلام کی طرف ہدایت دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ۔“

روح القدس سے تائید یافتہ::

شرق اردن سے جماعت اخوان المسلمین کے ایک ممبر نے ایڈیٹر البشری کے نام اپنے ۱۸-۱۲-۱۹۳۶ کے خط میں لکھا:

آپ کا موقر رسالہ اتفاقاً میرے ہاتھ لگا اور میں نے فوراً ہی اس کے سارے مضامین پڑھ ڈالے۔ اس میں شائع ہونے والی یہ تحقیقات آپ کی وسیع معلومات، پختہ ایمان اور مضبوط عقیدہ پر گواہ ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مجلہ کے شائع کرنے کے پیچھے، خدا تعالی سے گہرا اخلاص، نیک نیتی اور سچائی سے گہرا پیار کارفرما ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ قلم جو اس مجلہ کو تحریر کرتا ہے اور اس جماعت کے منکرین کے جواب دیتا ہے وہ روح القدس سے تائید یافتہ ہے۔

("البشریٰ" فلسطین دسمبر ۱۹۳۶ جلد دوم شمارہ ۱۲)

کامیاب دفاع رسولؐ پر مبارکباد::

۱۹۷۰ء میں ایک یہودی اخبار میں ہمارے سید و مولیٰ، سید المرسلین، خاتم النبیین محمد ﷺ کے خلاف ایک مضمون نشر ہوا۔ ”البشریٰ“ نے فوراً اس کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ غیر از جماعت احباب نے بھی دلی مبارکباد دی۔ اس ضمن میں موصول ہونے والے پیغامات میں سے دو درج ذیل کئے جاتے ہیں:

پیغام نمبر ۱: یہ خط عکا شہر کی مجلس اوقاف اسلامیہ کے سیکرٹری مکرم محمد حبیشی صاحب کی طرف سے تھا۔ انہوں نے لکھا کہ ہم آپ کے شکر گذار ہیں اور آپ کی پر زور تائید کرتے ہیں کہ آپ لوگ آگے بڑھے اور رسولِ انسانیت اور امن و سلامتی کے پیکر سیدنا محمد ﷺ کے دفاع کا جھنڈا تھام لیا۔ آپ ﷺ تو ہدایت اور دین حق لے کر آئے تھے تاکہ اسے سب ادیان پر غالب کردیں خواہ کافر اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔ ہم آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ۲۴-۴-۱۹۷۰ کو اخبار ”یدیعوت احرونوت“ میں حضرت خاتم النبیین و المرسلین کے خلاف چھپنے والے افتراء کا آپ نے خوب ردّ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار رہو۔ آمین۔

پیغام نمبر ۲: دوسرا خط کابل سے مکرم محمد علی ریان صاحب کا تھا۔ انہوں نے تحریر فرمایا: میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اخبار ”یدیعوت احرونوت“ میں حضرت محمد ﷺ کے خلاف چھپنے والے مقالہ پر خوب احتجاج کیا اور نہایت کامیاب دفاع کیا۔ اس مقالے کے خلاف یہی ایک احتجاجی جواب ہے جو میری نظر سے گذرا ہے حالانکہ ان ممالک میں بے شمار اسلامی تنظیمات ہیں۔

(”البشریٰ“، فلسطین جلد ۳۰ شمارہ ۶ و ۷)

”البشری“، جامعہ احمدیہ ربوہ::

پاکستان سے عربی زبان میں شائع ہونے والا یہ سہ ماہی رسالہ ۱۹۵۸ء سے شروع ہو کر ۱۹۷۳ تک جاری رہا۔ اس کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۵۸ء میں نکلا۔ اس کے سب سے پہلے رئیس التحریر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم تھے۔ اس

کے پہلے شمارہ کے پہلے صفحہ پر "أهدافنا وغاياتنا" کے عنوان سے اس رسالہ کے اجراء کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ اس شمارے کے بیرونی ٹائیٹل پیج پر ہمبرگ (جرمنی) اور ہیگ (ہالینڈ) کی احمدیہ مساجد کی تصاویر ہیں۔ یہ رسالہ نصرت آرٹ پریس ربوہ سے چھپا۔ مارچ ۱۹۵۹ء کے شمارے سے اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ یہ رسالہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے زیر انتظام شائع ہونا شروع ہوا اور مکرم ومحترم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم استاذ الجامعہ اس کے رئیس التحریر مقرر ہوئے۔

اس رسالہ کے طابع وناشر کے طور پر پہلے حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری مرحوم کا نام آتا ہے۔ ان کے بعد سید عبدالباسط صاحب اور ان کے بعد حمید احمد خالد صاحب ایم اے کا نام شائع ہوتا رہا ہے۔ رسالہ کے مساعد التحریر کے طور پر بشیر احمد اختر صاحب اور سجاد احمد صاحب کا نام بھی قابل ذکر ہے۔

ایک نام کا ذکر ضروری ہے اور وہ نام اس رسالہ کے رئیس التحریر محترم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم کا ہے۔ کم وبیش ہر رسالہ میں آپ کا نمایاں حصہ ہوتا تھا۔ بعض شمارے جو خاص شمارے کہلا سکتے ہیں سارے کے سارے آپ کے ترجمہ کردہ مضامین پر مشتمل ہیں۔ مثلاً جلد ۶ میں ایک شمارہ (۳۹ صفحات) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو کتابچہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ ایسا ہی جلد ۸ کا ایک شمارہ (۴۷ صفحات) "ماهي الاحمدية" في الرد على ماهي القاديانية۔ یہ ابوالحسن ندوی کے ایک کتابچہ کے رد پر مشتمل ہے۔ نیز ایک شمارہ میں حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے مضمون "رحمة للعالمین ﷺ" کا عربی ترجمہ ہے۔

ایک اور اہم نام کے بغیر اس رسالہ کا تعارف نامکمل رہے گا۔ یہ رسالہ جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام نکلتا تھا اور اس وقت کے جامعہ کی روح رواں ایک وجود باجود تھا اور وہ تھے اس وقت کے پرنسپل جامعہ احمدیہ حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم (ابن حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ)۔ ان کا نام نامی "رئیس الادارة" کے طور پر رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر ہوتا تھا۔ جلد ۹ عدد ۳۵، ۱۹۷۳ء کے ٹائیٹل پیج پر آپ ہی کی تصویر شائع ہوئی تھی اور اندر پہلے صفحہ پر عنوان تھا: واسيداه، كوكب درّي هوى من سماء الأحمدية (یعنی وائے افسوس! ایک سردار فوت ہو گیا۔ آسمان احمدیت کا ایک اور درخشندہ ستارہ ڈوب گیا۔

مجلہ "التقوی" ...... لندن::

عرب دنیا میں تبلیغ کو وسیع اور تیز کرنے، عرب احمدی احباب سے رابطہ رکھنے، ان کی تبلیغی، تربیتی اور علمی لٹریچر کی ضروریات پوری کرنے، اسی طرح عربی زبان میں تراجم، مزید لٹریچر کی تیاری، اور عربی زبان میں ایک رسالہ کے اجراء کے لئے جنوری ۱۹۸۶ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں ایک مرکزی عربک ڈیسک قائم فرمایا۔ پھر ۱۲۔ ا۔ ۱۹۸۸ کو دعا کے ساتھ آپ نے اس عربی ماہانہ رسالہ کا اجراء فرمایا اور اس کا نام "التقوی" تجویز فرمایا۔ اس کا ایڈیٹوریل بورڈ بھی حضور نے مقرر فرمایا جو درج ذیل احباب پر مشتمل تھا: صفدر حسین عباسی صاحب (چیئر مین بورڈ)، عبدالمومن طاہر صاحب، نصیر احمد قمر صاحب، منیر احمد جاوید صاحب، عبدالماجد طاہر صاحب، حسن عودہ (رئیس التحریر)۔ مؤخر الذکر شخص کو حضور انور نے اس کی بعض حرکات کی بناء پر مارچ ۱۹۸۹ میں معطل کر دیا تھا۔ بعد ازاں وہ جلد ہی مرتد ہو گیا۔

بعد میں حضور انور نے حضرت الحاج محمد حلمی الشافعی صاحب مرحوم اور مکرم عبدالمجید عامر صاحب کے نام بھی اس فہرست میں شامل فرمائے۔

اس رسالہ کے اب تک ہونے والے مدیران اعلیٰ کے اسماء درج ذیل ہیں۔

حسن عودہ مئی (۱۹۸۸ء - فروری ۱۹۸۹ء)

عبدالمومن طاہر (۱۹۸۹ء - ۱۹۹۴ء)

حضرت الحاج محمد حلمی الشافعی صاحب مرحوم (۱۹۹۴ء - ۱۹۹۶ء)

ابوحمزہ التونسی (۱۹۹۶ء - تاحال)

اس مجلہ کا پہلا شمارہ مئی ۱۹۸۸ میں شائع ہوا۔ اب تک اہم ترین شمارہ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر شائع ہونے والا "جوبلی نمبر" ہے۔ اس میں جماعت کی صد سالہ تاریخ بڑے ٹھوس اور دلآویز مقالات اور خوبصورت تصاویر کے ساتھ ایک اچھوتے انداز میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ والحمدللہ۔

مقبولیت ونفوذ::

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ میں بڑی برکت ڈالی۔ باوجود مشکلات کے یہ رسالہ عرب دنیا میں پہنچا۔ بہتوں کے شکوک وشبہات دور ہوئے اور کئی روحوں نے ہدایت پائی۔

یہ رسالہ دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء، مفتیان، فقہاء، مذہبی مفکرین، عرب حکمرانوں، بڑی بڑی لائبریریوں، یونیورسٹیوں اور تنظیموں کو بھجوایا جاتا رہا۔ بعد میں غیر عرب ممالک میں خصوصاً یورپ اور افریقہ وغیرہ میں رہنے والے عربوں اور عربی دان طبقہ کی طرف زیادہ توجہ دی گئی اور دلچسپی لینے والے نادار قارئین کو مفت دیا گیا۔ چنانچہ اس ارشاد پر عمل کیا گیا اور اس کے نہایت بابرکت پھل ملے۔ ان امور کی قدرے تفصیل قارئین ہی کے خطوط اور بیانات کی روشنی میں پیش ہے۔

اہل صحافت کے تبصرے::

ناروے میں مقیم ایک غیر از جماعت عرب صحافی ڈاکٹر احمد ابو مطر لکھتے ہیں:
"اگست ۱۹۹۵ کے شمارہ میں "النصوص الاسلامیہ مقدسہ" کے زیر عنوان مضمون پر میں آپ لوگوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ واقعی آپ نے صحیح اسلامی موقف پیش کیا ہے۔ آج بہت سے لوگ دین کے نام پر کئی قسم کی ہلاکت خیز حرکتیں کر رہے ہیں خصوصاً جو آزادیٔ فکر واجتہاد پر پابندی لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا سب سے بہترین عطیہ عقل انسانی ہے۔"

لبنان کے ایک صحافی محمود رمضان صاحب لکھتے ہیں:
"میں لبنانی ہوں اور جنیوا میں مقیم ہوں۔ مجھے دینی مسائل کے بارہ میں بہت دلچسپی ہے مگر مجھے اسلامی لٹریچر میں بہت سے رخنے اور تضادات نظر آتے ہیں۔ ان تضادات کو سلجھانے کے لئے میں نے بہت مطالعہ اور سوچ بچار کی مگر ناکام رہا۔ خوش قسمتی سے ایک پاکستانی احمدی نوجوان سے ملاقات ہوئی اور اس سے گفتگو کے ذریعے مجھے احساس ہوا کہ اس شخص کے پاس قرآن کریم کی مشکل آیات کی ایسی تفسیر ہے جو نہایت معقول ہے۔ اس تفسیر سے قرآنی آیات میں بظاہر نظر آنے والا تضاد رفع ہو جاتا ہے اور کسی ایسی نامعقول تاویل کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی جو بعض علماء کرتے ہیں۔ خصوصاً وفات مسیح کے بارہ میں احمدیت کا موقف بڑا مدلل اور واضح ہے۔ یہ احمدی نوجوان عربی نہیں جانتا تھا مگر اس نے عربی لٹریچر بھجوانے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں وہ عربی رسالہ "التقوی" کے بعض شمارے لایا۔ مجھے اس رسالہ کا انداز بہت اچھا لگا ہے کیونکہ اس میں جدید سائنس اور وفات مسیح کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مسلک میں حسین تطابق نظر آتا ہے۔ براہ کرم مجھے مزید لٹریچر ارسال کریں شاید اللہ تعالیٰ میری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔

غانا سے ایک مجلہ کے ایڈیٹر مکرم ابو بکری صاحب لکھتے ہیں۔
"میری خوشی کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی جب آپ کی طرف سے اسلام کے روحانی جہاد میں سرگرم یہ رسالہ ملتا تھا۔ مگر آپ اسے بند کرنا چاہتے ہیں۔ اے میرے اسلامی بھائیو...... مجھے اس رسالہ کی شدید ضرورت ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ تو مجھے احمدیت کا تعارف ہوا تھا اور اس جماعت کی عظیم خدمات کا پتہ چلتا ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ اس رسالہ کے تبادلہ میں آپ میرا رسالہ قبول فرمائیں۔ مگر خدارا "التقوی" بھجنا ہرگز بند نہ کریں۔"

لندن میں مقیم ایک بہت بڑے عرب سکالر، صحافی اور کئی کتب کے مصنف الشیخ حسین العاملی لکھتے ہیں۔
"التقوی" میں چھپنے والے امام جماعت احمدیہ کے خلیجی جنگ کے بارہ میں خطبات میں ان دنوں پڑھ رہا ہوں۔ براہ کرم مسلمانوں کے سیاسی مسائل کے حل کے بارہ میں خلیفہ صاحب کے یہ سب خطبات مجھے ارسال کریں۔ کیونکہ مجھے ان خطبات سے اپنی تصنیفات کی تیاری میں بڑی مدد ملے گی۔"

اہل دانش کے تبصرے::

الجزائر سے ایک بہن نے لکھا:
"آپ کا مجلہ "التقوی" ملا۔ میری خوشی کا آپ تصور نہیں کر سکتے۔ بہت حیران ہوئی کہ میرے ایسے بھائی ہیں جنہوں نے تراجم قرآن کر کے ایسی شاندار خدمت کی ہے۔ مگر پاکستانی نام نہاد علماء کی طرف سے ہونے والے ظلم پر افسوس ہوا۔ اس رسالہ کی افادیت کے پیش نظر ہم نے اسے اپنی مسجد کی لائبریری میں رکھا ہے۔ میں بڑی ہی خوشی کے ساتھ آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ جس طرح اسلام کے محاسن پیش کر رہے ہیں میں اس کی دن بدن قائل ہوتی جا رہی ہوں۔ گویا میں بھی آپ میں سے ایک ہوں۔ مجھے تو اسی گھر کی تلاش تھی۔

سری لنکا سے ایک عالم دین مکرم بھیجی

> اسی رسالہ کے ذریعہ مجھے علم ہوا کہ احمدی حقیقی مسلمان ہیں۔ ان کے عقائد میں کوئی ایسی بات نہیں جو انہیں بدعتی یا غیر مسلم قرار دے۔ شیعہ دوسرے مسلمانوں کو کیا کچھ نہیں کہتے مگر اس کے باوجود انہیں غیر مسلم قرار دینے کی کوئی جرأت نہیں کرتا، تو احمدیوں کو جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں کوئی کس بناء پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے سکتا ہے؟ یہ بگڑے ہوئے علماء، حدود اللہ کو بدلتے اور احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ میرے نزدیک تو احمدی دوسرے مسلمانوں سے بہت بہتر اسلام رکھتے ہیں کیونکہ وہی ہیں جو اسلام کی بہترین رنگ میں تبلیغ کرتے ہیں...... (ڈائریکٹر مرکز محمود للدعوة الاسلامیة نائجیریا)

صاحب کس مؤمنانہ انکساری اور تواضع سے لکھتے ہیں:

''میں نے ہندوستان سے مولوی فاضل کیا ہے۔ مجھے احمدیت کا قبل ازیں کچھ زیادہ علم نہ تھا۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ میں تو اس گدھے کی طرح کی تھا جس پر کتابیں لدی ہوں۔ الحمد للہ کہ اس نے مجھے بچا لیا اور میرا دل کھول دیا تا کہ حق اس میں داخل ہو۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ کولمبو میں ''بیت الحمد'' کے امام صاحب نے ''التقویٰ'' رسالے کے بعض شمارے ارسال کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔''

تیونس سے محمد شریف صاحب لکھتے ہیں۔

''مجھے ''التقویٰ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں تو ایسے اسلامی اور تحقیقی مضامین ہیں جو رواداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ امت مسلمہ کو اس وقت ایسے ہی رسالوں کی شدید ضرورت ہے۔ اس کے جوبلی نمبر نے تو مجھے حیران کر دیا۔ تعجب ہے کہ ایسی جماعت سے اب تک ہم کیسے بے خبر رہے؟! ہمارے علماء نے تو آپ کی جماعت کے بارہ میں ہمیں اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ براہ کرم ایسی نیک جماعت کے بارہ میں مزید معلومات والا لٹریچر دیں۔ اس جماعت نے تو واقعی اپنے تن من دھن اور اپنے علماء کو دنیا بھر میں اسلامی اقدار پھیلانے کے لئے وقف کر ڈالا ہے۔''

سڈنی آسٹریلیا سے ایک عرب دوست حسین حمید صاحب نے لکھا:

''مجلّہ ''التقویٰ'' میں ''موازنہ تفسیر القرآن'' کے موضوع کے تحت آپ نے نہایت مفید سلسلہ مضامین شروع کیا ہے۔ براہ کرم اسے مکمل کئے بغیر نہ چھوڑیں تا کہ لوگوں کو قرآن کی صحیح اور اس کے شایان شان تفسیر پتہ لگے۔ انہیں قرآن کے عظیم دلائل کی خبر ہو۔ مسلمانوں کی اکثریت قرآن کے معقول اور صحیح مفاہیم سے بے خبر ہے۔ یہ لوگ قرآن کو عقل سے دور سمجھتے ہیں۔ قرآن کے اکثر تراجم وتفاسیر میں خرافات اور اسرائیلیات شامل کر دی گئی ہیں اور افسوس ہے کہ اکثر مسلمان انہی نامعقول تفاسیر سے چمٹے بیٹھے ہیں۔''

مراکش سے محمد القاسمی صاحب لکھتے ہیں:

''میں نے فلسفہ میں ڈگری کی ہوئی ہے۔ میں اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت تصور کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رسالہ کے ذریعہ مجھے صراطِ مستقیم دکھائی۔ میں آپ سے یہ بات چھپا نہیں سکتا کہ میں مجلّہ میں چھپنے والی ہر چیز سے بے حد متاثر اور مسرور ہوتا ہوں۔ اس مجلّہ کا مطالعہ کر کے میں دوسروں کے سامنے سب کچھ بے کم وکاست پیش کر دیتا ہوں جس کی وجہ سے میں نوجوانوں کے حلقہ میں بڑا عالم سمجھا جانے لگا ہوں۔''

اردن سے ہمارے احمدی دوست عبد الرحمان محمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

''میں نے رسالہ ''التقویٰ'' اپنی یونیورسٹی کے بعض دوستوں کو دکھایا تو انہیں بہت ہی اچھا لگا۔ بعض نے مزید کا مطالبہ کیا ہے۔ جماعت کے پیش کردہ افکار پڑھ کر یہ لوگ کہتے ہیں کہ واقعی یہ ایسے انقلابی افکار و خیالات ہیں جو سابقہ غلط افکار یعنی اسرائیلیات کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔ آپ لوگوں کو مبارک ہو۔''

درسگاہوں کے نصاب میں::

افریقہ کے کئی عربی مدارس اور اسلامی مراکز (جو ہماری جماعت کے نہیں) بڑے اصرار کے ساتھ ہمارا رسالہ منگواتے ہیں تا کہ اسے اپنے نصاب میں شامل کریں اور اپنی لائبریریوں میں رکھیں۔ بطور نمونہ نائیجریا کی ایک ایسی ہی درسگاہ ''مرکز محمود للدعوۃ الاسلامیۃ'' کے ڈائریکٹر محمود احمد تیجانی کے متعدد خطوط میں سے بعض اقتباسات پیش ہیں۔ لکھتے ہیں:

''براہ کرم ''التقویٰ'' اور دیگر کتب ہمیں ارسال کریں اور کرتے رہیں تا لوگوں کو پتہ لگے کہ مخالفین کا پراپیگنڈہ کہاں تک درست ہے۔

میں آپ کے رسالہ سے کانو یونیورسٹی میں طالبعلمی کے زمانہ میں متعارف ہوا تھا۔ میں جب بھی لائبریری جاتا آپ کا مجلّہ پڑھتا۔ اس کے تحقیقی مضامین نہایت ہی اعلیٰ پائے کے ہوتے ہیں۔ اسی رسالہ کے ذریعہ مجھے علم ہوا کہ احمدی حقیقی مسلمان ہیں۔ ان کے عقائد میں کوئی ایسی بات نہیں جو انہیں بدعتی یا غیر مسلم قرار دے۔ شیعہ دوسرے مسلمانوں کو کیا کچھ نہیں کہتے مگر اس کے باوجود انہیں غیر مسلم قرار دینے کی کوئی جرأت نہیں کرتا، تو احمدیوں کو جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں کوئی کس بناء پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے سکتا ہے؟ یہ بگڑے ہوئے علماء، حدود اللہ کو بدلتے اور احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ میرے نزدیک تو احمدی دوسرے مسلمانوں سے بہت بہتر اسلام رکھتے ہیں کیونکہ وہی ہیں جو اسلام کی بہترین رنگ میں تبلیغ کرتے ہیں۔

ہاں ایک بات تھی جس کی مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ خاتم الانبیاء، آخر الانبیاءؐ کے بعد نبی کیسے آسکتا ہے؟ مگر جب ''التقویٰ'' کا ایک عرصہ تک مطالعہ کیا تو یہ عقدہ بھی حل ہو گیا۔ مجھے حق الیقین ہو گیا کہ مخالف علماء کی باتیں بے بنیاد، بے دلیل اور خرافات ہیں اور اس بارہ میں جماعت کا عقیدہ ہی حقیقی اسلامی عقیدہ ہے۔

میں اس بات کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ لفظ مسلمان کا سب سے سچا اور حقیقی اطلاق احمدی مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ لفظ مسلم کے آپ ہی سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اور چونکہ اس عظیم حقیقت کا علم مجھے ''التقویٰ'' کے ذریعہ ہوا ہے اس لئے براہ کرم اس رسالہ کے باقی شمارے بھی اگر میسر ہوں تو مجھے ارسال کر دیں تا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تفسیر کی اقساط میرے پاس مکمل ہو جائیں۔ مجھے ان کا ہم نام ہونے پر فخر ہے۔ اسی طرح کلام الامام کا کالم بھی مجھے بہت ہی پسند ہے۔

ہماری درسگاہ کو اس رسالہ کی سخت ضرورت ہے۔ ہم اسے اپنی درسگاہ کی لائبریری میں رکھنا چاہتے ہیں۔ خاکسار خود بھی طلباء، اساتذہ اور دوست احباب کے سامنے احمدیت کی حقیقی شکل پیش کرتا رہتا ہے۔''

یوں لگتا ہے کہ وہ قلم جو اس مجلّہ کو تحریر کرتا ہے اور اس جماعت کے منکرین کے جواب دیتا ہے وہ روح القدس سے تائید یافتہ ہے۔

چین کے صوبے قانسو کے شہر لانچو (Lanzhou) میں ایک دینی درسگاہ المدرسہ العربیہ بلانشتو کے پرنسپل لکھتے ہیں:

''ہمارا یہ دینی مدرسہ ۱۰ سال سے قائم ہے جو یہاں کے مسلمانوں کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں ۲۰۰ سے زائد طلبہ وطالبات ہیں اور ۵ کلاسز ہیں۔ اس کے اکثر اساتذہ برائے نام گذارہ لیتے ہیں۔ اب تک کئی طلباء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ براہ کرم اپنا یہ مشہور رسالہ ہمارے مدرسے کے نام جاری کر کے ہماری مدد کریں اور ہمیشہ ہمیں بھیجتے رہیں۔''

لائبریریوں وغیرہ کی طرف سے مطالبے::

تیونس سے ایک لائبریری کے ہیڈ عبد الحمید عجمی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمیں آپ کے رسالہ کا دوسرا شمارہ ملا ہے۔ اس کے مضامین نہایت بلند پایہ ہیں۔ تحقیقی مقالات بڑے گہرے اور بامقصد ہیں۔ براہ کرم اس مجلہ کے سارے شمارے ہمیں عنایت کریں۔''

سری لنکا کے شہر الوتجد کی ایک مسجد کے امام وخطیب نے اپنے خط میں تحریر فرمایا:

''میں نے ''التقویٰ'' رسالہ میں جماعت کی عربی کتب کا ذکر بھی پڑھا ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ آپ جماعت کی یہ عربی کتب ہماری مسجد کو ارسال کریں۔ میں خود بھی ان سے استفادہ کروں گا نیز دوسرے دوستوں کو بھی دونگا جو ہماری مسجد کی لائبریری سے آپ کا رسالہ ''التقویٰ'' مستعار لے جا کر مطالعہ کرتے ہیں۔''

اسی طرح بیروت سے ''اذاعۃ الاسلام'' نامی تنظیم نے رسالہ باقاعدہ بھجوانے کی درخواست کی۔

عمان کی ایک دینی تنظیم ''دعاۃ'' کے ترجمان لکھتے ہیں:

''میں مجلّہ ''التقویٰ'' بڑی دلچسپی اور گہری نظر سے پڑھتا ہوں۔ اس میں ہر مضمون پر، خواہ دینی ہو یا دنیوی، سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔ اندازِ بیان بالکل اچھوتا اور آسان ہوتا ہے۔ میں یہ رسالہ اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتا ہوں۔''

الجزائر سے جمال اغزدل صاحب نے لکھا:

''مجھے ایک دوست سے مجلّہ ''التقویٰ'' کے چار شمارے ملے ہیں۔ مجھے باقی شماروں کے حصول کا شوق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس اس رسالے کی ساری کاپیاں ہوں تا کہ میں جلد کرا کے اپنی لائبریری میں محفوظ کر لوں اور مختلف مضامین کی تیاری میں ان سے مدد لے سکوں۔''

مضبوط ہتھیار::

گیمبیا میں ہمارے مقامی معلم مکرم علی محب فاتی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ رسالہ عربی قاری کے لئے روشن چراغ اور ہم مبلغین کے لئے مضبوط ہتھیار کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین نہایت دیانت داری، احتیاط اور باریک نظر سے تیار کئے جاتے ہیں۔ زبان نہایت متین، جدید اور خوبصورت ہے۔ ہر تحریر سے اخلاص اور سچی ہمدردی جھلکتی نظر آتی ہے۔ کہیں احادیث مبارکہ ہیں تو کہیں سیرت رسول ﷺ اور کہیں صحابہ کرام کی عظیم قربانیوں کا بابرکت تذکرہ۔ یہ رسالہ تو ہماری تمام دینی، علمی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی عظیم دلیل بن گیا ہے۔ یہ رسالہ حدیث مبارک ''لَو کَانَ الایمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ او رِجَالٌ مِنْ هٰؤلاءِ'' کا واضح نقشہ پیش کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود پر فردی طور پر پوری ہوئی ہے اور اب اجتماعی شکل میں پوری ہو رہی ہے۔

''اے انسانی روحو! خدائے رحمان کی کتنی ہی آیات ہیں جن کے پاس سے تم غافلانہ حالت میں گذر جاتی ہو۔ اے انسانی روحو تم اس داعی کی آواز پر لبیک کیوں نہیں کہتی۔''

موریطانیہ سے محمد سنبری صاحب لکھتے ہیں:

''میں نے اس رسالہ سے وہ فائدہ اٹھایا ہے جو میں نے کئی سال تک اپنی درسگاہ سے نہ اٹھایا تھا۔ ہم جماعت کے بارہ میں بہت کچھ سنتے رہے ہیں مگر اب حقیقت کا علم ہوا ہے۔ کاش میرے اصلی وطن مالی میں بھی آپ کے مراکز اور مساجد ہوں۔ (یاد رہے کہ یہ خط کافی پرانا ہے۔ اب تو خدا کے فضل

سے مالی میں ہمارا مشن اور لاکھوں احمدی احباب ہیں)

میں آپ سے یہ بات چھپا نہیں سکتا کہ میرے بعض عیسائی دوست تھے جو میرے ساتھ اکثر دینی بحث کرتے ہوئے کہتے کہ ہمارا دین سب سے بہتر دین ہے۔ اس کے علاوہ نجات کا کوئی راستہ نہیں۔ مگر میں ان کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکتا تھا کیونکہ ہم لوگ بعض ایسے عقائد رکھتے تھے جو ان کے موقف کی تائید کرتے تھے۔ مگر جب مجھے مجلّہ ''التقویٰ'' ملا تو مین نے اس میں سے بعض باتیں ترجمہ کر کے ان عیسائی دوستوں کو سنانا شروع کیں۔ وہ بھلا ہمارے ان دلائل کو کیسے توڑ سکتے تھے جو انہیں کی مقدس کتاب سے لیے گئے تھے۔ آخر انہوں نے فرار میں ہی عافیت سمجھی۔

مگر دوسری طرف میرے مسلمان دوست ہیں جو مجھے مجلّہ ''التقویٰ'' کے مطالعہ سے منع کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تم نے پہلی دینی درس گاہ میں ہمارے ساتھ جو پڑھا تھا اسی پر اکتفا کرو۔ مگر اس غیر منصف درسگاہ میں تو وہ کچھ پڑھایا گیا تھا جسے عقلِ سلیم دور سے دھکے دیتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ فیصلہ کرنے سے پہلے وہ دونوں اطراف کی سنے ورنہ وہ ظلم کر بیٹھے گا۔''

مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل عالم کا اقرار::

رابطہ عالم اسلامی والے سعودی عرب، کویت اور مصر کی بعض یونیورسٹیوں میں طلباء کو خاص طور پر احمدیت کے خلاف تیار کر کے افریقہ میں کام کرنے کے لئے بھجواتے ہیں۔ لیکن خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ان علماء میں سے اکثر مقابلہ میں آتے ہی پکے ہوئے پھل کی طرح آغوشِ احمدیت میں آ گرتے ہیں۔ پھر یہ بنے بنائے مبلغ، احمدیت کے دفاع میں ''رابطہ'' کے مقابلہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ''رابطہ'' والے انہیں پہلے بڑی بڑی تنخواہیں اور بڑی مراعات دیتے ہیں۔ چنانچہ بورکینا فاسو کے ایک عالم دین مکرم کندا ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں:

میں مدینہ منورہ یونیورسٹی کی شاخ دعوت و ارشاد میں اعلیٰ دینی تعلیم کی ڈگری حاصل کر کے اپنے وطن واپس لوٹا اور دعوت وارشاد میں مصروف ہو گیا۔ ایک روز احمدی مبلغین سے بحث ہو گئی جس میں میں مغلوب رہا۔ اس پر میں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کی اصلیت جان کر رہونگا۔ دوران تحقیق خوش قسمتی سے مجھے ''التقویٰ'' رسالہ کے بعض شمارے ہاتھ لگے جن میں متعدد مسائل پر مضامین تھے۔ یہ مضامین واقعی اسلام کو حقیقی اور خوبصورت شکل میں پیش کر رہے تھے جس پر اہل اسلام کو فخر کرنا چاہیے۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ احمدیت سچی ہے اور میں ۱۹۹۱ء میں احمدی مسلمان ہو گیا۔

یاد رہے کہ اب یہ عالم دین ہمارے مبلغ کے طور پر خدمت اسلام بجالا رہے ہیں۔ الحمدللہ۔

832 بیعتیں::

محترم امیر صاحب سینیگال لکھتے ہیں:

''سینیگال کے CHAKO نامی ایک گاؤں میں میں نے ایک احمدی نوجوان کو ''التقویٰ'' کا جوبلی نمبر دیا۔ اس نے آگے مدرسہ کے عربی کے استاد کو یہ رسالہ دیا اور تبلیغ شروع کر دی۔ استاد نے رسالہ پڑھا اور نوجوان کو کہا کہ جب آپ کے مبلغ آئیں تو مجھے ضرور ملوانا۔ ایک دن خاکسار اس گاؤں کے دورہ پر گیا تو ان استاد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے چند سوالات کئے اور بیعت کر لی اور مجھے کہا کہ اس رسالہ کو پڑھ کر میں نے یقین کر لیا تھا کہ یہ جماعت سچی ہے۔ میں نے اپنے گاؤں میں جو یہاں سے دس میل دور ہے پہلے ہی جماعت کا تعارف کروا دیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے گاؤں چلیں اور احمدیت کا پیغام دیں۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے اور سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔ اس استاد کے بعض دیگر عربی دان دوست اساتذہ نے بھی اس رسالہ کے ذریعہ اس دورہ میں احمدیت قبول کی اور وہ بھی اپنے مدرسوں سمیت احمدی ہوئے۔ یوں کل ۸۳۲ بیعتیں ہوئیں۔ الحمدللہ۔''

پیار بھرے شکوے::

کسی وجہ سے رسالہ کے دیر سے پہنچنے یا منقطع ہو جانے پر عجیب پیارے پیارے شکوے موصول ہوتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر دو شکوے ہدیہ قارئین ہیں۔

اردن کے ایک احمدی دوست مکرم غانم صاحب لکھتے ہیں۔

''التقویٰ'' کی تیاری اور اسلام کا پرچم بلند رکھنے کے لئے آپ جو سعی فرماتے ہیں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ رسالہ ہمارے لئے تو پھیپھڑوں کی طرح ہے جن کے ذریعہ ہمیں پاک صاف روحانی ہوا میسر آتی ہے جو ہماری روحوں کو زندہ رکھتی ہے۔ براہ کرم رسالہ بھیجتے رہا کریں کہ ان حالات میں مرکز سے دور بیٹھے ہم لوگوں کے لئے تو صرف یہ رسالہ ہی تسلی کی سبیل ہے۔ ان ایام میں فتنے بڑھ گئے ہیں۔ شر اور ظلم کی طاقتیں اسلام کے نام کا سہارا لے کر ظلم پر تلی ہوئی ہیں۔ احمدیت کی حقیقت سے بے خبر لوگ ہمیں مرتد قرار دینے اور نبی کریم ﷺ کے دین سے کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

گیمبیا میں ہمارے مقامی مبلغ یولی باہ صاحب کیا ہی پیارے انداز میں لکھتے ہیں:

میں عرصہ سے بہت دلگیر ہوں کیونکہ ''میرے استاد'' سے میرا رابطہ ٹوٹ گیا ہے۔ یہ رسالہ تو میرے لئے ایسی لائبریری کی طرح ہے جس میں نادر و نایاب کتب ہوں اور جو ہر ماہ مجھے مل رہی ہوں۔ اے ''التقویٰ'' تو کب دوبارہ آئے گا۔ میری نظریں ہر لحظہ تیرے انتظار میں فرش راہ ہیں۔

اے میرے پیارے ''التقویٰ'' تو نے عالم اسلام کو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ تو نے خواب غفلت میں سوئی پڑی امت اسلامیہ کو اپنا پیغام پہنچایا۔ تو نے ملت اسلامیہ میں محبت واخوت کے رشتے تقویٰ کی بنیاد پر دوبارہ قائم کر دیئے ہیں۔ تو نے رسول اعظم ﷺ کی سنت کے مطابق اسلامی تعلیمات کو پھیلایا۔ اس لئے اے میرے پیارے تو شکریہ اور تعریف کا مستحق ہے۔ اے پیارے ''التقویٰ'' تو اب ہم سے جدا نہ ہونا۔ اللّٰہ اکبر خَرِبَتْ خَیْبَر۔''

انڈونیشیا ان ممالک میں سے ہے جہاں پر اسلام شروع زمانہ کے نیک دل اور پاک سیرت عرب مسلمان تاجروں کے ذریعہ پہنچا اور پھیلا۔ یہ عرب وہاں پر بکثرت آباد ہو گئے۔ اس وجہ سے شروع سے ہی عربی زبان کا وہاں پر بڑا وسیع اور گہرا اثر ہے۔ ہزارہا دینی مدارس ہیں۔ کئی عربی یونیورسٹیاں ہیں۔ ہزارہا طلباء عرب ممالک میں جا کر اعلیٰ عربی اور دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ عربی دان علماء کی یہ کثرت وہاں پر ''التقویٰ'' کے لئے ایک زرخیز زمین مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ انڈونیشیا سے ہمارے نہایت مخلص دوست پروفیسر ابوبکر باسلامہ صاحب (جو اَب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں) نے لکھا:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رسالہ عربی دان احمدی مسلمانوں کے لئے انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں۔ اس سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہ رسالہ ارسال فرمایا جس میں سیدنا حضور انور کی نصائح جماعتی خبریں اور دیگر دلچسپ مضامین ہیں۔ اگر کبھی مجھے ''التقویٰ'' نہ ملے یا اسکے ملنے میں تاخیر ہو جائے تو میں پریشان ہو جاتا ہوں۔

یونیورسٹی میں اپنے ساتھی پروفیسر حضرات کو بھی خاکسار یہ رسالہ دیتا ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد وہ مجھ سے جماعت احمدیہ کے عقائد اور دیگر موضوعات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ اب ان کے ذہنوں سے احمدیت کی منفی تصویر زائل ہو چکی ہے۔ ان میں سے بعض کے اسماء ارسال ہیں تا ان کو آپ براہ راست رسالہ بھجوایا کریں۔ ان میں سے بعض ازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں اور بعض یہاں مرکزی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔''

ایک اور خط میں تحریر فرمایا۔

''الحمدللہ ''التقویٰ'' کے جون اور جولائی ۸۹ء کے دو نسخے مل گئے ہیں۔ ان میں شائع شدہ مضامین بہت عمدہ اور بڑے معیاری ہیں۔ ایسے ہی مضامین کی تبلیغ و تربیت کے لئے ضرورت ہے۔

یہاں ''لاہوریوں'' نے ۲۴ اور ۲۵ دسمبر ۸۹ء کو جوبلی منائی۔ اس موقعہ پر انہوں نے مختلف اسلامی جماعتوں کو دعوت دی۔ ہم بھی مدعو تھے۔ انہوں نے بہت لٹریچر بھی شائع کیا جس میں جماعت کو ضال اور خارج از اسلام قرار دیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا قطعاً کوئی دعویٰ کہیں نہیں کیا بلکہ یہ (نعوذ باللہ) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اختراع ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح کی باتوں سے لوگ ان کی طرف مائل ہوں گے۔

مگر ان کے جلسوں میں خدا کی تقدیر ظاہر ہوئی اور جماعت احمدیہ اور دیگر لوگوں کی طرف سے سوالوں کے دوران انہیں بری طرح زک اٹھانا پڑی۔ حاضرین میں بڑے بڑے علماء تھے جنہوں نے ان سے کہا کہ اگر بالفرض مرزا صاحب ہی حقیقی مسیح موعود ہیں تو لازماً وہ غیر تشریعی نبی ہوں گے۔ یہ ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہی یہاں کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اس دوران ایک مسلمان عالم دین کھڑے ہوئے اور ثابت کیا کہ حضور علیہ السلام نے بغیر شریعت والی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر انہوں نے ''التقویٰ'' رسالہ کا ایک شمارہ نکال کر کہا کہ یہی جماعت حقیقی جماعت ہے اور یہی اسلامی تعلیم پھیلا رہی ہے اور قرآن کی زبان کو زندہ کر رہی ہے۔ قرآنی تعلیم کو پھیلانا اسی کی خصوصیت ہے۔

یہ واقعات اللہ تعالیٰ کی تائید کا نشان ہیں اور اِنّی مُعِینٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کی بشارت کو پورا کرنے والے ثبوت۔ اللّٰہ اکبر خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔''

دعوت مقابلہ دینے والے بزرگ کی بیعت::

یمن کے ایک بزرگ، جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں، احمدیت سے اپنے ابتدائی تعارف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اتفاقاً آپ کے رسالہ ''التقویٰ'' کا چوتھا اور پانچواں شمارہ میری نظر سے گذرا۔ میں آپ سے یہ

ہم آپ کے شکر گذار ہیں اور آپ کی پرزور تائید کرتے ہیں کہ آپ لوگ آگے بڑھے اور رسولِ انسانیت اور امن وسلامتی کے پیکر سیدنا محمد ﷺ کے دفاع کا جھنڈا تھام لیا۔ ....(سیکرٹری مجلس اوقاف عکا شہر)

بات چھپا نہیں سکتا کہ نہ جانے کیوں مجھے آپ کی دعوت کے بارہ میں انشراح صدر محسوس ہو رہا ہے ۔براہ کرم مجھے اپنے عقائد و تعلیم کے بارہ میں مزید معلومات بہم پہنچاویں خواہ کتب ہوں یا کچھ اور۔آپ کے اصولوں کو دیکھ کر یا تو میں آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اہل یمن کو اس طرف بلاؤں گا یا آپ سے مناظرہ کر کے حق و باطل کو واضح کروں گا۔

میں کوئی معمولی شخص نہیں۔اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے علم بخشا ہے اور بعض اوقات رؤیا کے ذریعہ۔مجھے تفسیر قرآن کریم کی قدرت عطا کی گئی ہے۔میں نے کئی غلط تفاسیر کی تصحیح کی ہے۔مثلاً یہ کہ عذاب قبر جیسی کوئی چیز نہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کو جب خلیفۃ اللہ بنایا گیا تو آپ جنت میں نہ تھے بلکہ زمین پر تھے۔اور جب آپ نے شجرہ کھایا تو آپ اپنے مرتبہ سے گر گئے۔انسان اور خدا کے درمیان براہ راست رابطہ ہو سکتا ہے۔خدا نے ہر چیز انسان کے لئے مسخر کی ہے۔باہم دشمنی نہیں ہونی چاہیے وغیرہ۔

اس کے علاوہ بھی اور باتیں ہیں شاید ہم ان کے بارہ میں اختلاف کریں یا اتفاق۔بہرحال میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اصولوں پر اطلاع پاؤں تاکہ یا تو ہم اکٹھے آگے بڑھیں اور لوگوں کو رب العالمین کی طرف بلائیں یا پھر باہم مقابلہ پر نکلیں۔

میری ایک ہی حجت قرآن کریم ہے۔سنت اور احادیث پر میں ایمان نہیں رکھتا سوائے ایک محدود حد تک۔تورات و انجیل پر میرا ایمان ہے۔ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہیں۔اگرچہ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ ان کتب میں بعض حصے خدا کی طرف سے نہیں بلکہ بعد میں غلطی سے دوسرے لوگوں نے اپنے انبیاء کے سیرت نامے کے طور پر داخل کر دیئے ہیں۔

صراط مستقیم صرف ایک ہی راہ ہو سکتی ہے ناجی امت صرف ایک ہی ہوگی۔سب نہیں ہو سکتیں۔

یہ میرے اصولوں میں سے بعض اصول ہیں۔آپ بھی مجھے اپنے اصولوں سے مطلع کریں۔

میرا یہ خط مرزا صاحب کے سامنے پیش کئے جانے کی درخواست ہے۔اگر وہ مسکرائے تو وہ حق پر ہوں گے اور میں غلطی پر۔اور اگر ان کے چہرے پر غصے کی علامات ظاہر ہوئیں تو وہ غلطی پر اور میں حق پر ہونگا۔

میرے اس خط کو حقیر نہ جانیں- میں ہاشمی ہوں-ہو سکتا ہے کہ خدا مجھے وہ دے جو کسی اور کو نہ دیا ہو۔ہو سکتا ہے کہ میں ہی ان امتوں کا مہدی ہوں۔میں نے یہ خط ایک خاص حالت میں لکھا ہے۔اگر یہ حالت نہ ہوتی تو میں اس خط کو حقیر سمجھتا اور پھاڑ دیتا اور اپنے آپ کو مجنون خیال کرتا۔"

حضور انور کا پُر معارف جواب::

اس بزرگ کا یہ دلچسپ خط حضور انور کی خدمت میں برائے ملاحظہ پیش کیا گیا۔آپ نے جو جواب عطا فرمایا اس کے بعض اقتباسات قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش ہیں۔فرمایا کہ ان صاحب کو لکھیں کہ:

"آپ کا بہت دلچسپ خط ملا ہے۔آپ نے آخر پر جو بات لکھی ہے اس سے پہلے میں مسکرا ہی رہا تھا۔خط پڑھ کر غصہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے کہ کوئی گالیاں بھی دے تو اس کے لئے دعا کرو اور یہ سب کچھ ہنس کر برداشت کرو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر ہے:

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لیکن آپ کے خط میں تو گالیاں نہیں بلکہ بہت ہی اچھا مضمون تھا اور نہایت صاف گوئی سے آپ نے کام لیا ہے۔قول سدید سے بات کی ہے۔اس خط پر ناراض ہونا تو بڑی حماقت ہوگی۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مہدویت کا تعلق ہے اسکے ثبوت کے لئے عام دنیا کے انسانوں کے لئے تو اور بہت سے دلائل بھی پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن آپ کو چونکہ قرآن کریم سے محبت ہے اور آپ اسکا باریک نظر سے مطالعہ کرتے ہیں اسلئے آپ کے لئے سب سے اچھی دلیل یہی ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے دیکھیں اور پھر اپنے دل کی گواہی لیں کہ کیا یہ شخص اللہ کے نور سے دیکھ رہا ہے یا دوسرے لوگوں کی طرح انسانی نظر سے اور کیا لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ میں انکا مُطَھَّرُوْن کا مقام ہے یا نہیں؟

آپ نے جو نکات بیان فرمائے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراست عطا فرمائی ہے لیکن مزید رہنمائی کے لئے یہ آسمانی نور کی محتاج ہے۔آپ کے نکات احمدی تعلیم کے قریب تر ہیں لیکن تھوڑی سی اور روشنی پڑ جائے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہو جائیں.......

حیات موت۔حیات کا جو تصور آپ نے پیش کیا ہے یہی درست تصور ہے لیکن قبر کا جو روحانی مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روشن کیا گیا ہے اس کی روشنی میں یہ سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور ایک نیا جہان روشن ہو جاتا ہے.......

یہ کہنا درست ہے کہ آدم اس دنیا میں ہی تھے جب خلیفہ بنائے گئے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ جنت میں نہیں تھے۔جنت اور شجرہ ممنوعہ کے متعلق میں بارہا روشنی ڈال چکا ہوں کہ جنت دراصل وہ روحانی تعلیم ہے جو انبیاء لیکر آتے ہیں۔اس سے انحراف پہلے دنیاوی جہنم اور پھر اخروی جہنم پیدا کرتا ہے۔شجرہ ممنوعہ، شجرہ خبیثہ کی ہی قسم ہے یعنی خدا کی تعلیم سے باہر قدم رکھنا۔

یہ درست ہے کہ انسان میں شر نہیں لیکن خیر سے باہر شر کا پہلو ہوتا ہے۔جو جس قدر خیر سے باہر ہوگا اسی قدر شر میں ہوگا۔خیر اور شر کی مثال روشنی اور سائے کی سی ہے۔

یہ سو فیصد درست ہے کہ انسان براہ راست خدا سے رابطہ کر سکتا ہے۔اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کی ہے۔

قرآن کریم ہی حجت ہے اور احادیث وہی قابل قبول اور قابل استناد ہیں جو قرآن سے متناقض نہ ہوں......

تورات و انجیل کے متعلق آپ کے نظریہ سے بالکل اتفاق ہے......

صراط مستقیم ایک ہی ہو سکتی ہے، یہ درست ہے لیکن شروع سے لیکر تمام انبیاء صراط مستقیم پر ہی آئے ہیں اس لئے ان معنوں میں اس بات کا آپ کی اس بات سے تضاد نہیں کہ تورات و انجیل پر بھی میرا ایمان ہے۔

صراط مستقیم تو ایک ہی ہوگی لیکن وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا میں یہ پیغام ہے کہ ہر شخص جو تقویٰ سے خدا تعالیٰ کی طرف جانا شروع کرے اسکو خدا اپنے قرب کی مختلف راہیں دکھاتا ہے۔

آپ کے متعلق مجھے خوشی بھی ہے اور فکر بھی۔خوشی اس لئے کہ آپ کے اندر واضح طور پر صداقت و شرافت کی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔اور فکر اس لئے کہ بعض دفعہ انسان خدا تعالیٰ کے تھوڑے سے فضل اور شفقت پر ٹھوکر کھا جاتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے اور خدا کے مقرر کردہ امام سے روگردانی کر بیٹھتا ہے۔اس صورت میں اسکا انجام وہی ہوتا ہے جو ایسے ہی ایک شخص کا ہوا جس کے بارے میں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ یعنی اگر ہم چاہتے تو ان آیات کے ذریعہ ضرور اس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

لیکن میں دعا کرتا ہوں۔خدا سے بھاری امید ہے کہ وہ آپ کو اپنی تقویٰ اور رضا کی راہ پر ثابت قدم رکھے گا اور اس کی رضا کے لئے آپ قربانی کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے۔"

اک نشاں کافی ہے::

حضور انور کے ان کلمات مبارکہ نے اس بزرگ پر جادو کا سا اثر کیا۔چنانچہ ایڈیٹر "التقویٰ" کے نام اگلے خط میں انہوں نے لکھا:

"آپ کے لمبے عرصہ کے بعد ملنے والے خط سے بہت خوشی ہوئی اور اس سے بڑھ کر خوشی ہمارے روحانی معلم حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ جل شانہ کے جواب سے ہوئی۔ان کے کلمات مبارکہ واقعی ان کے مشن کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں۔ان کے اس فرمان سے میں سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ انسان بعض دفعہ تھوڑے سے علم پر جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہوتا ہے مغرور ہو جاتا ہے اور سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں بڑا مقام اور شان رکھتا ہے۔واقعی میں آسمانی نور کا محتاج ہوں۔ہمیں ایک ایسے امام کی اشد ضرورت تھی جو صراط مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی فرماتا۔جو باتیں سمجھنی مشکل ہیں وہ واضح فرماتا۔اہل الذکر کی طرف لوٹنا واجب ہے یعنی ایسے امام کی طرف جسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت اور عظیم روحانی درجہ عطا فرمایا ہو۔مومن کی یہ بڑی ہی خوش بختی ہے کہ وہ ایسے امام کی پیروی کرے جو اسے اس راہ کی طرف لے جائے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے بنائی ہے۔

حقیقت یہ ہے جس بات کی طرف بانیٔ سلسلہ احمدیہ بلا رہے ہیں (خصوصاً بیعت کے الفاظ) وہ عقل اور اس فطرت اسلام کے عین مطابق ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔لہذا میں باوجود اپنی کم علمی کے اپنے آپ کو آپ کی طرف کھنچا ہوا پاتا ہوں تا آپ لوگوں میں شامل ہو جاؤں اور اس امام کی پیروی میں آ جاؤں جسے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔

سو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری یہ خواہش حضرت امام تک پہنچا دیں۔نیز اُن سے درخواست کریں کہ میرے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نور میں بڑھائے اور میرا دل ایمان پر مضبوط کر دے تاکہ میں بھی (اس روحانی فوج کا

اس کے پہلے شمارہ کے پہلے صفحہ پر "اَھْدافُنا وغایاتنا" کے عنوان سے اس رسالے کے اجراء کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔اس شمارے کے بیرونی ٹائیٹل پیج پر ہمبرگ (جرمنی) اور ہیگ (ہالینڈ) کی احمدیہ مساجد کی تصاویر ہیں۔یہ رسالہ نصرت آرٹ پریس ربوہ سے چھپا۔

)سپاہی بن جاؤں۔اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری جدوجہد کروں اور اللہ تعالیٰ سے غافل لوگوں کو ہوشیار کروں۔ان شاءاللہ۔‘‘

حضرت مسیح پاک نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ:

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

بہت بڑے عالم اور شاعر کا قبول احمدیت::

مڈغاسکر میں ایک شامی دوست مکرم ڈاکٹر رحمون صاحب چند سال قبل مع فیملی احمدی ہوئے ہیں۔وہاں پر ہمارے مبلغ مکرم محمد صدیق منور ،صاحب کے خط کے مطابق ’’التقویٰ‘‘ ہی ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کا موجب بنا۔آپ بہت بڑے عالم، زبردست مصنف اور بلند پایہ شاعر ہیں۔انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے فوراً بعد قطر کے بعض مولویوں کی طرف سے شائع ہونے والے اعتراضات کا جواب لکھا ہے جو کتابی شکل میں چھپنے کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔ان کا انداز استدلال نہایت انوکھا اور موثر ہے۔ان کا اخلاص مجھے مجبور کر رہا ہے کہ ان کے ایسے ہی ایک انوکھے جواب کو احباب کے فائدہ کے لئے یہاں درج کروں۔

مسجد مبارک قادیان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام درج ہے ’’مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا‘‘ ۔ ایک معترض نے کہا کہ یہ تو قرآنی آیت ہے جو خانہ کعبہ کے بارہ میں ہے۔مرزا صاحب نے اسے اپنی مسجد پر چسپاں کر دیا ہے؟ اس اعتراض کے رد میں ڈاکٹر رحمون صاحب نے دیگر جوابات کے علاوہ لکھا کہ

’’یہ اعتراض کرنے والے عرب، قاہرہ ائیر پورٹ پر اترتے ہیں تو اپنے سامنے بڑے موٹے الفاظ میں یہ آیت قرآنی لکھی ہوئی پاتے ہیں : اُدْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ ۔اب ہر چھوٹے بڑے کو پتہ ہے کہ قاہرہ خدا کے گھروں میں سے کوئی گھر نہیں ہے۔بے شک اس شہر میں سینکڑوں مسجدیں ہیں مگر اس کے اندر دنیا بھر کے خصوصاً یورپ اور امریکہ کے سیاحوں کی ’’خاطر تواضع‘‘ کے لئے جوئے، شراب اور ہر قسم کی ’’عیاشی‘‘ کے ہزار ہا اڈے بھی قائم ہیں۔پھر عیسائی مشنریوں کے گڑھ ہیں۔امریکہ کے جاسوسی کے اڈے ہیں۔اس کے باوجود اس شہر کے ماتھے پر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہے: اُدْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ اور کوئی مولوی یا شیخ اس پر اعتراض نہیں کرتا۔بے شک ہر احمدی دعا گو ہے کہ قاہرہ دوبارہ امن کا گہوارہ بن جائے نیز اس لئے بھی کہ اسی میں اسلام کی عظمت ہے۔مگر سوال یہ ہے کہ قادیان کی مسجد مبارک کے ماتھے پر ’’مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا‘‘ پڑھ کر یہ مولوی کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں؟ کیا جوئے، شراب اور بدکاری کے اڈوں سے اٹا پڑا یہ شہر ان لوگوں کے نزدیک خدا کے گھروں سے زیادہ پر امن ہے۔

پھر کیا یہ مولوی لوگ، رسول اللہ ﷺ کا وہ مشہور قول بھول گئے جو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا۔آپؐ نے فرمایا تھا: مَنْ دَخَلَ بَیْتَ اَبِی سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امن پا گیا۔حالانکہ ابوسفیان کا گھر اس وقت تک کفر و شرک، بتوں کی عبادت اور خدا اور رسول کی دشمنی کا گڑھ تھا۔اگر ایسا گھر لوگوں کے لئے امن کا باعث بن سکتا تھا تو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائے ہوئے خدا کے اس گھر یعنی مسجد مبارک قادیان کے بارے میں تبرک اور تفاؤل کے طور پر کیوں نہیں کہا جاسکتا کہ جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔

مفتیٔ اعظم کی حضور انور سے ملاقات::

ایک عرب ملک کے مفتیٔ اعظم، جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں، اپنے پہلے خط میں رسالہ ’’التقویٰ‘‘ اور احمدیت سے اپنے ابتدائی تعارف کا ذکر

> میں بڑی ہی خوشی کے ساتھ آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ جس طرح اسلام کے محاسن پیش کر رہے ہیں میں اس کی دن بدن قائل ہوتی جارہی ہوں۔گویا میں بھی آپ میں سے ایک ہوں۔مجھے تو اسی گھر کی تلاش تھی۔........(الجزائر کی ایک عرب خاتون)

کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پانچ سال قبل میری ملاقات سپین میں ایک احمدی بھائی سے ہوئی تھی۔اس وقت سے آپ کا یہ رسالہ متواتر مجھے پہنچ رہا ہے۔خاکسار خود بھی اسے بڑی توجہ سے پڑھتا ہے اور دوست احباب بھی پڑھتے ہیں۔اس سے ہمیں بہت ہی فائدہ پہنچ رہا ہے۔براہ کرم یہ رسالہ ہمیں بھیجتے رہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی اسلام کی راہ میں یہ خدمات جلیلہ قبول کرے۔ آمین۔

ان کا یہ خط جب حضور انور کی خدمت میں بغرض ملاحظہ پیش ہوا تو آپ نے اس پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا:

’’التقویٰ‘‘ کی وہی قدر کر سکتا ہے جسے تقویٰ کی آنکھ اور تقویٰ کا دل عطا ہوا ہو۔اس زمانہ میں جب کہ علم تو ہے مگر تقویٰ کا بحران ہے، آپ کا خط آپ کی سعید، منکسر مزاج، متقیانہ شخصیت کو ایک بلند روشن مینار کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ زادالله فی حبکم و جزاکم الله احسن الجزاء‘‘

حضور انور کا یہ پیغام جب مفتی صاحب کو پہنچایا گیا تو انہوں نے تحریر فرمایا: آپ کے جواب کا بہت شکریہ۔ آپ کے لئے دل سے دعا کی ہے۔’’کارثۃ الخلیج‘‘ کتاب بھی مل گئی ہے جسے اول سے آخر تک پڑھا ہے۔یہ خطبات مجلہ ’’التقویٰ‘‘ میں بھی (جو اہل انصاف اور غیر متعصب لوگوں کے لئے نہایت مفید ہے) پڑھے تھے۔اللہ تعالیٰ مولانا الامام کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

رسالہ ’’التقویٰ‘‘ کی پر شوکت زبان، نفاست، دیدہ زیبی اور مفید معلومات پر ہم آپ کو بہت مبارکباد پیش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت پر اکٹھا رکھے۔ آمین۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ان بزرگ کا پیار اتنا بڑھا کہ حضور سے عرض کی کہ میں اپنے کسی کام کے لئے مع اہلیہ، بیٹی اور بیٹا لندن آرہا ہوں اور حضور سے ملاقات کا خواہاں ہوں۔حضور انور نے ان کے استقبال کا ارشاد فرمایا چنانچہ ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا گیا۔حضور سے مل کر بہت خوش ہوئے۔بہت سی تصاویر اتروائیں۔حضور انور بھی ان کے اخلاص سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں تحائف سے نوازا۔فالحمدللہ علی ذلک۔

’’التقویٰ‘‘ انٹرنیٹ پر

سن ۲۰۰۰ سے مجلہ ’’التقویٰ‘‘ انٹرنیٹ پر بھی دیا جاتا ہے اور اس کے بھی بہت مبارک ثمرات ملنے لگے ہیں۔الحمدللہ۔ ہالینڈ میں مقیم ہمارے ایک مصری احمدی دوست خالد صالح صاحب پیشہ صحافت سے منسلک ہیں۔آپ ایک بلند پایہ دینی علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔بہت دیندار تھے مگر ملاؤں کی دین میں شدت پسندی کے خلاف تھے۔مسلمانوں کی بری حالت دیکھ کر اور اسکا کوئی حل نہ پا کر اتنے دل برداشتہ ہوئے کہ عیسائیت کے جال میں جا پھنسے حتی کہ ایک عیسائی عورت سے شادی کر لی۔مگر ان لوگوں کو اندر تک دیکھ کر انہیں بھی چھوڑ دیا۔چونکہ سچے دل سے تلاش حق میں سرگرداں تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی سرگردانی پر رحم فرمایا اور احمدیت کے ذریعہ انہیں دوبارہ آغوش اسلام میں لے آیا۔ہالینڈ میں کسی سٹال پر تفسیر کبیر (عربی) اور مجلہ ’’التقویٰ‘‘ ان کے ہاتھ لگا جو ان کی ہدایت کا موجب بنا۔ان کے دوبارہ اسلام لانے کا بڑا دلچسپ خط ’’التقویٰ‘‘ میں چھپ چکا ہے۔

خالد صالح صاحب بتاتے ہیں کہ گذشتہ دنوں وہ انٹرنیٹ پر گفتگو کے ایک پروگرام میں شریک تھے۔وہاں مختلف مکاتب فکر کے مسلمان عربی میں خیال آرائی کر رہے تھے اور موضوع تھا ’’نبی اکرم ﷺ پر یہودیوں کی طرف سے کیئے ہوئے جادو کا اثر‘‘۔اس دوران ایک مراکشی مسلمان شریک گفتگو ہوا اور اس نے اس باطل نظریہ کے خلاف ایسے مسکت اور معقول جواب دیئے کہ سب بہت خوش ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ زبردست معلومات اور مضبوط دلائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔اس مراکشی مسلمان نے کہا کہ میں نے جماعت احمدیہ کے انٹرنیٹ پر شائع ہونے والے عربی لٹریچر اور رسالہ ’’التقویٰ‘‘ سے یہ دلائل اخذ کئے ہیں۔اس پر ان سے کہا گیا: اس کا مطلب ہے تم احمدی ہو؟ وہ کہنے لگے کہ میں احمدی تو نہیں مگر اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ احمدیوں کے اکثر عقائد سے مجھے اتفاق ہے۔انہی کے عقائد اسلام اور رسول اللہ ﷺ کو ایسی شکل میں پیش کرتے ہیں جو اصل، حقیقی، خوبصورت اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اسی طرح امیر صاحب سینیگال محترم منور احمد صاحب خورشید نے MTA جرمنی کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ جب سے انٹرنیٹ پر مجلہ ’’التقویٰ‘‘ دیا جانے لگا ہے فوری تبلیغی و تربیتی ضرورتیں پوری کرنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ہم انٹرنیٹ سے ’’التقویٰ‘‘ کے بنے بنائے مضامین فوراً لے کر چھاپ لیتے ہیں اور اس سے نومبائعین کی بروقت راہنمائی ہو جاتی ہے۔

حلمی شافعی صاحب مرحوم کا ذکر خیر::

اب خاکسار اس بزرگ ہستی کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے جس کے ذکر کے بغیر مجلہ ’’التقویٰ‘‘ کی کہانی مکمل نہیں ہوتی۔وہ ہستی جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت الحاج محمد حلمی الشافعی کہہ کر یاد فرمایا کرتے ہیں۔یہ نابغۂ روزگار بعد میں آیا اور سب پر سبقت لے گیا۔آپ کی خدمات کے مختصر تذکرہ سے قبل تمہید کے طور پر حضور انور کے ان تاریخی کلمات میں سے ایک اقتباس پیش ہے جو ان کی وفات پر حضور نے ارشاد فرمائے۔فرمایا:

’’احباب جماعت کو پتہ لگ ہی چکا ہو گا کہ ہمارے ایک بہت ہی پیارے بھائی، بہت مخلص اور فدائی انسان، حضرت السید حلمی الشافعی کا وصال ہو گیا ہے ......

لقاء مع العرب کے متعلق عربوں کی طرف سے جو خط مجھے ملا کرتے تھے اُن میں حلمی شافعی صاحب کے متعلق بڑے تعریفی کلمات ہوا کرتے تھے۔ان کا انداز بیان بہت ہی پیارا تھا۔اور میں ان سے کہا کرتا تھا لقاء مع العرب میں یہ بات ریکارڈ ہوگی کہ مجھے آپ کے ترجمے کا ایسا مزہ آتا ہے کہ کسی اور کا نہیں آتا کیونکہ آپ لگتا ہے کہ میری جان میں اُتر کر ترجمہ کر رہے ہیں۔میرے رونے پر رو پڑتے تھے۔میرے ہنسنے پر ہنس پڑتے تھے۔یوں لگتا تھا کہ

جیسے ایک ہی طبلے کی تاپ پر ہم دونوں کے دل دھڑک رہے ہیں۔ جس مزاج کے ساتھ میں بات کرتا تھا بعینہٖ وہی مزاج ڈال کر ترجمہ کرتے تھے۔ آواز کا زیر و بم اُنہی جذبات کے ساتھ ابھرتا اترتا۔ یہ جو خاص ملکہ خدا نے ان کا دیا تھا، اور پھر چہرے پر اسی طرح غم کے آثار مسکراہٹ، چہرہ کھل اٹھنا، یہ وہ چیزیں تھیں کہ جنہوں نے ترجمے کے مضمون میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ میرے علم میں آج تک کوئی ایسا ترجمہ کرنے والا نہیں آیا جو اپنے چہرے کے انداز، الفاظ کے چناؤ اور طرزِ کلام میں بات کرنے والے سے مکمل ہم آہنگی پیدا کرلے۔ بڑے اچھے ترجمہ کرنے والے جرمنی میں بھی ہیں مگر یہ جو باتیں ہیں یہ بالکل ایک عجیب شان تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ ساری دنیا میں اس لحاظ سے بہت ہی ہردلعزیز تھے۔ اور محبت، خلافت سے ایسی کہ اس کی مثال کم ملتی ہے۔ ان کی ایک اپنی شان تھی۔

ایک عشق تھا اس کام سے۔ خدمتِ دین کے ساتھ تو ویسے ہی ایک ایسا عشق کہ تراجم میں، تفسیر کبیر کے ترجمہ میں اور ہر دوسرے کام میں صفِ اوّل کے مخلص فدائی اور انصار اِلی اللہ میں سے تھے۔"

(برموقع درس القرآن ۲۴ رمضان المبارک ۱۴ فروری ۱۹۹۶ء بمقام مسجد فضل لندن)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تحریری ترجمہ میں بھی حلمی صاحب کا بعینہ یہی رنگ تھا کہ گویا حضور کی روح میں ڈوب کر ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حلمی صاحب شروع میں "التقویٰ" کے لئے حضور انور کے خطبات جمعہ کا عربی تحریری ترجمہ مصر سے کر کے بھیجتے تھے۔ خطبہ کا رواں ترجمہ محترم ملک خلیل احمد صاحب انگریزی زبان میں کرتے تھے۔ جسے بعد میں وہ لکھتے اور پھر کیسٹ سے اصل خطبہ سن کر ترجمے کو کسی قدر بہتر بناتے۔ یہ انگریزی ترجمہ حلمی صاحب کو ارسال کیا جاتا تھا اور آپ اسے عربی قالب میں ڈھالتے۔ اب عجیب بات یہ ہے کہ قاہرہ میں بیٹھے حلمی صاحب اس تحریر شدہ رواں انگریزی ترجمہ کو کچھ ایسے انداز میں عربی میں ڈھالتے تھے کہ یہ عربی ترجمہ حضور انور کے اصل الفاظ کے بہت ہی قریب ہوتا تھا۔ بلکہ اگر حضور نے بعض مقامات پر بعض مترادفات استعمال فرمائے ہوتے تو آپ کے ترجمہ میں بھی بالکل ویسے ہی مترادفات ملتے! یہ حیران کن حقیقت اس وقت سامنے آتی تھی جب عربی ترجمہ کو اصل اردو خطبہ سے ملایا جاتا تھا۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ "التقویٰ" کے تقریباً ہر شمارے کا اکثر حصہ اور بعض دفعہ سارے کا سارا شمارہ آپ ہی کے مقالات یا تراجم پر مشتمل ہوتا تھا جن کو بیک وقت شائع کرنے کے لئے ہم آپ کے مختلف قلمی نام استعمال کرتے تھے۔

لیکن آپ کی اصل عظمت ایک اور بات میں تھی۔ اور وہ یہ کہ اگرچہ آپ نہایت ہی اعلیٰ پایہ کی تصنیف کرنے پر قادر تھے مگر حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کو آپ اس قدر مبارک اور مقدم خیال فرماتے تھے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ میرا ضمیر یہ گوارا ہی نہیں کرتا کہ حضور اقدس اور خلفاء کی کتب اور خطبات وغیرہ کے ترجمہ کرنے کی بجائے اپنی طرف سے کچھ تصنیف کروں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان عرب احمدیوں پر جو اپنے مقالات یا کتابیں لکھنے میں مصروف ہیں جبکہ حضور اقدسؑ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کا ہزارواں حصہ بھی ہم نے ابھی تک ترجمہ کرکے عرب دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا!!

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

روحِ رواں

قارئین کو اب تک یقیناً یہ ادراک ہو چکا ہوگا کہ "التقویٰ" کی روحِ رواں تو حضور انور ہیں۔ اللہ تعالے کے فضل کے بعد حضور ہی کی مسلسل ذاتی دلچسپی اور نگرانی، قدم قدم پر راہنمائی، حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے طفیل ہی یہ رسالہ اس مقام پر پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص رحم و کرم سے ہمارے پیارے آقا کو کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کا نہایت بابرکت سایہ، کامل صحت کے ساتھ، ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے (آمین) کیونکہ خلیفۂ وقت جماعت کے لئے "سر" کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ جاننے والے جانتے ہیں اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ آیتِ کریمہ انہ کان ظَلوماً جَھولاً کی جو تفسیر خلیفۂ راشد اپنے عمل سے کرکے دکھاتا ہے اس سے تو یوں لگتا ہے کہ خلیفۂ وقت ہی جماعت کا سب کچھ ہے۔ سر بھی اور دھڑ بھی۔

جماعت احمدیہ کا مرکزی ترجمان

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

مکرم کرشن احمد صاحب نامہ نگار "دینک جاگرن" (جالندھر) قادیان

"دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہوگیا"

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام 11 فروری 1906ء

الٰہی جماعتوں کی صداقت کی ایک عظیم دلیل یہ ہوتی ہے کہ جب بھی طاغوتی طاقتیں ان کے روحانی کاموں میں روکاوٹیں ڈالتی ہیں اللہ تعالیٰ تمام روکاوٹوں کو محض اپنے فضل سے دور کر کے ان کیلئے ترقیات کے سامان فراہم فرما دیتا ہے۔

فرعون زمانہ ضیاء الحق نے نہ صرف روزنامہ الفضل ربوہ پر پابندیاں لگائیں بلکہ خلیفۂ وقت کو بھی پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ حضور انور اللہ تعالیٰ کی منشاء سے لندن تشریف لے گئے اور وہاں عالمگیر جماعت کیلئے تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں شروع فرمادیں۔ اس تعلق میں آپنے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل جاری فرمایا جس کے پہلے مدیر مکرم رشید احمد صاحب چودھری تھے۔ اس وقت اس اخبار کے مدیر مکرم نصیر احمد صاحب قمر ہیں۔

اس اخبار کی پہلی اور باقاعدہ اشاعت 7 جنوری 1994ء کو ہوئی تھی۔ دلچسپ اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو 11 فروری 1906ء کو الہام ہوا تھا:

"دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہوگیا"

حروف ابجد کے مطابق مندرجہ بالا الہام کے اعداد شمار لگائے جائیں تو 1994 بنتے ہیں اس طرح سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام نہایت شان سے پورا ہوا اور اس بات کا ذکر نہایت ایمان افروز رنگ میں اخبار الفضل انٹرنیشنل کے پہلے مدیر مکرم رشید احمد چودھری نے اپنے اس اداریہ میں فرمایا ہے جو کہ الفضل انٹرنیشنل کے نمونہ کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے اس نمونہ کے پرچہ کو ایک خاص طور پر یہ بھی امتیاز حاصل ہوا کہ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ ناروے اور دورہ قطب شمالی کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ اس امر کا بھی ذکر تھا کہ حضور نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کہ دجال کے زمانہ میں دن بڑا ہو جائے گا تب نمازیں اندازے کر کے ادا کیا کرنا۔ نمازیں وقت کے اندازہ کے مطابق ادا فرمائیں۔ رپورٹ میں درج ہے کہ حضور نے 25 جون 1993ء کو قطب شمالی میں پہلا تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اور 26 جون 1993ء کو نماز فجر 4 بجے سورج کی موجودگی میں ادا فرمائی۔ سبحان اللہ

کیا شان ہے الفضل انٹرنیشنل کی کہ اسے اپنے نمونہ کے پرچہ میں ایسی رپورٹ شائع کرنے توفیق ملی جس سے سرورِ کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی ایک عظیم الشان صداقت کا اظہار ہو۔

اس طرح اس پرچہ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہوا کہ اس میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کے متعلق بھی رپورٹ شائع ہوئی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ قادیان کے جلسہ سالانہ سے مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ارشاد فرمایا۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل عرصہ 8 سال سے باقاعدگی سے لندن سے شائع ہو رہا ہے اور عالمگیر جماعت احمدیہ کی مساعی کو شائع کر رہا ہے۔ اس اخبار کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لنڈن میں ہجرت کر کے رہائش اختیار کرنے کی وجہ سے ان دنوں جماعت کا مرکزی ترجمان ہے۔ جس میں حضور انور کے خطبات جمعہ، جلسہ ہائے سالانہ کے خطابات، مجالس عرفان اور حضور انور کی مصروفیات پر مشتمل رپورٹیں سب سے پہلے چھپتی ہیں اس کے بعد ہی کسی اور اخبار یا رسالہ کی زینت بنتی ہیں۔

چونکہ یہ مرکزی ترجمان ہے اس لئے اس میں نہ صرف عالمگیر طور پر جماعت احمدیہ کی مساعی کی رپورٹیں چھپتی ہیں بلکہ جماعت احمدیہ جرمنی اور اس کی ذیلی تنظیموں کی ہر ہفتہ چار صفحات پر مشتمل مساعی کی رپورٹ شائع ہوتی ہے۔

اس اخبار میں باقاعدگی سے مضامین لکھنے والوں میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، محترم خالد سیف اللہ صاحب آسٹریلیا، محترم محمود ملک صاحب ہیں۔ محمود ملک صاحب کا الفضل ڈائجسٹ نہایت مقبول ہے جس میں جماعت کے مختلف اخبارات و رسائل کے مضامین کا خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو اور اس کیلئے کام کرنے والے تمام اراکین کو مقبول خدمت دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تقسیم ملک کے بعد بھارت بالخصوص قادیان سے شائع ہونے والے ہمارے اخبار و رسائل

منصور احمد استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

قارئین جانتے ہیں کہ 1947ء کی ہند و پاک تقسیم کے بعد شعائر اللہ کی حفاظت اور اس کی دیکھ بھال کے لئے اولوالعزم خلیفہ و مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق قادیان میں 313 افراد کو رکھا گیا جو بعد میں درویش کے نام سے موسوم ہوئے۔ لیکن ہر درویش کا یہ کہنا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے شعائر اللہ کی حفاظت نہیں کی بلکہ شعائر اللہ نے ان کی حفاظت کی۔

قادیان دارالامان میں 313 درویش کے علاوہ پنجاب کی پوری آبادی پاکستان ہجرت کر گئی۔ قادیان ہندوستان کے تمام صوبوں، تمام جماعتوں سے منقطع ہو کر رہ گیا۔ اخبارات و رسائل بند ہو گئے۔ جلسہ سالانہ کا انعقاد تو ہوتا رہا لیکن مہمانوں کی آمد نہیں کے برابر تھی۔ کچھ عرصہ جمود کی کیفیت رہی۔ جو درویش 313 قادیان میں تھے وہ بھی اپنے محلہ کے اندر کئی سال تک محصور رہے۔ محلہ سے باہر کہیں بھی ان کی آمد و رفت نہیں ہوتی تھی۔ قارئین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دو سال بعد پہلی دفعہ بعض درویشان کو قادیان سے باہر جانے کا موقعہ ملا ہے۔ اپریل 1949ء میں پہلی دفعہ چار افراد پر مشتمل ایک وفد ایک ضروری کام کے پیش نظر پولیس کے حفاظتی دستہ کے ساتھ بٹالہ گیا اور جلد از جلد اپنا کام ختم کر کے پولیس کی حفاظت میں قادیان واپس آ گیا۔

آہستہ آہستہ جب حالات معمول پر آتے گئے تو اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ اخبار و رسائل کا سلسلہ اب پھر از سر نو قادیان دارالامان سے شروع ہو تا کہ بالخصوص ہندوستان کے احمدی اس کے ذریعہ سے پھر اپنے وطن اور مرکز قادیان سے جڑ سکیں اور قادیان میں مقیم درویشان کی مساعی جلسہ سالانہ کی خبریں اور یہاں کے لیل و نہار، مرکز سے جڑی خبروں اور حالات و واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔ نیز خلیفۂ وقت کے ارشادات و احکامات اس کے ذریعہ سے ہر احمدی تک پہنچ سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے درویشان کرام نے ملکر ایک رسالہ جاری کیا اور اس کو اپنے یعنی ''درویش'' کے نام سے موسوم کیا اور اس کے سرورق پر باقاعدگی سے یہ لکھا جاتا رہا:

"بزم درویشان قادیان دارالامان کا ماھنامہ "درویش"

رسالہ ہذا کے بارہ میں مختصر وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

ماھانہ درویش::

انقلاب 1947 کے بعد مرکز احمدیت قادیان مشرقی پنجاب سے شائع ہونے والا سب سے پہلا ماہنامہ۔

پہلا پرچہ :: ستمبر 1951

زیرنگرانی :: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ایڈیٹران :: مبارک طالبپوری صاحب۔ سعید احمد صاحب بی اے آنرز۔ محمد صادق ناقدؔ صاحب۔ مبارک علی صاحب واقف زندگی۔

نائبین :: بشیر احمد صاحب ناصر۔ محمد صادق ناقدؔ صاحب۔ عبدالرحیم صاحب فانی۔ مولوی عبدالحق صاحب قریشی۔ مولوی منظور احمد صاحب سیالکوٹی۔

یہ رسالہ ہر ماہ تین تاریخ کو شائع ہوتا اس میں مذہبی علمی اور ادبی مضامین شائع ہوتے اور ساتھ ہی قادیان کی خبریں، مساعی اور درویشان قادیان و صحابہ کرامؓ کے حالات اس رسالہ کی رونق بنتے رہے۔

اخبار بدر کے جاری ہونے پر ماہنامہ درویش بند ہو گیا۔ اخبار بدر کے لمبے سفر اور اس کی عظیم خدمت پر ایک مستقل مضمون قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب مدیر بدر کی طرف سے شامل اشاعت ہو رہا ہے۔

ماھنامہ ''مشکوۃ''

ایک ایسے رسالے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو خاص طور پر نوجوانوں کے لئے ہو اور انہیں پیش نظر رکھ کر اور ان کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق اس میں دینی و دنیاوی علمی مضامین شائع ہوں اور خدام خصوصیت کے ساتھ اس سے استفادہ کر کے اپنے علمی معیار کو بڑھائیں۔ چنانچہ

☆..... مجلس خدام الاحمدیہ کے ترجمان کے طور پر رسالہ ''مشکوٰۃ'' اولاً فاتح کے نام سے اکتوبر 1981 کو نمونتاً جاری ہوا۔

زیرنگرانی :: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔

☆ .... پھر مشکوٰۃ کے نام سے مارچ 1982ء سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

ایڈیٹران :: مکرم منیر احمد صاحب خادمؔ۔ مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب۔ مکرم بلال احمد شمیمؔ صاحب۔ مکرم زین الدین صاحب حامدؔ۔ اس وقت مکرم زین الدین صاحب حامدؔ مدیر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

نائبین :: مکرم ادریس احمد صاحب اسلم۔ مکرم نور الدین صاحب انورؔ۔ مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب۔ مکرم مقبول احمد صاحب بی کام۔ مکرم طارق احمد خان صاحب۔ مکرم ظہیر احمد جاوید صاحب۔ مکرم حبیب احمد صاحب طارق۔ مکرم فخر احمد صاحب چیمہ۔ مکرم نصیر احمد صاحب عارف۔ مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب۔ مکرم شاہد احمد صاحب ندیم۔

پہلے یہ رسالہ سہ ماہی نکلتا تھا پھر دو ماہی ہوا اور اب ماہانہ ہو گیا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس کا معیار دن بدن بلند ہوتا جا رہا ہے۔ اخبار بدر میں چونکہ ٹھوس علمی مضامین کے علاوہ مشکل زبان کا استعمال بھی ہوتا ہے اس لئے یہ رسالہ اپنے آسان، عام فہم اور نوجوانوں کیلئے ان کے مناسب حال تفریحی، علمی و ادبی مواد پیش کرنے کے لحاظ سے تقسیم ملک کے بعد قادیان سے نکلنے والا پہلا رسالہ ہے۔ اور یہ چونکہ مجلس خدام الاحمدیہ کا ترجمان ہے لہذا اس میں مجلس کی رپورٹیں اور کارگزاریاں بالخصوص شائع ہوتی ہیں۔

ماھنامہ ''راہ ایمان'' (ھندی)

اللہ کے فضل سے گزشتہ چند سالوں میں ہندوستان میں کثرت سے بیعتیں ہوئیں لوگ جوق در جوق احمدیت میں شامل ہوئے ان میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اردو نہیں جانتے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسے رسالے کی ضرورت محسوس کی گئی جو کہ ہندی زبان ہو۔

تاریخ اجراء :: جولائی 1999

ایڈیٹر :: مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب

نائب ایڈیٹر :: مکرم عبدالرؤف صاحب نیّر۔ یہ رسالہ ماہانہ ہے اور اس میں جیسا کہ لکھا گیا ہے نومبائعین کی جماعتوں کی رپورٹیں اور کارگزاریاں شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء عظام کے اسلامی معلومات پر مشتمل مضامین اس رسالہ کی زینت بنتے ہیں۔

سہ ماھی ''انصار اللہ''

مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے 2001 میں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کے موقع پر اس کی ایک کاپی نمونۃً شائع کی گئی۔ امسال اکتوبر 2002 سے اس کی باقاعدہ اشاعت شروع ہو گئی۔

ایڈیٹر :: مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان۔

نائبین :: مکرم منیر احمد حافظ آبادی صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید۔ مکرم عبدالوکیل نیاز صاحب۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا یہ رسالہ اسی سال اکتوبر 2002 سے شروع ہوا چنانچہ اس کی رسم اجرائی بھی اسی سال 17 اکتوبر کو سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کے موقع پر ہوئی۔ رسم اجرائی کے موقع پر اس کی ایک کاپی مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہدؔ صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کو دی۔ اور ایک کاپی مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے صدر مجلس انصار اللہ بھارت کو عنایت فرمائی۔

یہ رسالہ سہ ماہی ہے نصف ہندی میں اور نصف اردو میں نکلتا ہے۔ یہ رسالہ بھارت میں مجلس انصار اللہ کی کارگزاریوں اور کاوشوں کو منظر عام پر لانے کیلئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

ماہانہ Samadhana Vazhi (تامل)::

جماعت احمدیہ چینئی (مدراس) کی طرف سے نکلنے والا یہ ماہانہ رسالہ ہے جو کہ 33 سال سے مسلسل نکل رہا ہے۔

ایڈیٹر :: اس کے موجودہ ایڈیٹر مکرم مولوی محمد ایوب صاحب فاضل ہیں اور نائب مدیر کے فرائض مکرم ایم بشارت احمد صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے پہلے ایڈیٹر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ و چیف ایڈیٹر رسالہ ''ستیہ دوتن'' تھے۔

اس رسالہ میں درس القرآن، درس حدیث، ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مکمل خطبہ جمعہ کا ترجمہ، اسی طرح مجلس عرفان مستقل طور پر شامل اشاعت ہوتے ہیں۔

سہ ماھی ''یوگا رشمی''

☆..... مقام اشاعت:- منگلور (کرناٹک)

☆..... ایڈیٹر:- مکرم محمد یوسف صاحب

☆..... سن اجراء:- 1975

☆..... زبان:- کنڑا

درس قرآن، درس حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس رسالہ کے مستقل کالم ہیں۔ علاوہ ازیں دینی، علمی و تبلیغی مضامین اس میں شائع ہوتے۔ جب سے نومبائعین بکثرت جماعت میں شامل ہو رہے ہیں ان مقامی رسائل کی افادیت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔

ماھنامہ ''البشری''

☆..... مقام اشاعت:- کلکتہ (مشرقی بنگال)

☆..... ایڈیٹر:- مکرم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب ملا

سن اجراء:- 1971

یہ رسالہ بنگلہ زبان میں نکلتا ہے اور اہل بنگال کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے مفید ثابت ہوا ہے اور جیسا کہ ذکر کیا گیا نومبائعین کے بکثرت اضافہ کے ساتھ ساتھ ان مقامی رسالوں کی اہمیت و افادیت میں بھی بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ❀❀❀

برِّاعظم افریقہ کے احمدی رسائل اور عیسائی دنیا پر ان کا اثر

......﴿ازمحترم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر وانچارج مشنری گھانا﴾......

جماعت احمدیہ عالمگیر، خدائی جماعت ہے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز آج دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی ہے، خدائی وعدہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام براعظم افریقہ میں بھی پہنچا اور ہاتھوں ہاتھ لیا گیا آج براعظم افریقہ کا شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں احمدیت متعارف نہ ہو۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر براعظم افریقہ میں اپنے قدم جما چکی ہے۔

خلافت ثانیہ کے آغاز کی بات ہے حضرت مصلح موعودؓ کی نظر سے صحیح بخاری کی ایک حدیث گزری اس میں لکھا تھا کہ:-

افریقہ سے ایک شخص نمودار ہوگا جو خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوگا۔

حضور کے دل پر اس حدیث کا گہرا اثر ہوا۔ اس سے آپ کے دل میں افریقہ میں تبلیغ اسلام کا خاص جوش پیدا ہوا۔ سوچا کہ کیوں نہ ایسی نوبت آنے سے قبل ہی براعظم افریقہ کو اسلام کے ذریعہ فتح کیا جائے یہی جوش وولولہ اور اسلام کی محبت وغیرت تھی جس نے افریقہ میں مبلغین بھجوانے کی خواہش کو جنم دیا اور حضرت مصلح موعودؓ نے 1921ء میں مغربی افریقہ کے لئے حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم نیر صاحب کا بطور مبلغ تقرر فرمایا۔ مغربی افریقہ میں احمدیت کے تعارف کی سکیم خدائی سکیم تھی۔ 1920 میں غانا (اس وقت یہ جگہ گولڈ کوسٹ کہلاتی تھی) کے قصبہ اکرافو کے یوسف نیانکو Yusuf Nyanko نامی ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سفید آدمی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ اس خواب سے بے حد متاثر ہوئے۔ انہیں اپنی خواب پر بے حد یقین تھا۔ اس نے اپنی خواب کا ذکر مسٹر عبدالرحمٰن پیڈرو (یہ نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان تھے) سے کیا۔ انہوں نے اسے بتایا کہ:-

انہوں نے ایک مسلم مشن کے متعلق پڑھا ہے، جس کا مرکز ہندوستان ہے اس کی ایک شاخ لندن میں بھی ہے۔

اکرافو کے اسی باشندے نے اپنی خواب کی اطلاع علاقہ کے چیف، چیف مہدی آیا کو دی۔ چیف مہدی آیا نے اکرافو اور منکسم کے اردگرد کے مسلمانوں کو اطلاع بھجوائی کہ منکسم میں ایک میٹنگ بلائی جائے جس میں مسٹر یوسف نیانکو کی خواب کے بارہ میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ جب اس علاقہ کے فانٹی مسلمان منکسم میں جمع ہوئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کے مرکز قادیان میں ایک خط لکھا جائے جس میں مطالبہ کیا جائے کہ انہیں ایک مبلغ بھیجا جائے۔ چنانچہ اس خط کی بناء پر حضرت مصلح موعودؓ نے صرف گولڈ کوسٹ کی بجائے سارے مغربی افریقہ کے لئے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کا تقرر فرمایا۔

(یادرہے کہ افریقہ کے ملک نائیجیریا میں 1917 سے قبل جماعت قائم ہوچکی تھی تاہم کوئی مبلغ موجود نہ تھا) ابتدائی مبلغین جو مغربی افریقہ بھیجے گئے ان میں مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب، مولانا نذیر احمد مبشر صاحب، مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم شامل ہیں۔ سیرالیون میں مولانا نذیر احمد علی صاحب اور نائیجیریا میں مکرم نسیم سیفی صاحب مرحوم رہے۔ اور مشرقی افریقہ میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور مولانا محمد منور صاحب کا ذکر ملتا ہے۔

افریقہ کے مسلمان اس توہم میں مبتلا تھے کہ قرآن مجید پبلک میں پڑھنے سے درخت مرجھا جاتے ہیں، اگر حاملہ سن لے تو اس کا حمل ساقط ہوجائے گا لیکن ہمارے مبلغین اپنے ہاتھ میں قرآں اور بائبل لیکر نکلے بڑی جوانمردی سے دونوں کتب کا موازنہ کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پہنچایا ہمارے مشن نے جب ذرا قدم جمائے تو ہسپتالوں اور سکولوں کے ذریعہ خدمت خلق کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ اس وقت عیسائی سکول تھے جب مسلمان وہاں داخل ہوتے تو ان کو عیسائی نام دیئے جاتے اور وہ تمام حربے استعمال کرتے جن کے نتیجہ میں وہ مسلمان عیسائی کر لئے جاتے۔ ان ملکوں میں جماعت کے سکولوں کے قیام پر مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ہمارے مبلغین نے اشاعت اسلام کے لئے اخبارات ورسائل کو بھی ذریعہ بنایا۔ غانا میں The Guidance کا آغاز ہوا۔ نائیجیریا سے The Truth نکالا گیا۔ مشرقی افریقہ سے Mapenzi Yamungu نامی اخبار نکالا گیا اور جنوبی افریقہ سے Al-Asr کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ اسی طرح سیرالیون سے 1950ء کی دہائی میں The African Creasent نکالا گیا۔ یہ اخبار ملک کے اہل علم طبقہ اور مخلص مسلمانوں میں کافی مقبول تھا اس کی ادارت کے فرائض مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم مولانا بشارت صاحب مرحوم مولانا شیخ نصیرالدین صاحب اور مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری نے مختلف اوقات میں انجام دیئے اس وقت مکرم طارق محمود صاحب جاوید امیر جماعت سیرالیون اس کے مدیر ہیں۔ ان اخبارات میں اسلام کی حقانیت پر مضامین شائع ہوتے نیز عیسائیوں کی طرف سے اٹھنے والے سوالوں کے جوابات دیئے جاتے۔

غانا سے مئی 1962ء میں اخبار The Guidance ماہوار نکلنا شروع ہوا۔ یہ اخبار بے حد مقبول ہے۔ اس کا اداریہ ریڈیو اور ٹی وی پر پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اخبار کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ وزارت خارجہ غانا اس رسالہ کے پرچے اپنے خرچ پر خرید کر دنیا بھر میں موجود غانا کی ایمبیسیوں کو بھجوایا کرتی تھی۔

چندسال پہلے کی بات ہے کہ جرمنی کے ایک مشہور مناد اور عیسائی مبلغ Evangelist Bonke غانا آئے۔ ان کا اعلان تھا کہ وہ دعا کے ذریعہ اندھوں کو بینائی بخش سکتے ہیں۔ بہروں کو شنوائی عطا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک بڑے مجمع کا انتظام کیا ہم نے اپنے رسالہ کی مدد سے لکھا کہ ایسے معجزات صرف شعبدہ بازی ہیں۔ مستند ڈاکٹر کی شہادت ہونی چاہئے کہ وہ لوگ اصلی اندھے ہیں۔ ایک شخص کا چند لمحوں کے لئے بینا ہونا کافی نہیں ایک دو دن دیکھا جائے کہ واقعی اس کی بینائی واپس آئی ہے کہ نہیں۔ ہم نے ایک صحافی Mr. Md. Mongu کو ساتھ لیکر Mampong کے School for the blind سے رابطہ کیا پرنسپل کو بتایا کہ ایک جرمن آئے ہیں جو اندھاپن کا علاج کرتے ہیں۔ ہم نے ان سے چند طلباء مانگے تو انہوں نے کہا اساتذہ بھی ساتھ لے جائیں۔ ہم ان سب کو لیکر مجمع میں پہنچے ان صحافی نے مجمع میں اعلان کروایا کہ ہم اندھوں کے ایک سکول سے چند طلباء اور اساتذہ لائے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مہمان جرمن دوست انہیں بینائی بخشیں۔ یہ صحافی انگریزی، جرمن اور فرانسیسی زبان کے ماہر تھے۔ صحافی نے یہ بات انگریزی زبان میں کی تو جرمن مبلغ نے یہ تاثر دیا کہ شاید وہ بات کو سمجھ نہیں پائے۔ اس پر صحافی نے جرمنی زبان میں اسے اپنا مدعا بتایا۔ عیسائی مبلغ گھنٹوں دعا کرتے رہے مگر ان ''اصلی اندھوں کو بینائی بخشنے کا معجزہ نہ دکھاسکے۔ اگلے روز Ghanaian Times اخبار نے اس ناکامی کا خوب چرچا کیا۔

The Truth کا آغاز مولانا نسیم سیفی صاحب کی زیرادارت ہوا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا اس میں ایک کالم عیسائیوں کے سوالوں کے جوابات کے لئے مخصوص تھا رسالہ بے حد مؤثر اور مقبول تھا۔ نائیجیریا میں عیسائیت کے خلاف جتنی بھی کتابیں چھپیں وہ اسی رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین پر مشتمل ہیں۔ اس رسالہ کی طاقت اور اثر کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ نائیجیریا کی حکومت نے Mr. MBO کو انگلستان میں حکومت کا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان صاحب نے انگلستان میں قیام کے دوران ایک تقریب میں کہا:-

''نائیجیریا میں عیسائیت پر بہت زور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 50 سال کے اندر اندر سارا ملک عیسائی ہوجائے گا''

محترم مولانا نسیم سیفی نے یہ خبر پڑھی تو انکی غیرت اسلامی نے خاموش رہنا گوارا نہیں کیا۔ انہوں نے سفیر کے اس بیان کے خلاف اپنے رسالہ میں تحریک شروع کردی۔ مضامین کا سلسلہ شروع کیا آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اول تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ ملک میں عیسائیت پر زور ہے۔ یہ ملک تو مسلمان ملک ہے۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے آپ نے اس میں ضمناً اعداد وشمار بھی پیش کیے۔ آپ نے لکھا کہ یہ اسلامی ملک ہے۔ عیسائی ملک نہیں۔ سفیر صاحب کو عیسائیت کے نمائندہ کے طور پر نہیں بھیجا بلکہ ملک کے نمائندہ کے طور پر بھیجا ہے جو اسلامی ہے۔ ایسے بیان سے پتہ چلتا ہے سفیر صاحب نے اپنی سفارت کا حق دیانت داری سے ادا نہیں کیا۔ آپ نے مضامین کا سلسلہ بڑی شدومد سے جاری رکھا اور سفیر کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا۔ آپ کا مؤقف ایسا مؤثر اور ٹھوس بنیاد پر مشتمل تھا نیز قلم اور سچائی کی طاقت بھی ساتھ تھی کہ حکومت نائیجیریا کو اپنا سفیر انگلستان سے واپس بلانا پڑا۔

مشرقی افریقہ سے نکلنے والا اخبار **Mapenzi Yamungu** تھا۔ یہ بھی بے حد مؤثر اخبار تھا مکرم شیخ امری عبیدی صاحب رسالہ کے مستقل مضمون نگار رہے۔ آپکی نظمیں بھی اس کی زینت بنتی رہیں۔ آپ بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ کی شاعری انتہائی اعلیٰ درجے کی تھی۔ اس کے اعلیٰ معیار کا ہی ثبوت ہے کہ آپ کی شاعری کا مجموعہ Canons of Swahili Poetry افریقہ کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ جب مضمون نگار اس معیار کے ہوں تو رسالہ کے معیار کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

احمدی رسائل کی عیسائی دنیا پر اثر کی ایک شاندار مثال پیش ہے۔ بلی گراہم امریکہ میں عیسائیت کا بہت بڑا مناد اور مبلغ گزرا ہے اس کی فصاحت و بلاغت کا بہت شہرہ تھا جب وہ عیسائیت کی تبلیغ کرتا تو لوگ سر دھنتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ اس کا دائرہ اثر امریکہ کے صدر تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نے صدر کینیڈی سے ملاقات کی اسے بتایا کہ وہ افریقہ کو عیسائی کر کے دم لے گا۔ وہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق پادریوں کی ایک جماعت ساتھ لیکر براعظم افریقہ کے دورہ پر آیا دورہ کا مقصد براعظم کو عیسائیت کے لئے فتح کرنا تھا۔ بلی گراہم نے دورہ کا آغاز نائیجیریا سے کیا اور ایک کانفرنس کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ The Truth میں پانچ سوالوں پر بحث کی کہ:-

1)......کیا عیسیٰ خدا ہیں؟

2)......کیا عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں؟

3)......کیا عیسیٰ نے صلیب پر وفات پائی؟

4)......کیا عیسیٰ آسمان پر چڑھائے گئے؟

5)......کیا عیسیٰ واپس آئیں گے؟

آپ نے ان سوالوں کا جواب احمدیہ علم کلام کی روشنی میں بائبل کے حوالوں کی مدد سے تیار کیا۔ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کیا گیا اور اس کی کاپیاں

کانفرنس ہال کے باہر مفت تقسیم کی گئیں کانفرنس کے دوران لوگوں نے انہی حوالہ جات کی روشنی میں اس سے سوالات پوچھے تو وہ بوکھلا گیا اور عذر کیا کہ وہ مناظرہ کرنے نہیں آئے بلکہ روحانی مقابلہ کرنے آئے ہیں۔ بلی گراہم نے مغربی افریقہ میں ناکامی کے بعد مشرقی افریقہ کا رخ کیا تو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنے رسالہ کے ذریعہ اسے روحانی مقابلہ کا چیلنج دے دیا آپنے تجویز دی کہ چند بیمار مریض آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور انکی شفایابی کے لئے دعا کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ اللہ کس کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور کن کی دعائیں رد کر دیتا ہے۔ بلی گراہم نے عذر تراشنے کی راہ اختیار کی۔ لیکن ناکامی اس کا مقدر بنی اور اس نے نامرادی کے ساتھ جلد امریکہ واپسی کی ٹھانی۔ واپس جاکر اس نے صدر کینیڈی سے پھر ملاقات کی اور اسے بتایا کہ افریقہ میں بہت مشکلات ہیں۔

یہی قلم کے ہتھیار تھے جو افریقہ میں کامیابی کے ساتھ استعمال کئے گئے جس کے نتیجہ میں آج یہاں احمدیت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے احمدیت کے اثر و رسوخ کے عوام الناس ہی نہیں بلکہ اہل قلم حضرات بھی معترف ہیں۔ اس ثبوت میں غانا کے دو مشہور اخبارات کے حوالے پیش ہیں۔

1975 میں اخبار "Pioneer" نے اپنے اداریے میں لکھا:-

The mission has proved to have some progressive ideas. This is demostrated by its educational activities and other social performances. It has established a number of elementary and secondary schools in several parts of the country. It manages clinics or hospitals.

The Ahmadiyya Muslim Mission by its educational activities has been able to produce some good scholars who are participating in the training of the country's youth or participating in other social activities"

(Pioneer editorial, Thursday, January 9, 1975)

ترجمہ:: ''احمدیہ مشن نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کے بعض ترقی یافتہ نظریات ہیں اس کا اظہار اس مشن کی تعلیمی مساعی اور دیگر سماجی کاموں سے ہوتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں اس نے ابتدائی اور سیکنڈری سکول کھولے ہیں نیز اس کے کچھ کلینک یا ہسپتال بھی ہیں۔

احمدیہ مسلم مشن نے اپنی تعلیمی مساعی کے نتیجہ میں چند ایسے قابل وجود پیدا کئے ہیں جو ملک کے نوجوانوں کی تربیت میں حصہ لے رہے ہیں یا پھر ملک کی دیگر سماجی مساعی میں مصروف کار ہیں''

غانا کا ایک اور اخبار ''ڈیلی گرافک'' اپنے اداریہ میں لکھتا ہے:-

It is true that but for the Ahmadiyya movement which has chalked significant successes, particularly in the educational, social and religious fields the image of Islam would have been dragged very low by the people who adhere to Islam mercly for fortune seeking. The fact that the "Alhaji" title is beginning to acquir derogatory connotations in the country is one evedence"

(Daily Graphic Thursday,Sep,28 1978)

ترجمہ:: یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیمی، سماجی اور دینی میدان میں جماعت احمدیہ کی کامیاب خدمات اگر منصۂ شہود پر نہ آتیں تو ان لوگوں کی وجہ سے جن کا اسلام کے ساتھ رشتہ محض حصول منفعت تک کا ہے، اسلام کا حقیر تصور قائم ہوتا نیز یہ کہ آجکل لفظ ''حاجی'' غانا میں قابل تحقیر سمجھا جانے لگا ہے اس کا ایک ثبوت ہے''

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ براعظم افریقہ کو اپنی نورانیت سے منور کرے اور جلد اسلام و احمدیت کا جھنڈا پورے افریقہ میں سربلند اور سرخرو ہو۔ (آمین)

میری یادیں

جب اخبار بدر کا پرچہ ایڈیٹرز کانفرنس میں پہلے نمبر پر رہا

مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب چیمہ سابق نائب ایڈیٹر بدر

مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے شائع ہونے والا مرکزی آرگن اخبار بدر اس وقت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غیر معمولی ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور موجودہ مادی و ترقیاتی دور میں دیگر اخبارات و رسائل کا مقابلہ کر رہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت قادیان میں جماعت کا اپنا پریس فضل عمر آفسیٹ پریس موجود ہے اس وقت قادیان میں کئی دفاتر اور مقامات پر کمپیوٹر کی سہولت موجود ہے لیکن یہاں تک کا سفر طے کرنے کے لئے ہفت روزہ بدر کو بعض غیر معمولی حالات سے گزرنا پڑا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان اور شکر ہے کہ اس وقت وہ حالات نہیں ہیں۔

جماعت کے بعض دیرینہ خدام محترم قاضی عبدالحمید صاحب درویش مرحوم، محترم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش، محترم مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں درویش اور محترم محمد دین صاحب بدر درویش مرحوم ان سب نے ایک لمبے عرصہ تک مختلف لحاظ سے بدر کی بہت خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی نیک جزاء عطا فرمائے آمین۔

شروع زمانہ میں قادیان میں کوئی جماعت کا اپنا پریس وغیرہ نہیں تھا محترم قاضی عبدالحمید صاحب درویش اخبار بدر کی کتابت کیا کرتے تھے اور امرتسر میں راما آرٹ پریس جہاں کہ ایک لیتھو پریس تھا محترم مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں اخبار لے جاکر اس پریس میں چھپوالایا کرتے تھے۔ ایک زمانہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ محترم محمد دین صاحب بدر درویش مرحوم دفتر بدر میں خدمت کیا کرتے تھے۔ قادیان میں کئی درویش محمد دین نام کے تھے اس لئے پہچان کی خاطر محترم محمد دین صاحب کے نام کے ساتھ بدر کا لفظ بڑھا دیا گیا اور آپ محمد دین بدر کے نام سے موسوم ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد امرتسر میں پریس کی سہولت موجود نہ رہنے کے سبب اخبار بدر جالندھر سے شائع ہونے لگا۔ خاکسار اس زمانہ میں بطور نائب ایڈیٹر بدر خدمت سرانجام دے رہا تھا اور جامعہ احمدیہ قادیان میں بطور استاد خدمت بھی سپرد تھی۔ ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ تھا اخبارات سنسر ہو کر شائع ہوا کرتے تھے۔ خاکسار ہر سوموار صبح قادیان سے گورداسپور جایا کرتا وہاں اخبار بدر متعلقہ شعبہ سے سنسر کروا کر سیدھا جالندھر چلا جاتا جہاں رات کو دیر پرتاپ پریس جالندھر میں اخبار بدر چھپایا جاتا۔ ان دنوں جالندھر ڈی اے وی کالج میں محترم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ننگلی اور محترم نصیر احمد صاحب انجینئر حال مقیم دہلی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ ہر ہفتہ ان سے ملاقات ہوتی اور جماعتی معاملات پر تبادلہ خیال ہوا کرتا۔ رات کو اخبار شائع کروانے کے بعد اگلے روز علی الصبح ساڑھے پانچ بجے اول بس کے ذریعے قادیان کے لئے روانگی ہوا کرتی تھی۔ اخبار کے لئے کاغذ خریدنے کی بعض دفعہ دقت ہوا کرتی چنانچہ بعض دفعہ محترم بدرالدین صاحب مہتاب مینیجر فضل عمر پریس خاکسار کے ساتھ جالندھر جایا کرتے اور ہم دونوں ایک رسید بنا کر اخبار بدر کے لئے کاغذ خرید لیا کرتے۔

جالندھر پریس والوں سے بعد میں جماعت نے انکا ایک لیتھو پریس خرید لیا اور قادیان میں ایک لیتھو پریس لگا دیا گیا۔ محترم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش بطور مینیجر فضل عمر پریس مقرر کئے گئے۔ موصوف دیگر کارکنوں کے ساتھ خود بھی پریس میں کام کیا کرتے اسی زمانہ میں ایک روز موصوف کا بایاں ہاتھ پریس میں آگیا اور مشین چل رہی تھی آہستہ آہستہ ہاتھ اور بازو اندر جا رہی تھی موصوف نے دائیں ہاتھ سے اپنی پوری طاقت سے بازو اندر جانے سے روکی لیکن چلتی مشین میں بازو کافی حد تک اندر چلی گئی بالآخر اپریشن کے بعد موصوف کا بایاں بازو کاٹنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کا حافظ و ناصر رہے اور ان کو صحت و تندرستی کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

اخبار بدر پر ایک سنہری دور بھی اس وقت آیا جبکہ خاکسار بدر کی خدمت کر رہا تھا اور اخبارات کے ایڈیٹران کی میٹنگ میں بھی جایا کرتا تھا ایک سالانہ نمبر اخبار بدر کا شائع کیا گیا۔ انہی دنوں جالندھر میں اخبارات کی نمائش ہوئی۔ ضلع گورداسپور کے سب ایڈیٹر صاحبان اپنے اپنے اخبارات کی خوبصورت کاپی لے کر جالندھر آئے خاکسار بھی اخبار بدر کا وہ خوبصورت پرچہ جس میں ٹائٹل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے عظام کے فوٹوز تھے نمائش میں لے کر گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اخبار بدر کا مذکورہ پرچہ ضلع گورداسپور کی سب اخبارات کے مقابل پر پہلے نمبر پر رہا۔ ایک بہت بڑی میٹنگ کے دوران اخبار بدر کو یہ اعزاز نصیب ہوا اور بدر کی اس کاوش کو سراہا گیا۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے M.T.A کا بابرکت نظام قائم ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و بابرکت ارشادات کو آج LIVE دیکھا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے۔ ایک زمانہ میں حضور انور کے خطبہ کی آڈیو کیسٹ قادیان آیا کرتی تھی۔ اور ہم لوگ بہت محنت اور دھیان سے ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ حضور انور کا خطبہ لکھا کرتے تھے۔ ایک ایک فقرہ سن کر اس کو ساتھ ساتھ لکھنا دوبارہ اسکو سن کر تصحیح کرنا۔ ٹیپ ریکارڈر کو بار بار چلانا بند کرنا۔ ایک ایک خطبہ کو کاغذوں کی زینت بنانے میں بہت وقت بہت محنت درکار ہوتی تھی۔ لیکن محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ہفتہ موصولہ کیسٹ کے مطابق خطبہ جمعہ تحریر کر کے اخبار بدر میں ساتھ ساتھ دیا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں سب معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بہرحال مالی وسائل کی کمی آمد و رفت کی سہولیات اتنی موجود نہ ہونا وغیرہ بعض نامساعد حالات اخبار بدر کی روزافزوں ترقی کو روک نہ سکے۔ بلکہ ہمارے دیرینہ خدام ساتھیوں اور بھائیوں کی انتھک محنت اور بے لوث لمبی خدمت کی بدولت اخبار بدر کا یہ مرکزی آرگن آج دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔

اخبار بدر کی خدمت کے متعلق یہ تحریر کرنا ضروری ہے کہ بعض دوست بطور قائم مقام ایڈیٹر، نائب ایڈیٹر بعض تھوڑے سے عرصہ کیلئے اور بعض کافی دیر تک خدمت بجا لاتے رہے۔ اپنے اپنے دور میں ہر خادم نے بہت محنت سے خدمت کی ہے۔ ادارہ بدر ان سب کی دیرینہ خدمات کا بے حد ممنون ہے۔ جنہوں نے اخبار بدر کو موجودہ مقام تک لانے میں کسی نہ کسی حد تک اس کی خدمت کی۔ کسی اخبار کو چلانا معمولی کام نہیں ہوا کرتا۔ اسکے لئے مظبوط عزائم، مستقل محنت و عزم اور استقلال اور خدمت کے عظیم جذبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اخبار بدر کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کرنے والے ہر خادم کو محض اپنے فضل سے نیک جزا عطا فرمائے۔

خاکسار اخبار بدر کی دیرینہ خدمت کے دوران قائم مقام ایڈیٹر بھی رہا اور زیادہ عرصہ نائب ایڈیٹر رہا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے حقیر خدمات کو قبول فرمائے۔ آئندہ بھی مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

یورپ اور نارتھ امریکہ میں احمدی جرائد اور رسائل

تحریر:: مکرم محمد ذکریا ورک صاحب کنگسٹن کینیڈا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ، مہدی آخر الزماں ، جری اللہ فی حلل الانبیاء ، کو اللہ جل شانہ نے سلطان القلم کے لقب سے نوازا۔ آپ کی عربی ، اردو ، فارسی تحریروں سے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان بندے نے قلم کا جہاد ساری عمر حرز جاں بنائے رکھا۔ اور اپنے زور قلم سے مذہب اسلام کی خوبیاں عوام کو بیان کیں۔

آیئے آپ کو ایک سو سال قبل قادیان کے قصبہ میں لے چلتے ہیں جہاں 28 دسمبر 1892ء کو جلسہ سالانہ کی مقدس تقریب میں یورپ اور امریکہ میں اسلام کی تعلیم پر ایک ٹھوس رسالہ شائع کرنے پر یہ قرار پایا کہ:۔

"ایک اخبار اشاعت اور ہمدردی اسلام کیلئے جاری کیا جائے" (ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 3)

غور فرمائیں کیسے عظیم عزائم ہیں اللہ کی پیدا کردہ اس جماعت صالحین کے۔ اس جلسہ میں صرف 327 حضرات نے شرکت کی اور مالی وسائل اس قدر محدود تھے کہ اگلے سال کا جلسہ سالانہ ملتوی کرنا پڑا۔ مگر جس آہنی ارادہ کا اظہار ان سلف صالحین نے کیا تھا آج اس کے طفیل یورپ کے گوناں گوں ممالک کے علاوہ نارتھ امریکہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے رسائل درجنوں کے حساب سے شائع ہو رہے ہیں۔ آیئے اس کی تفصیل ملک وار ملاحظہ کریں:۔

انگلستان

الاسلام :: اس رسالہ کا آغاز حضرت مرزا ناصر احمدؒ اور مرزا مظفر احمد نے جون 1935ء میں اہل مغرب کو اسلام کے نور سے آشنا کرانے کے لئے کیا تھا۔

مسلم ہیرالڈ :: اس رسالہ کا اجراء بشیر احمد آرچرڈ کی زیر ادارت 1949ء میں گلاسکو (سکاٹ لینڈ) سے ہوا تھا۔ آپ کے اینٹی گوا (ویسٹ انڈیز) مشنری بن کر جانے کے بعد اس کا احیاء بشیر احمد رفیق سابق امام مسجد لندن کے ذریعہ ہوا۔

میرے سامنے اس وقت مسلم ہیرالڈ کا ستمبر 1974ء کا شمارہ موجود ہے اس کا ایڈیٹوریل بورڈ بی اے رفیق، عبد الوہاب آدم، منصور احمد شاہ پر مشتمل ہے۔ رسالہ میں ایک نہایت پر از معلومات مضمون شہد کے فوائد پر ہے جو کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کا رقم کردہ ہے۔ یہ رسالہ 1985ء کے لگ بھگ ریویو آف ریلیجنز کے لندن سے شائع ہونے کے بعد جاری نہ رہا۔

احمدیہ گزٹ :: گلاسکو سے اس اردو، انگریزی رسالہ کا اجراء 1987ء میں ہوا۔

بیت النور :: جماعت احمدیہ ہانسلو نے یہ رسالہ 1988ء میں جاری کیا۔

التقویٰ :: عربی زبان میں شائع ہونے والے اس رسالہ کا اجراء 1980ء میں لندن سے ہوا۔

البصیرت :: جماعت احمدیہ بریڈفورڈ (برطانیہ) کا یہ مجلہ 1976ء میں منصۂ شہود پر آیا۔ ملک عبد الباری صاحب اس کے بانی ارکان میں تھے۔

طارق :: یہ خدام الاحمدیہ انگلستان کا ترجمان ہے انگریزی میں۔ مدیر ولید احمد اور حصہ اردو کے نگران ملک محمود احمد ہیں۔

الفضل انٹر نیشنل :: اس ہفت روزہ اخبار کا پہلا شمارہ 7 جنوری 1994ء کو لندن سے زیر ادارت چوہدری رشید احمد منظر عام پر آیا۔ بعد ازاں اس کے ایڈیٹر مولانا نصیر احمد قمر مقرر ہوئے۔ جن کی زیر ادارت یہ معیاری اخبار ترقی کے زینوں پر شب و روز رواں دواں ہے۔ اس اخبار کو یہ خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے روح پرور خطبات جمعہ ہفتہ وار، خطابات اور مجالس عرفان شائع ہوتے ہیں۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین نہایت عالمانہ، تحقیق شدہ، اور مسلم الثبوت ہوتے ہیں۔

احمدیہ بلیٹن :: اس وقت میرے سامنے احمدیہ بلیٹن جولائی 1998ء کا شمارہ پڑا ہوا ہے۔ عطاء المجیب صاحب راشد مشنری انچارج انگلستان کی زیر نگرانی شائع ہونے والے 32 صفحات پر مشتمل اس رسالہ کے انگلش حصہ کے ایڈیٹر لطیف احمد ظفر اور اردو حصہ کے ایڈیٹر محمود احمد ملک ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ رسالہ میں متعدد رنگین تصاویر نے جان ڈال دی ہے۔ خاص طور پر اردو حصہ کے سرورق پر تصویر شائع ہوئی ہے جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برطانیہ کے 32 ویں جلسہ سالانہ پر لوائے احمدیت کی پرچم کشائی فرما رہے ہیں۔

سوئٹزر لینڈ

ٹرتھ :: اس رسالہ کا اجراء 1949ء میں چوہدری مشتاق احمد باجوہ لندن کے ذریعہ ہوا۔

Der Islam :: جرمن زبان میں اس رسالہ کا آغاز چوہدری عبد اللطیف (مشنری ہمبرگ) کے ذریعہ 1956ء میں ہوا۔

احمدیہ گزٹ :: اس ماہوار رسالہ کا اجراء شیخ ناصر احمد صاحب (مشنری) نے 1961ء میں کیا۔

جرمنی

جرمنی جماعت کے مندرجہ ذیل رسالہ جات اب الفضل انٹرنیشنل ہی میں شامل ہوتے ہیں۔

خدیجہ :: یہ رسالہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان ہے جس کا اجراء 1944ء میں ہوا۔ اس کی ایڈیٹر رضیہ وسیم ہیں۔

الناصر :: یہ مجلس انصار اللہ جرمنی کا ترجمان ہے اس کا آغاز 1944ء میں ہوا۔ دو سال قبل اس کے ایڈیٹر ملک رشید احمد تھے۔

اخبار احمدیہ :: یہ چار ورق کا رسالہ جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے اس کا اجراء بھی آٹھ سال قبل ہوا۔ ایک زمانہ میں اس کے ایڈیٹر صادق محمد طاہر تھے۔ جون 1999ء کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا باقاعدہ افتتاح بیت القیوم (فرینکفرٹ) میں عمل میں آگیا۔ سردست لائبریری میں آٹھ صد کتابیں رکھی گئی ہیں۔ عربی کی ریفرنس کتب جیسے اسماء الرجال مصر سے منگوائی گئی ہیں۔

ہالینڈ

الاسلام :: اس رسالہ کا اجراء 1959ء میں ہیگ سے مشنری انچارج حافظ قدرت اللہ صاحب کی نگرانی میں ہوا۔

سویڈن

اخبار احمدیہ :: اس رسالہ کا اجراء 1976ء میں کمال یوسف صاحب مربی انچارج کی زیر نگرانی ہوا۔

ایکٹو اسلام :: قومی زبان میں اس رسالہ کا اجراء 1959ء میں کمال یوسف کی زیر نگرانی ہوا۔

امریکہ

دی مسلم سن رائز :: یہ رسالہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے 1925ء میں جاری فرمایا۔ میرے سامنے سن رائز اکتوبر تا جنوری 1931-1932 کا ایک شمارہ پڑا ہوا ہے۔ اس سہ ماہی رسالہ کے سرورق پر Volume IV لکھا ہوا ہے جس کے مطابق اس کا آغاز شکاگو سے 1925ء میں ہوا۔ اس کے ایڈیٹر صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی ہیں۔ رسالہ میں بارہ مضامین شامل اشاعت ہیں اور کل صفحات 48 ہیں۔ رسالہ میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مضمون صوفی صاحب کا رقم فرمودہ ہے جو بعد میں لائف آف محمد کے نام سے کتابی صورت میں منظر عام پر آیا۔

عائشہ :: امریکن جماعت کی مجلس لجنہ اماء اللہ کے لئے اس رسالہ کا اجراء 1971ء میں ہوا۔

طارق :: مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے اس ترجمان کا اجراء 1975ء میں ہوا۔

احمدیہ گزٹ :: اس رسالہ کا اجراء مسٹر عبد الشکور امریکن نومسلم کی ادارت میں ہوا۔ آج کل اس کی ادارت شمشاد احمد ناصر صاحب مشنری کر رہے ہیں۔ اردو حصہ کا نام "النور" ہے جس میں زیادہ تر مضامین جماعت کے اخبارات اور رسائل سے دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ انگلش حصہ میں مضامین نہایت علمی اور ادبی ذوق کے ہوتے ہیں۔ انگلش حصہ میں حضور ایدہ اللہ کے خطبات کا ترجمہ انگلش میں دیا جاتا ہے اور بڑی محنت سے تیار کیا جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ امریکہ میں ہونے والی تقاریر بھی اس میں شائع کی جاتی ہیں۔ رسالہ میں رنگین تصاویر بھی شامل ہیں۔

النحل :: یہ رسالہ مجلس انصار اللہ امریکہ کا ترجمان ہے۔ اس کے نگران ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صدر مجلس ہیں۔ اس کے ایڈیٹر مجید میاں اور سید ساجد احمد ہیں۔ اس کا اجراء 1989ء میں ہوا۔ 1997ء میں اس رسالہ نے عبد السلام نمبر شائع کیا جو بہت محنت اور لیاقت سے ترتیب دیا گیا تھا۔ رسالہ میں ڈاکٹر عبد السلام کی عہد آفریں زندگی کی بہت ساری تصاویر شامل کی گئیں ہیں۔

الهلال :: انگریزی زبان میں 32 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ امریکہ کے احمدی بچوں اور بچیوں کیلئے شائع کیا جاتا ہے اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں طاہر احمد، رابعہ چوہدری (سان ہوزے) اور سلطانہ ولی شامل ہیں۔ میرے سامنے 2001ء کا شمارہ پڑا ہوا ہے جس میں زائن بسم اللہ کیمپ کی رپورٹ تصاویر کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ وقف نو کے بچوں پر ایک مضمون ڈاکٹر صادقہ میاں (بوسٹن) بھی شامل اشاعت ہے۔

کینیڈا

احمدیہ نیوز بلیٹن :: اس چھ ورق کے نیوز بلیٹن کا مقصد جماعت احمدیہ کینیڈا کے ممبران کو جماعت کی خبروں اور مرکز سے آنے والی ہدایات سے آگاہ کرنا تھا۔ اسکا آغاز 1972ء میں ٹورنٹو سے ہوا اور اس کے ایڈیٹر مبارک احمد خان صدر ٹورنٹو جماعت تھے۔ 1974ء میں خاکسار محمد ذکریا ورک اس کا نائب مدیر مقرر ہوا۔ 1975ء میں اس کا نام **دی مسلم آؤٹ لک** میں تبدیل ہوا مگر جلد ہی اس کا نام **احمدیہ گزٹ** جولائی 1975ء میں منتخب ہوا۔

احمدیہ گزٹ :: 1989ء سے اردو حصہ کی ادارت ہدایت اللہ ہادی صاحب اور انگریزی حصہ کی ادارت حسن محمد خان عارف کر رہے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے اس میں فرنچ مضامین بھی شامل کے

باقی صفحہ (46) پر ملاحظہ فرمائیں

کیرلہ سے شائع ہونے والے ہمارے رسائل

ستیہ دوتن ❁ منارٹ ❁ ستیہ مترم ❁ الحق ❁ النُّور ❁ انصار

مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج وچیف ایڈیٹر ماہنامہ ستیہ دوتن

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا بنی نوع انسان کیلئے نازل فرمودہ پہلا پیغام یہ تھا:

اقرا باسم ربک الذی خلق

یعنی تمام کے کائنات کے پیدا کرنے اور پرورش کرنے والے خدا تعالیٰ کے نام پر تو پڑھ۔ گویا کہ خدا تعالیٰ کا پہلا ارشاد ہی مطالعہ کرنے کیلئے تھا۔

خدا تعالیٰ نے دو طریق سے انسان کو علم سکھایا ہے کہ خلق الانسان علمه البیان ایک بیان کے ذریعہ اور دوسرا علم بالقلم یعنی قلم کے ذریعہ یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو کلام کے ذریعہ اور قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور ہمیں بھی یہی حکم ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیغام بیان اور قلم کے ذریعہ یعنی تقریر اور تحریر کے ذریعہ اکناف عالم میں پہنچائیں۔

دنیا میں جو بھی تحریک اٹھتی ہے وہ اپنی اشاعت کیلئے یہی دو ذرائع استعمال کرتی آرہی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بھی اپنے قیام سے لے کر آج تک ان ہی دو ذرائع کو بروئے کار لاکر تحریر اور تقریر کے ذریعہ اپنا پیغام اکناف عالم میں پہنچاتی رہی ہے خاص کر اس زمانہ میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا یہ طرہ امتیاز خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ واذا الصحف نشرت یعنی صحافت کی بہت زیادہ اشاعت کی جائے گی۔ جماعت احمدیہ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

کیرلہ میں احمدیہ صحافت پر ایک نظر:

کیرلہ کی آبادی 98% سے زائد خواندہ ہے اور تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت ہے۔ سب لوگ مطالعہ کے بڑے شوقین ہیں۔ جب تک کسی بات پر پوری طرح تسلی نہیں ہوتی اور پوری تحقیق نہیں کرتے کوئی بات اپنانے کیلئے تیار نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ جو کوئی بھی بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے وہ بہت پختہ ایمان والا اور اپنے ایمان میں مخلص ثابت ہوتا ہے۔ اس رجحان کے پیش نظر کیرلہ جماعت احمدیہ آئے دن نشر و اشاعت میں بہت زور دیتی آرہی ہے۔ چنانچہ اردو کے بعد سب سے زیادہ لٹریچر ہندوستان میں ملیالم میں شائع ہوا ہے۔ سب سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ترجمہ دیگر بھارتی زبانوں کی نسبت ملایالم زبانوں میں ہی شائع ہوا ہے۔

مثلاً اسلامی اصول کی فلاسفی، مسیح ہندوستان میں، فتح اسلام، لیکچر سیالکوٹ، لیکچر لاہور، (لیکچر لدھیانہ کا مکمل ترجمہ ہو چکا ہے) ہماری تعلیم (از کشتی نوح) مواہب الرحمٰن، ایک غلطی کا ازالہ، تحفۃ الندوہ، قصیدہ مدح رسول اکرم ﷺ و حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے تراجم شائع ہوئے ہیں۔ رسالہ الوصیت زیر طبع ہے۔

نیز حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر صغیر، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، سورۃ فاتحہ کی تفسیر، نبیوں کا سردار، دعوۃ الامیر (ترجمہ مکمل ہو چکا ہے)، اسلام میں اقتصادی نظام، اسلام میں اختلافات کا آغاز، احمدیت کا پیغام، دیباچہ قرآن کا پہلا حصہ، وغیرہ کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف وصال ابن مریم، مذہب کے نام پر خون، سلمان رشدی کی کتاب کا جواب، مسئلہ خلیج کا حل، وغیرہ کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ نیز حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ کا ترجمہ طبع کروا کر کیرلہ کی ہر جماعت میں بھیجا جاتا ہے اور جمعہ میں سنایا جاتا ہے۔

انکے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب تبلیغ ہدایت، حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی تصنیف "اسلام اور حقوق انسانی"، وغیرہ کتب کے تراجم (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب ہمارا خدا کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے) یہ کتب بہت سارے متلاشیان حق کی ہدایت کا موجب بنی ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا ابی عبداللہ صاحب کی تصنیف فرمودہ بہت ساری کتب احمدیہ مسائل پر مشتمل قابل ذکر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت وسوانح پر مشتمل ضخیم کتاب کا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے دوسرا حصہ طباعت کیلئے تیار ہے۔ اس میدان میں مکرم این عبدالرحیم صاحب سابق ایڈیٹر ستیہ دوتن کی قلمی خدمات قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ سلسلہ کے علمائے کرام کی ملایالم کتب جو شائع شدہ ہیں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ اس لئے طوالت کے پیش نظر اس ذکر کو چھوڑتا ہوں۔

علاوہ ان تصانیف کے کیرلہ سے ستیہ دوتن ملایالم ماہنامہ، MINARET سہ ماہی انگریزی رسالہ، مجلس انصار اللہ کی طرف سے ستیہ مترم، مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے الحق نامی ماہنامہ، احمدیہ بلیٹن (Ahmadiyya Bulletin) لجنہ اماء اللہ کی طرف سے سہ ماہی رسالہ النور باقاعدہ شائع ہوتے ہیں۔

ہمارے رسائل:

جماعت احمدیہ کیرلہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسائل کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

ماہنامہ ستیہ دوتن

1925ء ماہ جنوری میں ماہنامہ رسالہ ستیہ دوتن (ملیالم) کا اجراء ہوا۔ اس رسالہ کے بانی مبانی کیرلہ کے پہلے احمدی محترم حضرت ای عبدالقادر کٹی صاحب اور اس کے پہلے ایڈیٹر مکرم ایچ حسین صاحب والد ماجد مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیز ناظر بیت المال قادیان تھے۔ اس کے بعد مکرم این حامد صاحب ابن حضرت عبدالقادر کٹی صاحب نے بحیثیت پبلشر و مینیجر ستیہ دوتن رسالہ مالابار احمدیہ انجمن کی تحویل میں دے دیا۔ اس کے بعد مختلف مالی مشکلات کی وجہ سے یہ رسالہ چند سال کیلئے بند کرنا پڑا۔ اس کے بعد 1935ء میں محترم این حامد صاحب کی زیر ادارت پھر رسالہ جاری ہوا۔ 1954ء میں محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاضل نے رسالہ کی نگرانی اپنے ہاتھوں میں لی اور نائب ایڈیٹر کے طور پر مکرم این عبدالرحیم صاحب خدمات سرانجام دیتے رہے۔ محترم مولانا صاحب 1968ء میں اپنی وفات تک اس رسالہ کی بھرپور نگرانی اور آب پاشی فرماتے رہے۔ اپنے علمی مضامین و اعتراضات کے جوابات وغیرہ کے ذریعہ رسالہ کو چار چاند لگاتے رہے۔ اور اس کی شہرت کیرلہ کے طول و عرض میں ہوتی رہی۔ کیرلہ میں زیادہ تر جماعتوں کا قیام ستیہ دوتن کا ہی مرہون منت ہے 1969ء کے بعد محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب، محترم این عبدالرحیم صاحب، محترم صدیق امیر علی صاحب، مختصر عرصہ تک مکرم پی ایم کویا صاحب، مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مجموعی طور پر چالیس سال تک مکرم این عبدالرحیم صاحب اس کے ایڈیٹر رہے۔ اس وقت ماہ اپریل 2001ء سے خاکسار اس کا چیف ایڈیٹر اور مکرم اے محمد سلیم صاحب ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔

خدا کے فضل سے ستیہ دوتن کو کیرلہ سے شائع ہونے والے مسلمانوں کے رسائل اور اخبارات میں اولیت حاصل ہے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے بہت سارے رسائل منظر عام پر آتے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ستیہ دوتن نے شدید مخالفتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنا سفر شروع کیا تھا۔ ابتدائی زمانوں میں الامین، الارشاد، ہدایت وغیرہ مسلم تنظیموں کے رسالوں نے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور مختلف قسم کی دھمکیوں کے ذریعہ اس رسالہ کا قلع قمع کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کسی بھی مخالفت سے اس پر کسی قسم کی آنچ نہ آئی۔ بفضلہ تعالیٰ وہ آگے ہی آگے پروان چڑھتا رہا۔

اس رسالہ کے ابتدائی زمانہ سے لے کر آج تک اس میں ایسے نہایت قیمتی اور علمی مضامین شائع ہوتے رہے جس پر قلم اٹھانے کی سکت مسلمانوں کے قلموں کو حاصل نہیں تھی۔ مثلاً مسئلہ تناسخ، آدم کی جنت، بدھ مذہب، کیا آدم پہلا انسان تھا؟ جن وانس، جہنم کی سزا دائمی نہیں، کیا مرتد کی سزا قتل ہے؟ قرآن مجید سے پنجوقتہ نمازوں کا تعین، اہل قرآن کے اعتراضات کے جوابات، مسئلہ طلاق و خلع، تعدد ازواج، فارقلیط، لقائے الٰہی، حضرت شری کرشن جی، دجال و یاجوج ماجوج کی حقیقت، مذہب کی ضرورت وغیرہ مضامین سے یہ رسالہ مزین ہے۔ زمانہ حال میں جماعت اسلامی کا رسالہ پربودھنم، اہل حدیث کا رسالہ شباب وغیرہ عقائد احمدیت کے خلاف جو بھی مضامین شائع کرتے رہتے ہیں ان کا تعاقب کرنے اور منہ توڑ جواب دینے کی توفیق ستیہ دوتن کو حاصل ہوتی رہی ہے۔

اس رسالہ میں باقاعدہ خلفاء کرام کے خطبات کا ترجمہ شائع ہوتا رہا ہے۔ 1989ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر ستیہ دوتن نے پر از معلومات مضامین اور تاریخی تصاویر پر مشتمل نہایت شاندار خاص نمبر شائع کیا۔ 1995ء مارچ میں حضرت امام مہدی کی صداقت کی علامت کے طور پر ظہور پذیر ہوئے کسوف و خسوف کی یاد میں ایک صد سالہ خاص نمبر شائع کیا گیا۔ اس طرح ستیہ دوتن کے 64 سال پورے ہونے پر ایک شاندار گولڈن جوبلی خاص نمبر شائع کیا گیا۔ سب سے بڑھ کر 2001ء میں ملینیم کے سلسلہ میں شائع شدہ خاص نمبر خاص اہمیت کا حامل ہے۔ غرض 1925ء سے لے کر 2002ء تک سوائے تین چار سال کے وقفہ کے ستیہ دوتن ایک عرصہ دراز سے اسلام اور احمدیت کی بھرپور خدمت بجالاتا رہا ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ مسلمانوں کے رسالوں میں سے کسی ایک کو بھی ستیہ دوتن کا مقابلہ کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ ستیہ دوتن کو تباہ برباد کرنے کی انتھک کوشش کرنے والے کئی رسالے خود تباہ برباد ہو کر اپنی موت آپ مر گئے۔ اور ستیہ دوتن اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے زندہ رہا۔ یہ بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے۔

منارٹ (MINARET)

جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی طرف سے کالیکٹ سے منارٹ کے نام سے ایک انگریزی سہ ماہی رسالہ جنوری 1970 کو جاری ہوا۔ اس کے ٹھوس اور تحقیقاتی علمی مضامین کی وجہ سے یہ رسالہ ہندوستان کے اندر اور بیرونی ممالک میں بہت مقبول اور مشہور ثابت ہوا۔ اس کا ہر پرچہ خاص نمبر کی حیثیت رکھتا تھا۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے سفر افریقہ، پاکستان میں 1974ء میں رونما مخالف احمدیت فسادات اور ان کا انجام، 1978ء میں لندن میں منعقدہ کانفرنس، تردید عقائد عیسائیت، ظہور امام مہدی، خاتم النبیین، حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان

باقی صفحہ (46) پر ملاحظہ فرمائیں

بدر کے متعلق میری یادیں

مکرم چودھری خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کی طرف سے خاکسار کو شروع اپریل 1950ء میں برائے تعلیم و تربیت و تبلیغ دعاؤں کے ساتھ بنارس روانہ کیا گیا۔ بنارس سے ایک مضمون ''اجرائے وحی و الہام'' اخبار مصلح کراچی کیلئے بھیجا گیا۔

استاذی المکرم مولانا محمد حفیظ صاحب مرحوم و مغفور نے جلسہ سالانہ 1951ء کے موقعہ پر خاکسار اور مولوی بشیر احمد صاحب متعلمان جامعۃ المبشرین کی ڈیوٹی لگائی کہ جلسہ پر تشریف لانے والے احباب سے مل کر انہیں اخبار بدر کا خریدار بنایا جائے۔ اسی دوران محترم سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کا رابطہ مولانا محمد حفیظ صاحب سے کروایا گیا۔ مکرم سیٹھ صاحب نے غالباً بدر کے اجراء کے ابتدائی اخراجات برداشت کئے۔

بدر کا اجراء 1902ء میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں ہوا۔ پچاس سال کے بعد صدی کے نصف آخر میں آزادی کے بعد 1952ء میں دوبارہ جاری ہوا۔ صدی کے نصف اول میں بھی جماعت احمدیہ کی مالی حالت کمزور تھی۔ اور نصف آخر میں بھی کمزور تھی۔ چنانچہ اخبار بدر کا پہلا پرچہ 1952ء میں Weakly Badr یعنی کمزور بدر شائع ہوا۔ لیکن بعد میں Weekly Badr یعنی مظبوط ''بدر کامل'' شائع ہونا شروع ہوا۔ پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے کمزور بدر توانا ہوتا چلا گیا۔ آج اپنی صد سالہ گولڈن اور پچاس سالہ سلور جوبلی منا رہا ہے۔

اخبار بدر میں خاکسار کا پہلا مضمون برکات ہجرت جلد 1 مورخہ 28 اپریل 1952ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یوپی میں برائے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کیلئے بھیجا۔ مضمون نویسی کا سلسلہ رک گیا۔ سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت مصلح موعودؓ کے لخت جگر حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کا بندہ کے نام ارشاد گرامی شاہجہانپور پہنچا کہ:

''پہلے آپ وقتاً فوقتاً ہندو مذہب سے متعلق بدر میں مضامین شائع کرواتے رہتے تھے مگر اب یہ سلسلہ بند ہے اس طرف توجہ دیں اور مضمون لکھا کریں۔ اس سے آپ کے علم میں بھی اضافہ ہوگا کیونکہ مضمون کی تیاری کیلئے آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا اور مطالعہ باعث وسعت علم ہوتا ہے۔'' (734/13-7-55)

دستخط (حضرت) مرزا وسیم احمد (صاحب) ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

یہ ارشاد گرامی پا کر اپنی خوش قسمتی پر پھولے نہ سماتا تھا۔ چنانچہ علمی کم مائیگی کے باوجود مضمون نویسی کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا جو تا دم تحریر جاری ہے۔

خاکسار کو ایک پرانی بات یاد آرہی ہے۔ خاکسار نے ایک عجیب سا خواب دیکھا کہ:

ایک بڑے سے تھال (طشت) میں تازہ مٹھائی ہے۔ ایک بہت بڑے ولی اللہ حضرت بابا نانکؒ اور خاکسار پراٹھے لے کر اسی تھال میں کھا رہے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے کی طرف سے اس خواب کی یہ تعبیر آئی کہ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کی خدمت کی توفیق ملے گی۔ (مفہوم)

یہ بھی ایک عجیب توارد ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ارشاد میں بھی ہندو مذہب سے متعلق مضامین لکھنے کی ہدایت ہے، عاجز خدا تعالیٰ کی حکمت پر حیران ہے۔ خاکسار نے علاوہ مضامین کے ہندومت سے متعلق ذیل کے مسودہ جات لکھے ہیں۔ اس مذہب کا کافی مطالعہ کیا ہے۔

1. نراشنس محمد صلی اللہ علیہ وسلم 370 صفحات
2. موازنہ تقویۃ الایمان اور گیتا گیان 190 صفحات
3. شان خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و سلم 200 صفحات
4. امام مہدی کیلئے چاند اور سورج گرہن کا عدیم المثال نشان 110 صفحات
(ان دونوں کے شائع کئے جانے کی منظوری دربار خلافت سے مل چکی ہے)
5. ویدوں میں کلکی اوتار احمد (اخبار بدر میں اس کا خلاصہ شائع ہو چکا ہے)
6. کرشن ثانی اور وید (شائع شدہ ٹریکٹ)
7. ویدوں کے اردو تراجم، منوسمرتی، بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا، بھوشیہ پران، ستیارتھ پرکاش اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا اور ان کے نوٹ لکھے ہیں۔

اخبار بدر میں اپریل 1952ء سے لے کر اب تک 77 مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ جو بندہ کے تین رجسٹرات میں محفوظ ہیں۔ وہ فل اسکیپ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ منثور مواد کے علاوہ منظوم مواد بدر قادیان، مشکوٰۃ، راہ ایمان، ہند سماچار جالندھر میں 37 کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ اتم ہندو جالندھر، ملاپ جالندھر، پنجاب کیسری جالندھر، اور فرقان سری نگر میں مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اخبار ہند سماچار جالندھر میں سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے فوٹو کے ساتھ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تصویر کے ساتھ ایک ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ ویسے ہند سماچار میں مضمون اور نظمیں 27 کی تعداد میں شائع ہوئی ہیں۔

بندہ کا ایک مضمون ''شری کرشن دیو جی مہاراج اور ان کی تعلیمات'' اخبار بدر 27 اگست 1992ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ دربار خلافت سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستخط سے (1371-2-ج-30 بش لندن) بنام ایڈیٹر صاحب بدر ارشاد موصول ہوا کہ:-

''بدر کے 27 اگست 1992ء کے شمارہ میں حضرت کرشن علیہ السلام کے بارے میں خورشید صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے جو حوالے درج کئے ہیں وہ سارے کے سارے اصل حوالے چیک کروا کر اور نیچے مکمل حوالہ کتاب مصنف، جلد نمبر صفحہ، ایڈیشن، ناشر اور سن طباعت وغیرہ کے ساتھ دیا جانا چاہئے۔ یہ کام کروا کر تمام اصلی حوالے مع ترجمہ مجھے یہاں بھجوا دیں۔''

حضور انور کے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ خاکسار ہر مضمون حتی الوسع خود اصل کتاب پڑھنے کے بعد لکھتا ہے۔

اگلے سال پھر دربار خلافت سے بنام ایڈیٹر صاحب بدر ارشاد پہنچا کہ:-

''19-26 اگست 1993ء کے شمارہ میں مکرم چودھری خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان کا مضمون بعنوان رحمۃ للعالمین ﷺ رشیوں کی نظر میں شائع ہوا ہے۔ اس میں جو حوالہ جات استعمال ہوئے ہیں ان کی اصل کتب سے فوٹو کاپیاں کروا کر یہاں بھجوائیں۔ حضور پرنور کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ لیکن ارشاد گرامی کی ہیبت اور اپنی کم علمی بہت دنوں خوف کا باعث بنی رہی۔

اخبار ہند سماچار جالندھر میں 24 دسمبر 1944ء میں خاکسار کا ایک مضمون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے فوٹو کے ساتھ شائع ہوا۔ حضور انور کی طرف سے پیار بھرا خط ملا کہ...... پیارے مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر...... آپ کا خط مع اخبار کے مضمون موصول ہوا۔ الحمد للہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور مضمون کے نیک اثرات ظاہر فرمائے۔

(دستخط مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع)
لندن 95-1-28)

خاکسار کا شباب ترجمۃ القرآن ہندی میں گزرا۔ کتب و رسائل اردو، ہندی وغیرہ ہزارہا اوراق کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ آج 82 سال کی عمر میں بھی خدا تعالیٰ اسلام کی خدمت کی توفیق دے رہا ہے۔ موجودہ حالات میں عوارض جسمانی نے غلبہ پا لیا ہے۔ تاہم جو بھی وقت ملتا ہے اسے راہ خدا میں صرف کیا جاتا ہے۔

بدر کے ہمدردوں سے التماس ہے کہ وہ خاکسار کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

٭٭٭

پیارے آقا کو خدایا جلد دے کامل شفا

تیرے آگے عاجزانہ عرض کرتے ہیں خدا
پیارے آقا کو خدایا جلد دے کامل شفا
تیرا کُن کہنا ہی کافی ہے میرے پیارے خدا
جس سے ٹل جاتے ہیں ہر نوع کے ہزاروں ابتلا
اپنے آقا کی علالت سے ہیں دل بے چین سب
فضل کر ایسا کہ آوے سب کو پھر ٹھنڈی ہوا
دیکھ کر وہ دکھ ہمارے چین سے سوتا نہ تھا
رات بھر خاطر ہماری کرتا تھا ہر دم دعا
آؤ اس محسن کی خاطر ہم بھی جاگیں رات کو
اپنے آقا کی شفا کے واسطے مانگیں دعا
عمر لمبی دے مرے آقا کو اے پیارے خدا
دیر تک یہ ٹھنڈا سایہ قائم رکھ رب الوریٰ
کامیابی شادمانی کر عطا ان کو خدا
شان سے ربوہ بھی جائیں یہ دکھادے معجزہ

خواجہ عبد المومن اوسلو ناروے

بقیہ صفحہ :: (29)

سے اور شروع سے ہی مکرم بشیر الدین صاحب مکرم مبارک احمد صاحب سملیہ مکرم مسعود احمد صاحب پریس کے کارکن کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

نیا موڑ آفسیٹ پریس::

1991 میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے تو آپ نے قادیان میں آفسیٹ پریس کی تنصیب کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور محترم سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت ربوہ کو اس سلسلہ میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی آپ نے جائزہ لیکر حضور انور کی خدمت میں منصوبہ پیش فرمایا چنانچہ احمد آباد سے ہری کرشنا انجینئرنگ ورکس والوں سے آفسیٹ ہینڈ فیڈ مشین منگوائی گئی اس طرح کیمرہ یونٹ پلیٹ میکنگ یونٹ کٹنگ اور سٹچنگ مشین منگوائی گئی۔ پلیٹ میکنگ کا کام مکرم نورالدین صاحب چراغ نے شروع کیا۔ اس وقت مکرم قمرالدین صاحب یہ کام کر رہے ہیں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے زیر اہتمام مکرم عبد الباسط خان صاحب صوبائی امیر اڑیسہ Ph.D کمپیوٹر انجینئرنگ کے سپرد کمپیوٹر سیکشن کا کام کیا گیا۔ چنانچہ مکرم کرشن احمد صاحب، مکرم مصباح الدین صاحب، مکرم اعجاز احمد صاحب نے کمپوزنگ کا کام سیکھا۔ اور کمپیوٹر سیکشن میں عربی انگریزی، ہندی، پنجابی کمپوزنگ کی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ معیاری سوفٹ وئر کی فراہمی کے بعد 23 جنوری 1997ء سے بدر کی کمپوزنگ بھی اسی سیکشن سے شروع ہوئی مارچ 2002 سے حضور کی خصوصی شفقت کے نتیجہ میں بدر کا اپنا کمپیوٹر سیٹ مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اس پر اب بفضلہ تعالیٰ کام ہو رہا ہے جسکی سیٹنگ میں مکرم خورشید احمد صاحب خادم کا خصوصی تعاون رہا ہے۔

6 رجون 1996 سے پورا بدر آفسیٹ پرنٹنگ پریس امرتسر میں چھپنے لگا اور اس کا سائز بھی الفضل انٹرنیشنل کے صفحات کے برابر کر دیا گیا۔ 9 ستمبر 96 سے قادیان میں فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی کے پنجابی ترجمہ کی طباعت سے باقاعدہ کام کرنا شروع کر دیا اس وقت سے بدر فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان سے چھپنے لگا۔

خطبہ جمعہ اور حضور کے بعض خطابات الفضل انٹرنیشنل سے بطور عکس لے لئے جاتے اور باقی حصہ کی کمپوزنگ ہوتی رہی۔ بدر کی اشاعت میں مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم مینیجر بدر اور ان کے عملہ نے خاص تعاون دیا ہے جس کے ہم ممنون ہیں۔

مضامین و نظمیں لکھنے والوں کی فہرست بہت لمبی ہے جملہ مبلغین و معلمین و قلمکار حضرات جنہوں نے بدر میں مستقل کالم لکھے یا وقتاً فوقتاً خود یا ادارہ کی درخواست پر قلمی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بدر کئی بار مالی بحران کا شکار ہوا اور صفحات میں کمی بیشی کرنی پڑی ایسے موقع پر بعض احباب نے بدر میں مستقل یا وقتی اشتہارات دے کر بدر کی مالی اعانت میں حصہ ڈالا کئی مخلص و ذی استطاعت افراد نے توسیع اشاعت کے لئے بے دریغ مالی اعانت فرمائی۔ گرانقدر مالی عطیات دئے اور بدر کے پرچے بڑھا کر غیروں کے نام تبلیغی جاری کر کے یا غریب مخلصین کے لئے رعایتی قیمت کے لئے مالی اعانت کی۔ بعض احباب نے نئے خریدار بنائے بدر کے لئے رقوم اکٹھی کرنے کے لئے دورہ جات کئے اور ہر ممکن جانی مالی اور قلمی اعانت فرمائی خاص طور پر نمائندگان بدر۔ ان سب کی فہرست بہت طویل ہے۔ جب تک آسمان احمدیت پر بدر رہے گا قلمی و مالی معاونت کرنے والوں کے نام جگمگاتے رہیں گے ایسے ہی کئی لوگوں کی مخفی خدمات ہیں جو اللہ کے حضور یقیناً ظاہر و باہر اور محفوظ ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جزاء دے۔ اللہ تعالیٰ سب مخلصین کے نفوس اموال اور صحت میں برکت عطا کرے اور دینی دنیاوی روحانی جسمانی اور اخروی نعمتوں سے نوازے اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ہمیں اور ہماری حقیر اور عاجزانہ خدمات کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے جن کو تحریر کی صلاحیت عطا فرمائی ہے اور نئے قلمکار ہیں ان سے گزارش ہے کہ ضروری علمی مسائل پر ضرور لکھیں خواہ تھوڑا ہی، اور قومی و ملکی مفاد میں ضرور قلم اٹھائیں۔

بدر کے متعلق گرانقدر تاثرات

بدر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دو بازوؤں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بدر کے متعلق فرمایا:-

☆...... "شکر ہے کہ اخبار بدر چھپنے لگ گیا ہے اسطرح قادیان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اس طرح اخبار ملتا رہے گا تو قادیان کی محبت احمدیوں کے دلوں میں تازہ ہوتی رہے گی۔"

☆...... سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک پیغام میں فرمایا۔

"اس زمانہ میں اخبار بھی بڑا اہم کام کرتے ہیں اگر آپ ایسے اخباروں کی اشاعت کریں جو اسلام کی روشنی پھیلانے کی خدمت کر رہے ہیں تو یقیناً ایک پنتھ دو کاج ہو جائیں گے اور آپ کے خیالات بھی لوگوں تک پہنچیں گے اور آپ کا ایک اپنا اخبار بھی لوگوں میں مقبول ہو جائے گا اور آپ کی اندرونی اصلاح کا کام بھی ترقی کرے گا۔ (بدر 55-11-28)

☆...... بدر کی چھبیس سالہ خاص اشاعت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پیغام میں فرمایا:-

"مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہفت روزہ اخبار "بدر" قادیان اپنی اشاعت کے چھبیس سال پورے کر چکا ہے اور اب ستائیسواں سال شروع ہونے والا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حق و صداقت کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور مجبور و مقہور انسانیت کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ طمانیت قلب اور حیات نو کے سامان فراہم کرنے کا موجب ثابت ہو اخبار بدر کو اپنے دور اول میں سلسلہ کی قابل قدر خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی ...... اس خدمت کے باعث تاریخ احمدیت میں اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اپنے دور ثانی میں بھی یہ اخبار نہایت مفید کام کرتا رہا ہے اور اب بھی مرکز کے حالات اور مرکزی ہدایات و تحریکات کو احباب جماعت تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اس کی اشاعت کو بڑھانا اور سلسلہ کے لئے اور نوع انسان کے لئے اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنانا جماعت کی ذمہ داری ہے ذی استطاعت احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے......" (بدر 22 دسمبر 77)

☆...... سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 82-10-24 کے خط میں فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے بدر کا معیار بہت اچھا ہے اور نظر آتا ہے کہ کسی نے اسے دلچسپ بنانے کے لئے محنت کی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء" (بدر 83-1-6)

حضور پُر نور نے 89-4-11 کے خط میں ایڈیٹر کو فرمایا:-

"ماشاء اللہ بدر بہت اچھا چل رہا ہے...... اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیت کو اور چمکائے اور بدر کی اشاعت وسیع ہو اور لوگ اس سے فیضیاب ہوں۔ تمام معاونین کو میرا محبت بھرا اسلام دیں اور نئی صدی کی مبارکباد (بدر 89-5-11)

☆...... حضور نے 90-2-20 کو فرمایا:-

اللہ تعالیٰ بدر کے وقار کو ہزاروں چند بڑھائے اور اپنے نام کی مانند ہمیشہ روشن سے روشن تر ہو کر طلوع ہوتا رہے۔ (بدر 90-3-29)

☆...... حضور نے فرمایا:-

"بدر کا جلسہ سالانہ نمبر ماشاء اللہ بہت اچھا اور عمدہ مضامین سے مرصع ہے...... اخبار ہر لحاظ سے مفید ہے اور ماشاء اللہ اب اس کا معیار روز بروز بڑھ رہا ہے تاہم مزید کی گنجائش ابھی باقی ہے" (بدر 90-4-19)

☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود نمبر 95ء پر اپنے 96-3-3 کے مکتوب میں فرمایا:-

"آپ نے ہفت روزہ بدر کا جو مسیح موعود نمبر شائع کیا ہے وہ تو ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ مضامین پر مشتمل ہے آپ نے خدا کے فضل سے اس کی تیاری میں کافی محنت کی ہے اللہ قبول فرمائے اور بہتوں کو اس سے استفادہ کی توفیق دے۔ نئی نسل کے بچوں کے لئے اس سے استفادہ کا پروگرام بنانا چاہئے اس کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ سے رابطہ کریں اس نہایت عمدہ کاوش پر اللہ آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو دائمی حسنات سے نوازے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔ سب کارکنان کو محبت بھرا سلام اور اس زندگی بخش مساعی پر مبارکباد اللہ آپ کے ساتھ ہو" (بدر 21 مارچ 96ء)

جلد ہی یہ نمبر ختم ہو گیا حضور کے ارشاد اور احباب کے مزید مطالبہ پر 1000 کی تعداد میں دوبارہ نظارت نشر و اشاعت کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اور پھر تیسری مرتبہ بھی شائع کیا گیا۔

☆...... مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ربوہ نے اپنے مکتوب 69-9-21 میں فرمایا:-

"پرسوں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے پیغام صلح کے اخبار بدر کے مواخذات سے تنگ آ کر چیخ اٹھنے کا ذکر آیا تھا حضور نے اس سلسلہ میں فرمایا "میں بدر سارا پڑھتا ہوں اور میں اس سے بہت خوش ہوں"

☆...... 6 ماہ بعد بدر ملنے پر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ نے فرمایا:-

فروری کا آخری دن سن چھیاسٹھ جبکہ تھا
چھ مہینے بعد آیا ہے نظر بدر ہدیٰ
آنکھیں روشن ہوگئیں اللہ حفیظ اپنا ہوا
شاد ہے اکمل کہ فیض احمد کا جاری ہوگیا

☆...... حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے بدر کی سلور جوبلی کی اشاعت کے لئے مکتوب تحریر فرمایا:-

"بدر کا ہفتہ وار پرچہ باقاعدگی سے میسر آجاتا ہے اور خاکسار اسے بڑے شوق سے مطالعہ کرتا ہے...... بدر نے شروع سے لے کر تمام عرصہ میں ہر لحاظ سے بلند معیار قائم رکھا ہوا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت قابل قدر خدمت کی ہے"

☆...... چوہدری صاحب نے 74-7-3 کے گرامی نامہ میں فرمایا:-

"بدر اس نازک مرحلے پر بڑی قابل قدر خدمت کر رہا ہے خاکسار اول سے آخر تک بڑے شوق اور توجہ سے پڑھتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے یوں بھی مضامین کا درجہ بہت بلند ہے"

☆...... محترم امام صاحب مسجد فضل لندن جناب بشیر احمد رفیق لکھتے ہیں:-

"اخبار بدر مل رہا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا معیار بہت اونچا ہے ایک ایک لفظ پڑھتا ہوں اور لطف اٹھاتا ہوں"

☆...... محترمہ رشیدہ شیخ صاحبہ نے برمنگھم برطانیہ سے لکھا:-

"بدر مجھے باقاعدگی سے ملتا رہا آپ کی خصوصی توجہ کا شکریہ کہ قارئین کو عین وقت پر روحانی غذا ملتی رہی...... جب تک تمام خبریں نہ پڑھ لیتی چین نہیں آتا تھا...... انہی مضامین کی بدولت اس ملک میں اپنا ماحول میسر رہا وطن سے دوری کا احساس مدھم ہوتا رہا"

☆...... ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مبلغ امریکہ جو کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے سالہا سال ہیڈ ماسٹر رہے لکھتے ہیں:-

"ہمارے مرکزی اخبار بھی کیا نعمت ہیں ان سے ہر معروف و مخلص احمدی کے کوائف اور حالات کا علم ہوتا رہتا ہے ہم کسی ملک میں ہوں الفضل اور بدر کے ذریعے ہر ملک کے باسیوں کے متعلق خبریں مل جاتی ہیں ہماری بین الاقوامی تحریک کے آرگن اس لحاظ سے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔...... ماشاء اللہ ہمارا بدر علمی لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور ٹھوس معلومات بہم پہنچا رہا ہے اس میں چھپنے والی مبلغین کی رپورٹیں نہایت موثر اور مقبول ہوتی ہیں کوائف کے علاوہ ان میں اختلافی مسائل کو جس طرح پیش کیا جاتا ہے اس سے یہ بذات خود ایک علمی خزانہ بن جاتا ہے...... بدر کی خریداری سے ہر احمدی تبلیغی اور تعلیمی اور علمی جہاد میں شامل ہو سکتا ہے جس کا بدر علمبردار ہے"

☆...... مکرم منصور احمد صاحب بی ٹی لندن لکھتے ہیں:-

"الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ بدر نہایت باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے اور اس کے مضامین پڑھ کر دل جذبات سے بھر جاتا ہے اردو نہایت عمدہ، مضامین مثالی، موضوع برحق، الغرض ہر لحاظ سے بدر ایک نورانی اور پر سکون چاندنی سے دنیا کو منور کر رہا ہے اگر کوئی شکایت ہے تو یہ ہے کہ بس چند صفحات پر مشتمل ہوتا ہے...... بہر حال دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بدر کو ماہ کامل بنادے اور اس کی شعاؤں سے ایک جہان روشن ہو۔ (بدر 91-12-5)

☆...... بدر 95ء کی خصوصی اشاعت پر عبد الغفار صاحب ڈار راولپنڈی پاکستان نے لکھا:-

"آپ نے اس سال بدر کا جو سالنامہ جماعت کو دیا ہے یہ وہ علمی تحفہ ہے کہ دعوت الی اللہ کے ہر داعی کے پاس موجود ہونا چاہئے۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ میں اس سالنامے کے اجراء پر آپ کو دلی

مبارک باد دیتا ہوں" (بدر 96-3-14)

☆......محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج انگلستان نے لکھا:-

"بدر کا جلسہ سالانہ نمبر موصول ہوا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ بہت ہی جامع اور ٹھوس معلومات پر مشتمل ایک یادگاری نمبر ہے جو داعیان الی اللہ کے لئے از حد مفید ثابت ہوگا" (بدر 26 مئی 96)

☆......مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ نے لکھا:-

خاص نمبر کے لئے آپ بہت مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہر مضمون پوری تحقیق اور تفصیل سے بہت موثر انداز میں قلمبند کیا گیا ہے۔ (بدر 26 مئی 96)

☆......مکرم شیخ یعقوب علی صاحب نے چٹا گانگ بنگلہ دیش سے لکھا:-

"بدر کے مطالعہ سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ خاص طور پر آپ کے ادارے کی طرف سے شائع کردہ تین شمارے تو تاریخی حیثیت اختیار کر گئے ہیں ایک تو دسمبر 95 کا مسیح موعود نمبر دوسرے دسمبر 96 کا اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر اسی طرح دسمبر 96 کا ہی ڈاکٹر عبدالسلام نمبر۔ (بدر 97-5-29)

☆......مکرم ہادی علی صاحب چوہدری ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن اور مکرم نسیم مہدی صاحب مبلغ صاحب کینیڈا نے مبارک باد اور پسندیدگی اخبار پر خطوط ارسال کئے۔ (بدر 8 فروری 96)

☆......مکرم سعید احمد انور بریڈ فورڈ انگلینڈ سے لکھتے ہیں:-

بدر کا جلسہ سالانہ نمبر موصول ہوا جسے پڑھکر اور دیکھکر دلی خوشی ہوئی اور فوری آپ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنے کو دل چاہا۔ آپ نے جس محنت سے اس خصوصی اشاعت کو خوبصورت اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے آپ اس کوشش میں کامیاب ہیں یہ شمارہ نہایت دیدہ زیب دلچسپ اور اس میں شامل مضامین معلوماتی اور ایمان افروز ہیں آپ نے اور مضامین نگاروں نے قادیان میں درویشوں کی پچاس سالہ زندگی اور بھارت میں اس عرصہ کے دوران احمدیت کی ترقی کے سلسلہ میں ایک قابل قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ (بدر 19 فروری 98)

☆......مکرم فضل الٰہی انوری صاحب جرمنی رقمطراز ہیں:-

"اگرچہ بدر ہر سال کا سالانہ نمبر اپنے تصویری مناظر اور ندرت تحریر کا ایک حسین مرقع ہوتا ہے مگر اس بار کے اس خصوصی شمارے میں آج سے پچاس سال پہلے کی یادوں کے تار چھیڑ کر میرے ساز ہستی میں ایک عجیب ارتعاش پیدا کر دیا ہے...... آپ نے تاریخ احمدیت اور دیگر اوراق پارینہ میں سے ان واقعات کو اکٹھا کر کے بدر کے قارئین کو اس وقت کے نازک حالات کی ایک اجمالی تصویر دیکھنے کا بہت عمدہ موقع دیا ہے۔ (بدر 19 فروری 98)

☆......محترم شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ سے تحریر فرماتے ہیں:-

"اخبار بدر ملا اس میں "آزادی ہند اور جماعت احمدیہ" اور قریشی محمد فضل اللہ کا تحریر کردہ مدر ٹریسا کے بارے تفصیلی مضمون اور حکومت ہند اور پاکستان کا باہمی مقابلہ اور موازنہ ملاحظہ کیا۔ اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ماشاء اللہ بہت محنت سے آپ مضامین لکھتے اور لکھواتے اور ادارے تحریر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (19 فروری 98)

☆......لدھیانہ سے جناب سردار گردیال سنگھ صاحب پرنسپل گریوال کالج لدھیانہ نے قلبی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:-

"خاص کر ان لوگوں کو جن کو یہ حقیقت تسلیم ہے کہ خدا کے ملاپ اور دیدار کے لئے پیر، مرشد، گورو، رہبر، رسول کی خوشنودی لازمی ہے جس کے بغیر حصول مدعا نا ممکن ہے یہ اخبار (بدر) بہت مددگار ہے۔ اسلام کی جتنی حقیقی خدمت یہ اخبار کر رہا ہے مجھے امید نہیں نہ ہی میں نے دیکھا ہے کہ کوئی اور اخبار، جماعت یا ادارہ کر رہا ہو اس اخبار کو اخبار احمدیہ کی بجائے اگر اخبار اہل اسلام کہا جائے تو درست ہوگا...... ہر مسلمان کے لئے جو تمام پیغمبران اسلام وحضرت محمد صاحب اور قرآن شریف میں یقین رکھتے ہیں "بدر" مشعل راہ ہے۔ (بدر 5 فروری 76)

اپنے مکتوب 77-7-16 میں مزید لکھتے ہیں:-

"دل میں مسرت کی لہر نے جب مستی کی شکل اختیار کی تو قلم یہ تحریر کرنے سے رک نہ سکی کہ آپ کا اخبار بدر احمدیہ تحریک کی منزل مقصود کی طرف کس قدر تیزی سے گامزن ہے صد آفرین ایسی ہمت اور دلی لگن پر!! دنیا میں بہت مذاہب ہیں بہت اشاعت ہے ان کے اخبارات و میگزینوں کی۔ کتابیں اور لٹریچر بہت ہے سب اپنی اپنی جگہ اپنی دنیا کی خدمت کر رہے ہیں میں بہت سوں کو غور سے دیکھتا ہوں مگر جو خدمت احمدیہ تحریک کی بدر کر رہا ہے مجھے اسے دیکھکر رشک آتا ہے۔ خیال اپنا اپنا۔ میرے خیال میں بدر سبقت لے گیا ہے مضامین، مکالمے، عزم، للکار، تعلیمات احمدی قرآن کی عزت افزائی، اسلام کے لئے تبلیغ اور اسلام کو بلندیوں تک لے جانے کی لگن قابل ستائش ہمت اور ثابت قدمی وغیرہ خوبیاں رشک کا باعث ہیں...... مبارک ہو آپ کی یہ خدمت اسلام اور بھی مبارک ہو مشکلات کو استقلال سے عبور کرنا میری دلی خواہش ہے کہ یہ پرچہ اور بھی ترقی کرے"

☆......مایہ ناز سکالر ہیرالال چوپڑہ (ایم اے ڈی لٹ) ریٹائرڈ پروفیسر کلکتہ یونیورسٹی نے لکھا:-

بدر کا صد سالہ جشن تشکر نمبر دیکھکر بڑی خوشی ہوئی...... آپ نے اس نمبر میں احمدیت کی تاریخ کے ساتھ اسلام کے قابل تقلید عنوانات کی بھی وضاحت فرمائی ہے تاکہ قارئین کو پتہ چل سکے کہ اسلام کیا ہے...... مضامین کے مطالعے سے اسلام کی ہمہ گیریت اور روشن پہلو اجاگر ہو جاتے ہیں اور لطف اس بات کا ہے کہ اگرچہ پاکستان یا کسی اور جگہ اس فرقے کی شدید مخالفت ہے لیکن اس مجلے میں کسی کے خلاف کچھ نہیں لکھا گیا اور دین اسلام کے بہت سے مسائل کی وضاحت ملتی ہے جس کے لئے ناشرین مجلہ مبارکباد کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ (بدر 13 اپریل 89)

☆......ہوشیار پور پنجاب سے پریتم سنگھ جی کانگو نے لکھا:-

"مولیٰ کی محبت نے پیشانی کا جھومر"...... بدر جس رنگ میں مخلوق خدا کی خدمت کر رہا ہے قابل تحسین ہے"

یہاں چیز کمیاب کی قدر ہے
ستارے بہت ہیں اور اک بدر ہے

(بدر 97-5-29)

☆......ادم پرکاش سونی صاحب جرنلسٹ امرتسر نے لکھا:-

"بدر میں اداریہ بعنوان "دیوبندی چالوں سے بچئے" خوب تر ہے مدلل و مسکت جواب ہے حقیقت یہ ہے کہ احمدی مسلمانوں نے اسلام کی جتنی خدمت کی ہے اتنی شائد کسی فرقے نے نہ کی ہو...... مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی کے واقعات بڑے دلسوز اور سبق آموز ہیں کاش یہ لوگ اعتراض کرنے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات کا مطالعہ تو کرلیا کریں۔ (بدر 11 جولائی 96)

☆......ایک دوست جو ہندوستان کے دور افتادہ مقامات سے تعلق رکھتے ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

"...... جو ہفتہ وار بدر شائع ہو رہا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی اعلیٰ معیار اور بلند پایہ کا ہے...... بعض مضامین تو اس کے ہر لحاظ سے اعلیٰ ہوتے ہیں کہ دل میں تمنا ہوتی ہے کہ کاش اس کے تراجم دوسری زبانوں میں کر کے کثرت سے اس کی اشاعت کی جاتی لیکن اپنی علمی اور مالی بے بضاعتی کے باعث یہ تمنا دل ہی دل میں دفن ہو جاتی ہے...... کاش...... اس رسالہ کے خریدار بن کر اپنی دین و دنیا سنوارتے اور اعلیٰ تہذیب و تمدن کے جس کی طرف ہمارا ہفتہ وار بدر رہنمائی کرتا ہے وارث بنتے......

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں مزید برکت دیوے اور آپ کی مساعی جمیلہ کو اپنے فضل و کرم سے نوازے اور آپ کو اپنے جملہ مقاصد میں کامیابی عطا کرے۔ اور ہمیشہ اسلامی سورج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح پرور تعلیمات کو منعکس کرنے والا بناوے۔ آمین۔

بدر کی وجہ سے اپنے دل کی ظلمتوں کو دور ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں اور ہر پرچہ کا نہایت بے قراری کے ساتھ انتظار رہتا ہے پڑھنے کے بعد اکثر کوشش کی جاتی ہے کہ بذریعہ بک پوسٹ دوسرے احباب تک یہ پہنچ جایا کرے۔ کیونکہ اتنی طاقت نہیں کہ ہر ایک دوست کے نام فرداً فرداً پرچہ جاری کرواسکوں" (بدر 7 مارچ 1953)

☆......اخبار بدر کی غیر معمولی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مکرم صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ کشمیر نے لکھا:-

"اخبار بدر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قدیمی آرگن ہے جس کے صفحات سلسلہ کے قابل احترام بزرگان کے بلند پایہ مضامین اور مرکزی نظارتوں کی تحریکات سے مزین ہو کر احباب کو علمی ادبی تربیتی امور میں مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ اس جریدہ کو اس بات کا بھی فخر حاصل ہے کہ اسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد خوشتر میں ہی خدمت سلسلہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی اور اب بھی باوجود گوناگوں مشکلات کے یہ اخبار حسب حالات اپنی خدمات بدستور جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہندوستان میں مرکز کی آواز اس کی جملہ بیرونی شاخوں تک پہنچانے کا بھی واحد ذریعہ ہے (بدر 58-11-27)

☆......دو ہفتے اخبار کے التواء پر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج بمبئی نے لکھا:-

"یہ خبر دنیا بھر کی احمدی جماعتوں میں دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی ہوگی کہ مسیح پاک علیہ السلام کے مولد و مدفن سے اس اندھیری دنیا میں ہر ہفتہ ہدایت کا یہ ایک چراغ جلایا جاتا ہے وہ محض مالی تنگی کے باعث دو ہفتے روشن نہ کیا جاسکا یہ چند سطریں جو میں نے ابھی لکھیں میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنے دکھ اور تکلیف کے ساتھ لکھی ہیں۔ ہماری تحریک اور تنظیم جو اقصائے عالم میں ایک مثالی رتبہ حاصل کر چکی ہے اس کے دائمی مرکز سے محض مالی تنگی کے باعث ایک ہفتہ وار اخبار کی اشاعت میں روک پیدا ہو جانا نبض ہستی کے رک جانے سے کم نہیں دل کی حرکت میں ذرا خلل پیدا ہو جائے تو فوراً سارا جسم متاثر ہو جاتا ہے اخبار جو قوم کی جان ہے اور جس سے قوم کے مذہبی تعلیمی اور سیاسی موقف کی تشریح ہوتی رہتی ہے اگر اس کی اشاعت میں خلل واقع ہو جائے تو اس سے جماعت کی ہیئت ترکیبی کا متاثر ہونا ضروری ہے...... ایک ہندوستانی اور محب وطن ہونے کے اعتبار سے ہر مستطیع احمدی کے گھر بدر ضرور آنا چاہئے۔ (بدر 63-5-16)

☆......مکرم محمد بشیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر جے پی سی پی ایس پیڈ اکڈ مور ضلع محبوب نگر نے لکھا:-

"بدر کا مجھ پر بڑا احسان ہے اس نے میرے دل و دماغ کو بہت روشنی دی ہے اس کے بغیر دل و دماغ میں تاریکی سی محسوس کرتا ہوں" (بدر 67-1-5)

☆......ایک نو احمدی دوست محترم عبد الغفور احمد صاحب بی اے نے بدر کے مطالعے سے ہی احمدیت کی صداقت معلوم کی موصوف لکھتے ہیں:-

"اس جریدے نے ہی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو سمجھنے میں میری بڑی مدد کی تھی یہ حقیقت ہے کہ بدر ہی دراصل عالمگیر مذہب اسلام کا حقیقی خادم اور علم بردار ہے۔ ہزار ہا لوگ جو صراط مستقیم کے متلاشی ہیں وہ بدر کے مطالعہ سے اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں"

☆......مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے لکھا:-

"......سارا بدر پڑھا خدا کے فضل سے اس کا ہر مضمون ایک سے بڑھ کر ایک تھا بہت ٹھوس اور بہت ضروری حوالہ جات سے بھرپور...... الغرض اخبار بدر کی تاریخ میں یہ خاص نمبر ایک سنار کی حیثیت رکھتا ہے بلا مبالغہ یہ رسالہ ایک علمی دستاویز ہے۔ (بدر 96-4-18)

☆......مکرم ڈاکٹر منور علی صاحب مرحوم قادیان لکھتے ہیں:-

بدر جاتا ہے ہر ملک و شہر میں
بدر پیغامبر دین خدا ہے
بدر ہے ترجمان قوم و ملت
بدر اک احمدیت کی ندا ہے
بدر آواز ہے دین متین کی
کہ اس پرچے کا چرچہ جابجا ہے
بدر مفسر احادیث و فقہ ہے
مسائل کا ہر اک عقدہ کھلا ہے
بدر اک شمع نور یقین ہے
حقیقت میں بدر بدر الدجیٰ ہے

(بدر 24-3-1983)

جناب ثاقب زیروی اور ان کا ہفت روزہ 'لاہور'

آپ کا اصل نام چودھری محمد صدیق تھا۔ والد حضرت حکیم مولوی اللہ بخش خان صاحبؓ زیرہ ضلع فیروزپور کے زمیندار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں ۱۹۰۵ء میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترم ثاقب صاحب قریباً ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں میٹرک کیا اور پھر ادیب فاضل، منشی فاضل اور بی۔اے بھی کیا۔ میٹرک کے بعد ٹائپ اور شارٹ ہینڈ سیکھ کر سیشن کورٹ میں ملازمت کی جو ۱۹۳۷ء میں ترک کردی اور لاہور آکر احسان دانش کے رسالہ "گنجینۂ اردو" میں نائب مدیر ہوگئے۔ دو سال بعد رسالہ بند ہوگیا تو کوآپریٹو میں ملازم ہوگئے۔ ۱۹۴۵ء میں قادیان گئے تو حضرت مصلح موعودؓ کی وقف کی تحریک پر لبیک کہا۔ ۱۹۴۶ء میں وقف منظور ہوگیا اور حضورؓ نے آپ کو صحافت کی عملی تربیت کے لئے روزنامہ "انقلاب" کے ایڈیٹر جناب عبدالمجید سالک کے پاس بھجوادیا جہاں آپ دو سال رہے اور قیام پاکستان کے بعد حضورؓ کی خدمت میں تربیت مکمل ہونے کی رپورٹ کی۔ حضورؓ نے آپ کو اپنا پریس سیکرٹری مقرر کیا۔ آپ روزنامہ "الفضل" ربوہ اور بعض دیگر اداروں سے بھی منسلک رہے۔ ۱۹۵۲ء میں حضورؓ کی اجازت سے رسالہ "لاہور" جاری کیا۔ لاہور میں آپ کو نمایاں جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی ہے۔ وفات کے وقت جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری امور خارجہ تھے۔

جلسہ ہائے سالانہ پر آپ کو سالہا سال حضرت مصلح موعودؓ کا کلام پڑھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اپنی نظمیں بھی مسحور کن ترنم میں سنایا کرتے تھے۔ جماعتی پروگراموں میں نظم خوانی کا آغاز آپ نے ۱۹۳۹ء میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے کیا تھا۔

رسالہ "لاہور" کے مدیر کے طور پر آپ نے خوب صحافتی جوہر دکھائے اور کئی قلمی ناموں سے بھی لکھا۔ ریڈیو پاکستان سے ایک عرصہ تک آپ کے سیاسی تبصرے نشر ہوتے رہے۔ آپ کا منظوم کلام نصف صدی سے زائد جماعتی اخبارات و رسائل کی زینت بنتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ پر سرکاری میڈیا بند کردیا گیا لیکن ملک کے ادبی حلقے آپ کی شاعری کے ہمیشہ معترف رہے۔ آپ کے متعدد شعری مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔

آپ کو ملکی قوانین کے تحت ہر دور میں کئی مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے بعد بے انتہا مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ کی شخصیت محنت، تنظیم، وقف اور جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستگی اور سچی وفاداری رکھتے تھے۔ ایک نڈر، غیرت مند اور بااصول آدمی تھے۔ کبھی ذاتی مفاد کو ترجیح نہیں دی۔

۱۳ر جنوری ۲۰۰۲ء کی شب آپ لاہور میں بعمر ۸۴ سال انتقال کرگئے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲ر مئی ۲۰۰۲ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم حمید اللہ ظفر صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب کشف بزرگ تھے اور والدہ بھی شب زندہ دار خاتون تھیں۔ اس ماحول میں آپ نے پرورش پائی اور جوانی میں ہی اپنے ربّ سے راز و نیاز کیا کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے زمانہ میں ایک بار غنودگی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ تیرا اگلا دور پہلے سے بہتر ہوگا۔ آپ نے اپنے والد صاحب کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں شہادت نصیب کی تو ہماری دنیاوی زندگی سے اگلی زندگی بہتر ہوگی اور اگر زندہ رہے تو بھی پہلی زندگی سے بہتر زندگی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

جب قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو چیف سیکرٹری پنجاب نے ایک دعوت افطار میں مکرم ثاقب صاحب کو بھی مدعو کیا۔ آپ نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ آپ کی اسمبلی نے تو ہمیں غیر مسلم قرار دیدیا ہے اور آپ نے مجھے دعوت افطار میں مدعو کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مَیں نے سوچا کم از کم ایک تو روزہ دار بلالوں تاکہ اسے دعوت افطار کہا جاسکے۔

بھٹو دور میں "لاہور" رسالہ میں "روزنامچہ" لکھنے پر جب ثاقب صاحب اور م۔ش صاحب کے خلاف ایک مقدمہ دائر ہوا تو ایک دن دونوں کو پکڑ کر تھانہ لے جایا گیا۔ جب رات ہوگئی تو تھانہ دار نے کہا کہ تھانہ کی عمارت زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے آپ دونوں کو رات نہیں رکھا جاسکتا لیکن آپ صبح نو بجے آجائیں تو ہم گرفتاری ڈال دیں گے۔ م۔ش صاحب نے ثاقب صاحب سے کہا کہ حکومت ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اس لئے لگتا ہے تین چار ہفتے ضمانت نہیں ہوسکے گی۔ چنانچہ وہ رات آپ نے اپنے رسالہ کے تین چار پرچے تیار کرنے میں گزار دی اور سحری کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا کہ گرفتاری نہیں ہوگی۔ صبح جب م۔ش صاحب اپنے کپڑے وغیرہ لے کر آپ کے ہاں پہنچے تو آپ بغیر کسی سامان کے ساتھ چل پڑے۔ انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ کو کوئی خواب آئی ہے۔ آپ نے کہا کہ خواب نہیں آئی، ڈائریکٹ ڈائلنگ ہوئی ہے اور مَیں اپنے ربّ پر بداعتقادی نہیں کرسکتا۔ تھانہ جانے سے قبل یہ اپنے پریس پہنچے کہ چائے پی کر چلتے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں وہاں وکلاء مٹھائی کا ڈبہ لے کر پہنچے کہ ہم تھانہ سے ہوکر آئے ہیں۔ SHO نے بتایا ہے کہ انہیں فون آگیا ہے کہ گرفتار نہیں کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر خلافت رابعہ کے انتخاب سے ایک رات پہلے محترم ثاقب صاحب دارالضیافت ربوہ میں نفل پڑھ رہے تھے کہ ایک بلند آواز آئی: "ابن مریم آرہا ہے"۔ آواز اتنی بلند تھی کہ آپ نے کھڑکی کھول کر دیکھا کہ شاید باہر کوئی آواز دے رہا ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸ر جولائی ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت جناب راغب مراد آبادی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

شمعِ حبِّ احمدؐ مرسل ہے دل میں ضو فگن
بے نیاز دولت دنیا ہیں ثاقب زیروی
جملہ اصناف سخن میں شعر گوئی کی مگر
نعت میں بھی مثل آپ اپنا ہیں ثاقب زیروی
حرفِ حق کہنے سے باز آجائیں ممکن ہی نہیں
نرغۂ اعداء میں گو تنہا ہیں ثاقب زیروی
نعت گوئی ہی کا اے راغب یہ اِک اعجاز ہے
وارثِ فکرِ فلک پیما ہیں ثاقب زیروی

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے سہ ماہی "النداء" مارچ تا جون ۲۰۰۲ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے بارہ میں مکرم سعید احمد مجید صاحب کے مضمون میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے بارہ میں معروف شاعر احمد فراز صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے: "ثاقب زیروی جیسے لوگ محض شخصیتیں نہیں تہذیبیں ہوا کرتی ہیں۔ ان کو سنبھالے رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ ایسی شخصیات ہیں کہ جن کے بارہ میں یہ شعر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ چند شمعیں ہیں ان کے گرد حلقہ کرکے بیٹھ جاؤ تاکہ کچھ تو روشنی ان سے حاصل ہوتی رہے"۔

نامور کالم نگار، شاعر، ادیب، صحافی، دانشور جناب منو بھائی کہتے ہیں: "جب دلوں کی آرٹریز سکڑ رہی ہوں اور معاشرہ کی رگوں میں اندھیرا اُتر رہا ہو، ایسے دور میں ثاقب زیروی جیسے لوگ روشنی کی کرن ہوتے ہیں"۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 1/11/02)

احمدی صحافت دوسروں کی نظر میں

آج سے پون صدی قبل آریہ سماج کے مشہور اخبار "تیج" دہلی نے 25 جولائی 1927 کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کے اخبارات کے زیر عنوان لکھا:-

"ویسے تو اخبارات ہر ایک انجمن اور سبھا کی طرف سے شائع ہوتے ہیں لیکن احمدیوں کے اخبار میں بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں۔ اخبارات کے مضامین اور خبریں نہایت اچھی اور فائدہ مند ہوتی ہیں اور ان کو اس سلیقہ سے مرتب کیا جاتا ہے کہ وہ ناظرین کیلئے نہایت مفید اور دلچسپ ہوجاتے ہیں" ....☆☆

بقیہ صفحہ :: (61)

صاحب، عربی ام الالسنۃ، مباہلہ اور اس کا انجام (ضیاء الحق کی ہلاکت) احمدیہ صد سالہ تقریب، ڈاکٹر عبد السلام، کفن مسیح، قرآن مجید کی معجزہ نمائی، ملینیم سپیشل وغیرہ خاص نمبران میں سے چند ہیں۔

خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ یہ رسالہ تعلیم یافتہ طبقہ میں بہت مقبول ہے اس کے ایڈیٹر کے فرائض مکرم ایم علی کویا صاحب ادا کرتے ہیں۔

مذکورہ جماعتی رسالوں کے علاوہ کیرلہ کی تینوں ذیلی تنظیموں کی طرف سے بھی ملایالم زبانوں میں رسائل باقاعدہ شائع ہوتے رہے ہیں۔

انصار

مجلس انصار اللہ کیرلہ کی طرف سے انصار کے نام سے 1994ء تا 2000ء ایک سہ ماہی رسالہ مکرم پی ایم کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ کی زیر ادارت شائع ہوا۔

ستیہ مترم

اس کے بعد انصار کی جگہ ستیہ مترم کے نام سے نہایت شاندار setup & getup کے ساتھ جولائی 2001ء سے ایک ماہانہ رسالہ موصوف ہی کی ادارت میں مجلس انصار اللہ کیرلہ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ تفسیر کبیر میں سے قرآن مجید کی تفسیر کی اشاعت اس کی خصوصیت ہے۔ نیز حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کے مضامین بہت ہی مقبول ہیں۔

الحق

مجلس خدام الاحمدیہ کاواشیری کی طرف سے 1982ء سے الحق نام سے ایک قلمی رسالہ شروع ہوا۔ جو 1992ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد جولائی 1993ء سے مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کی طرف سے یہ رسالہ جاری ہوا۔ 1994ء سے یہ اخباری شکل میں (بدر کے سائز پر) شائع ہونا شروع ہوا۔ اس رسالہ میں News Bulletien کے طور پر کیرلہ اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کی احمدی خبریں باقاعدہ شائع ہوتی رہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خطبات کے اقتباسات وغیرہ بھی شریک اشاعت ہوتے رہے۔ خاص کر مجلس خدام الاحمدیہ کی سرگرمیوں کی رپورٹیں بھی ہر پرچہ میں آتی رہیں۔ اس بلیٹن کے ایڈیٹر مکرم ایچ سلیمان کاواشیری ہیں۔

النور

لجنہ اماء اللہ کیرلہ کی طرف سے جولائی ستمبر 94ء کو النور کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ کے اجراء کی توفیق ملی۔ احمدی مستورات کی قابلیت اور ان کے خداداد ہنر کو اجاگر کرنے اور منظر عام پر لانے کیلئے یہ پہلا اقدام ہے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ احمدی خواتین کی طرف سے صرف ان ہی کے مضامین، ترجمے و نظمیں وغیرہ پر مشتمل جاری شدہ یہ سہ ماہی رسالہ ہندوستان سے شائع ہونے والا احمدی مستورات کا اول اور واحد رسالہ ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے 1994ء سے لے کر اب تک صرف مستورات کے مضامین وغیرہ لئے ہوئے یہ رسالہ بلا ناغہ جاری و ساری ہے۔ اس سے بہت ساری احمدی بہنوں کو ان کی قابلیت اجاگر کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ محترمہ فوزیہ جمال (ترونیڈرم) اس کی پہلی مدیرہ ہیں۔ اور محترمہ بی زینب بی صاحبہ (پینگاڈی) نائب ایڈیٹر ہیں۔

اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کیرلہ کو صحافت کے میدان میں نمایاں کردار ادا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اہم فریضہ کو کماحقہ ادا کرنے اور قلمی میدان میں زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بقیہ صفحہ :: (40)

جاتے ہیں جس کے مدیر عبد الحمید آف ماریشس ہیں۔ رسالہ میں اعلیٰ پایہ کے مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور بڑی عرق ریزی سے تیار کیا جاتا ہے۔

پچھلے چند ماہ سے اس کی تیاری میں نبیل رانا مدد کر رہے ہیں جو کمپیوٹر ڈیزائن اور ویب پیجز کے ماہر ہیں۔ رسالہ میں رنگین تصاویر شامل کی جاتی ہیں۔ میرے سامنے اس وقت احمدیہ گزٹ کا سلور جوبلی نمبر پڑا ہوا ہے۔ جو اگست تا دسمبر 2001ء پر مشتمل ہے۔ اس کے انگلش حصہ کے 143 صفحات ہیں اور اردو حصہ کے 104 صفحات۔ یعنی کل 247 صفحات پر مشتمل دبیز کاغذ پر یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ کتابت، چھپائی، مضامین کا معیار سبھی تعریف کے قابل ہیں۔ مشنری انچارج نسیم مہدی صاحب کے تحت کام کرنے والے تمام رضا کار مخلص اور جاں نثار ہیں۔

النساء :: لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی ممبرات کیلئے اس رسالہ کا اجراء 1980ء میں ہوا۔ اس کی پہلی مدیرہ امۃ الصبور تھیں۔

النداء :: یہ سہ ماہی رسالہ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ترجمان ہے۔ اس کا اجراء 1988ء میں ہوا۔ چند سال قبل اس کے انگلش حصہ کے ایڈیٹر اطہر نوید ملک اور اردو حصہ کے ایڈیٹر ناصر احمد وینس تھے۔ جون 1997ء میں اس رسالہ کا عبد السلام نمبر شائع ہوا۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد
معروف صحافی و کالم نگار

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب
ایڈیٹر رسالہ الاسلام ہیگ، ہالینڈ

جناب حلمی الشافعی صاحب مرحوم
سابق ایڈیٹر رسالہ التقویٰ لندن

محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ انگلستان
ایڈیٹر "مسلم ہیرلڈ" گلاسکو، انگلینڈ

محترمہ امتہ اللہ خورشید صاحبہ
ایڈیٹر ماہنامہ مصباح ربوہ

مدیران ومعاونین بدر

محترم برکات احمد صاحب راجیکی
ایڈیٹر بدر (1952ء تا 1954ء)

محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری
ایڈیٹر بدر (1956ء تا 1979ء)

محترم مولانا خورشید احمد صاحب انور
ایڈیٹر بدر (1979ء تا 1988ء)

محترم مولانا عبدالحق صاحب فضل
ایڈیٹر بدر (1988ء تا 1991ء)

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد
قائم مقام ایڈیٹر بدر (1991ء تا 1992ء)

منیر احمد خادم
ایڈیٹر بدر (1992ء تا حال)

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی
بدر کے معروف مضمون نگار

محترم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر
بدر کے معروف مضمون نگار

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری
نگران بدر بورڈ قادیان

محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی
پرنٹر و پبلشر بدر قادیان

محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم
مینیجر بدر قادیان

قریشی محمد فضل اللہ
نائب ایڈیٹر بدر

منصور احمد
نائب ایڈیٹر بدر

محترم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر
بدر کی طباعت میں خاص تعاون

محترم قاضی عبدالحمید صاحب درویش
تقسیم ملک کے بعد بدر کے پہلے کاتب

محترم چودھری عبدالسلام صاحب درویش
تقسیم ملک کے بعد پہلے انچارج پریس

محترم بدرالدین صاحب مہتاب
مینیجر پریس قادیان

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب
ایڈیٹر سہ ماہی رسالہ انصار اللہ قادیان

محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب
ایڈیٹر رسالہ ماہ نامہ راہ ایمان قادیان (ہندی)

محترم مولانا زین الدین صاحب حامد
ایڈیٹر ماہ نامہ مشکوۃ قادیان

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:51 ♦ Wednesday ♦ 18-25 December 2002 ♦ Issue No.51-52

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
: 60 Mark Germany
By Sea : 10 £ Or 20 U.S $

مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ
چیف ایڈیٹر ستیہ دوتن کیرلہ

محترم اے ایم محمد سلیم صاحب
مدیر ستیہ دوتن ملیالم ماہنامہ کالیکٹ کیرلہ

محترم ایم علی کویا صاحب
مدیر منارٹ انگریزی سہ ماہی رسالہ کالیکٹ (کیرلہ)

مکرم محمد ماسٹر مشرق علی صاحب مُلّا
ایڈیٹر رسالہ البشریٰ کلکتہ

مکرم محمد کریم اللہ نوجوان صاحب مدراس
مدیر "آزاد نوجوان"

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان چیف منسٹر ہماچل پردیش پروفیسر پریم کمار دھول کو اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کر رہے ہیں۔ اس موقعہ پر گیانی تنویر صاحب اور مکرم عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ بھی موجود ہیں۔

سالانہ اجتماع واقفین نو 2002ء کے دوران محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، قادیان کی واقفات نو کے ہمراہ۔

جے گاؤں بھونان میں 21 اپریل 2002ء کو جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید دعا کروا کے کانفرنس کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

عزت مآب بابو پرمانند صاحب گورنر ہریانہ کو جناب قاری نواب احمد صاحب نائب نگران ہزا انچل، مکرم انظم احمد صاحب خادم و مکرم منیر خان صاحب مبلغ ہریانہ قرآن مجید ہندی و اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

ہریانہ کے نومبائعین انصار نے امسال مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع میں پہلی بار شرکت کی۔ شرکاء کا ایک گروپ فوٹو

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2002ء کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان خطاب فرماتے ہوئے۔ اسٹیج پر دائیں سے بائیں مکرم محبت پذیات صاحب صوبائی قائد کیرلہ، مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر، مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس، مکرم خالد محمود صاحب نائب صدر، مکرم زین الدین صاحب حامد نائب صدر

مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع 2002ء کے اسٹیج کا منظر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے دائیں جانب محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس اور بائیں جانب مکرم چودھری محمد عارف صاحب، مکرم وحید الدین صاحب شمس نائب صدر صاحبان تشریف فرما ہیں۔ محترم مظفر احمد اقبال صاحب انچارج مرکزی لائبریری نظم پڑھ رہے ہیں

کونائم (کیرلہ) میں احمدیہ بک سٹال منعقدہ 31-01-02

عزت مآب محترم ولاس راؤ دیس مکھ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کو مکرم عقیل احمد صاحب سہارنپوری سرکل انچارج جماعت احمدیہ شولاپور مہاراشٹر ہینڈی کرافٹ اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کر رہے ہیں

مدرسہ تعلیم الاسلام ہاری پاری گام کشمیر کے بچے جناب عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ صوبہ کشمیر کو انکی اسکول آمد پر سلامی دیتے ہوئے